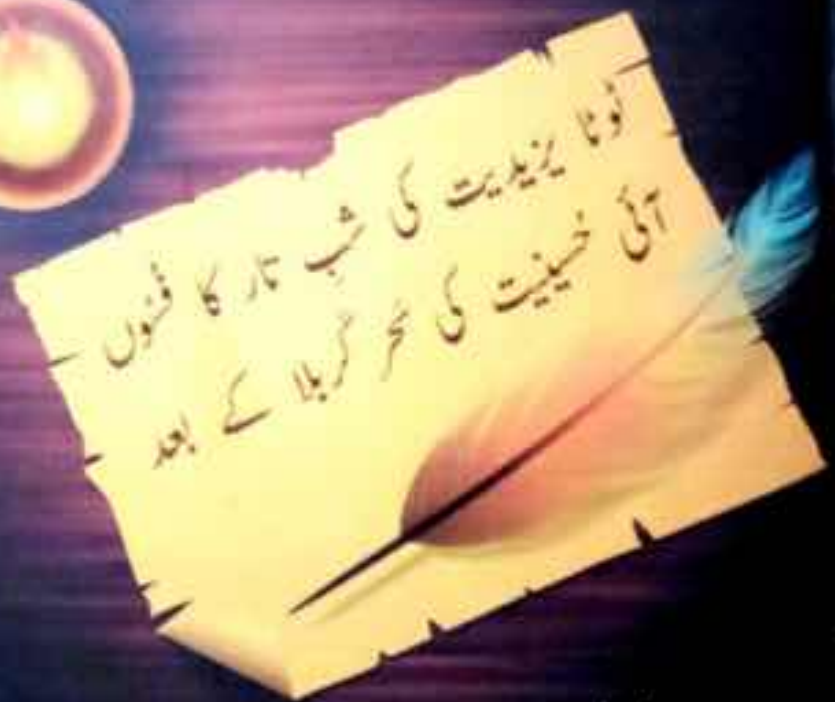


فنا مع حضرتین رضی اللہ عنہما



عبدالجبار سیلفی



دالامظاہر التحقیق

نوٹا یزیدیت کی شب تار کافسوں
آئی حسینیت کی سحر کر بلا کے بعد (سید نہیں مبینی)

دفاعِ حضرت حسین رضی اللہ عنہ

حامیان یزید کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کا تحقیقی محاسبہ

مؤلف
حافظ عبدالجبار سلفی

مرتب
محمد عثمان حسن

ناشر

ادارہ مظہر التحقیق

متصل جامع مسجد ختم نبوت کھازک، ملتان روڈ لاہور

خوبصورت، تحقیقی اور معیاری مطبوعات کے ذریعے
علم کی خدمت میں مصروف

ادارہ مظہر التحقیق

اس کتاب کے تمام حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ	:	نام کتاب
مولانا حافظ عبدالجبار سلمیٰ	:	مصنف
اگست ۲۰۱۳ء	:	طبع اول
ستمبر ۲۰۱۳ء	:	طبع دوم
مولانا عبدالرؤف نعمانی 0300-4273864	:	نگران طباعت
ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ، لاہور	:	ناشر

ملنے کے پتے

- قاری عبدالرؤف نعمانی اچھرہ لاہور 0300-4273864
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور، 0423-7228272
مکتبہ اہلسنت، رسول پلازہ امین پور بازار فیصل آباد، 0321-7837313
دفتر تحریک خدام اہل سنت مدنی مسجد چکوال 0313-5128490
دفتر ماہنامہ حق چاریار اچھرہ لاہور 0302-4166462
ادارہ نشریات اہلسنت مدینہ منزل حضور ضلع انک 0300-5477867
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور 0321-4220554

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اظہارِ تشکر

”دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ“ کے موجودہ اڈیشن کے تمام تراخراجات ہماری تحریک کے بغیر انگلینڈ کے مخلص سنی احباب نے برداشت کیے ہیں اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی محبت اور ایمانی تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان احباب کے اسماء گرامی یہ ہیں:

- ① محترم جناب محمد امین صاحب
- ② محترم طلعت محمود صاحب
- ③ محترم صدیق اکبر صاحب
- ④ محترم امجد محمود صاحب
- ⑤ محترم ارشد محمود صاحب
- ⑥ محترم محمد اختر صاحب
- ⑦ محترم علاؤ الدین صدیقی صاحب
- ⑧ محترم محمد افتخار صاحب

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، عشق صحابہ رضی اللہ عنہم کے نور سے ان کے چہرے چمکتے رہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں ان کے قدم پو میں۔

آمین ثم آمین

عبدالجبار سلفی

انتساب

وکیل صحابہؓ، قاطعِ رفض و بدعت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کے نام، جن کی نگاہِ کرم نے گناہوں سے لدے پھدے ایک شرمسار انسان کو عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا چوکیدار بنا کر سرفراز کر دیا۔

سب میر کو دیتے ہیں جگہ آنکھوں پر اپنی
اس خاکِ رہ عشق کا اعزاز تو دیکھو

عبدالجبار سلفی

حُسنِ ترتیب

- 13 _____ عرض مرتب
- 18 _____ غرض پیش کش
- 19 _____ ابو یزید کی فنکاری اور ایک سید کی ضرب کاری
- 21 _____ احباب کی دل آزاری
- 21 _____ حقیقتِ حال
- 22 _____ ایک نکتہ
- 22 _____ دوسرا نکتہ
- 23 _____ ہمارے عقائد
- 23 _____ اعلانِ برأت
- 23 _____ حقیقت کیا ہے؟
- 24 _____ بے اعتدالی کا طوفان اور ایک پڑھا لکھا جانور
- 28 _____ دفاع صحابہ کرنے والوں پر معروف اعتراض
- 29 _____ ایک خواب
- 33 _____ دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ

- 34 _____ مقام اہل بیت
- 35 _____ حمایت یزید پر چند کتب کے نام
- 37 _____ ابو یزید محمد دین بٹ
- 38 _____ حضرت امام حسین ؑ کی توہین
- 39 _____ عظیم الدین صدیقی
- 39 _____ عظیم الدین صدیقی مولانا عبداللہ صاحب کے استاذ ہیں
- 40 _____ عزیز احمد صدیقی (آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا)
- 41 _____ نذیر احمد شاہ
- 42 _____ محمود احمد عباسی
- 42 _____ افراط و تفریط کے شکار دو گروہ
- 43 _____ امام اوزاعی ؒ کا ایک قندیل ہدایت ارشاد
- 44 _____ نوٹ
- 44 _____ واقعہ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتب
- 46 _____ تبصرہ
- 47 _____ بغداد کے بھکاری اور موجودہ دور کے یزیدی
- 48 _____ اختلاف کافر ہونے میں ہے، فاسق ہونے میں نہیں
- 48 _____ حامیان یزید
- 49 _____ حضرت علی ؑ کی والدہ کی شان میں غیر مؤدبانہ جملہ
- 51 _____ بددیانتی کی ایک بدترین مثال
- 52 _____ تبصرہ
- 53 _____ محمود احمد عباسی کے شیعوں سے مراسم

- 53 _____ دوسری خیانت
- 55 _____ حامیان یزید میں تحمل نہیں ہوتا
- 57 _____ "خلافت معاویہ رضی اللہ عنہما ویزید" اہل علم کی نظر میں
- 59 _____ یزید پر عہد نامہ خاندان کے سبھی اثرات
- 62 _____ بحث حدیث قسطنطنیہ
- 63 _____ تبصرہ
- 63 _____ مغفرت کی بشارت خاص ہے، عام نہیں
- 66 _____ حدیث "مغفور لہم" کے حقدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما ہیں، یزید نہیں
- 67 _____ شارحین حدیث کیا فرماتے ہیں؟
- 69 _____ مہلب نے بنو امیہ کی حمایت لی ہے۔ علامہ قسطلانی رضی اللہ عنہما
- 73 _____ ضروری توضیح:
- 75 _____ یزید کے نام پر "سزائم" کی علامت
- 79 _____ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما اور یزید پر رحم
- 82 _____ ایک یزیدی کی حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی شان میں توہین
- 83 _____ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے نادان حامی ایک بصیرت افروز جملہ
- 84 _____ ڈاکٹر طاہر حسین کی ڈاکٹر خانی
- 87 _____ "سیرت امیر معاویہ" پر تبصرہ
- 90 _____ حق اور باطل
- 93 _____ مولانا عطاء اللہ شاہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما
- 98 _____ ایک مکتوب اور اس کا جواب
- 99 _____ تبصرہ

- 100 یزید کو صالح قرار دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے
- 101 یزیدی بؤکلاء کی تضاد بیابیاں
- 103 کیا یزید تابعی تھا؟
- 109 ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" کی چنگاریاں
- 111 ایک یزیدی سپاہی کی سفاکیت
- 112 بغض کی گھاتیں
- 113 حامیان یزید علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں
- 114 صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دُعا
- 115 حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور یزید
- 115 جواب
- 116 اسلاف کے نوشتے
- 119 آغا سید سیدین کی ایک کتاب
- 123 دو خطوط کے جوابات
- 124 تبصرہ
- 126 دوسرا مکتوب اور اس کا جواب
- 126 تبصرہ
- 128 مولانا ضیاء الرحمن فاروقی اور مسئلہ یزید
- 130 فسق یزید کی تشہیر کیوں؟
- 132 ایک تلخ حقیقت
- 134 ابن زیاد کا اعتراف کہ "یزید فاسق" ہے
- 138 ایک شیعہ رسالے کا تازہ اقتباس

- 139 _____ باپ کے متعلق بیٹے کا بیان
- 148 _____ علامہ تفتازانیؒ کے متعلق غیر مؤدبانہ لب و لہجہ
- 150 _____ تبصرہ
- 152 _____ علامہ تفتازانیؒ مقام صحابہؓ اور مذکورہ، مثال:
- 154 _____ علامہ تفتازانیؒ کے خلاف اصل پرہ پیگنڈا یزیدیوں کی جانب سے ہوتا ہے
- 155 _____ شرعی مسئلہ
- 156 _____ دھکواساحب کی ایک نرالی تحقیق
- 157 _____ تبصرہ
- 159 _____ تبصرہ
- 159 _____ اہل سنت پر یزیدی کی حمایت کا الزام
- 160 _____ تبصرہ
- 161 _____ یزیدی کے نقشِ پاء پہ کون چل رہا ہے؟
- 161 _____ تبصرہ
- 162 _____ مخالفین معاویہؓ کا علمی تعاقب
- 163 _____ نوٹ
- 164 _____ یزیدیوں کا ایک پمفلٹ
- 169 _____ عقیدہ اور تاریخ
- 171 _____ حامیان یزیدی سے ایک سوال
- 171 _____ ”خارجی فتنہ“ کی جدید اشاعت، یزیدی حلقوں میں فکری تھر تھلی
- 173 _____ دو نئے یزیدی پمفلٹوں کی تقسیم
- 175 _____ تبصرہ

- 176 _____ تبصرہ
- 177 _____ حضرت امیر معاویہؓ کی کرامت
- 183 _____ واقعہ کربلا حقیقت اور افسانے (ایک نیا پمفلٹ)
- 186 _____ کیا حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ یزید نے پڑھائی؟
- 187 _____ مولانا محمد علی جوہر کا ایک شعر
- 188 _____ طبقاتی تقسیم اور یزید یوں کا شمار
- 189 _____ الرزء علی المختصّب العنید کے اردو تراجم
- 189 _____ حضرت حسن اور حضرت معاویہؓ کی صلح کن شرائط کے تحت ہوئی تھی؟
- 190 _____ ایک مکتوب
- 191 _____ تبصرہ
- 193 _____ دوسرے اعتراض کا جواب
- 197 _____ کیا حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ کو اپنا خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی؟
- 198 _____ تبصرہ
- 200 _____ تبصرہ
- 202 _____ حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت حسنؑ کی صلح اور شرائط
- 205 _____ حامیان یزید قتنہ انکار حدیث کی دہلیز پر
- 207 _____ ایک حدیث اور شارحین حدیث کا فیصلہ:
- 208 _____ نظری تطہیر کی ضرورت
- 211 _____ خواجہ حسن نظامی کی کتاب "یزید نامہ"
- 213 _____ خواجہ حسن نظامی کی حضرت معاویہؓ کی شان میں بے ادبی
- 221 _____ حضرت علیؑ جویریؓ کا یزید کے لیے بدعائیہ جملہ

- 222 _____ علیہ ماستحق کی مختصر تشریح
- 226 _____ ماہ نامہ الاحرار ملتان کا یزید نمبر
- 227 _____ تبصرہ
- 230 _____ تبصرہ
- 233 _____ یزیدی فتنے کا بانی
- 235 _____ مولانا حکیم محمد اور لیس فاروقی کی ایک کتاب "سیرت حسینؑ"
- 240 _____ حکیم صاحب کا حضرت معاویہؓ کی خدمت میں مشورہ
- 241 _____ حکیم صاحب کا یزید کو مشورہ
- 242 _____ ضد اور تکبر سے صلاحیت سلب ہو جاتی ہے
- 244 _____ بعض بریلوی علماء کی بے رہ روی
- 247 _____ مولانا ابوالحسن ندویؒ اور حضرات حسینؑ
- 249 _____ خلاصہ
- 250 _____ یزیدی اقلیت
- 253 _____ الہی انتقام
- 254 _____ حامیان یزید کا شکوہ
- 257 _____ حامیان یزید کی ایک ناکام چال
- 259 _____ اہل مدینہ کی برائی چاہنے والوں کا انجام
- 262 _____ کتاب "سیاست معاویہ" جھوٹ کا پلندہ ہے
- 263 _____ فخر اہل سنت مولانا محمد نافع، عظمت صحابہؓ کے مخلص پہریدار
- 264 _____ مسئلہ یزید اور مولانا محمد نافع مدظلہ
- 266 _____ "ناقدین امیر معاویہ" نامی کتاب پر ایک نظر

- 268 _____ حضرت قاضی صاحب ؒ کے ساتھ بغض
- 269 _____ ”ناقد بن امیر معاویہ“ نامی کتاب، یزیدیت کی آخری ہچکیاں
- 270 _____ تبصرہ:
- 271 _____ تنقیح عبارت
- 274 _____ ہم نے ”الاجابۃ الکافیۃ“ کا جواب کیوں نہیں لکھا؟
- 276 _____ یزیدیوں کا سپاہ صحابہ پر توہین صحابہ کا الزام
- 277 _____ تبصرہ
- 279 _____ حامیان یزید کے چند اعتراضات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ مرتب

جب بچہ ماں کی آغوش میں آنکھ کھولتا ہے تو اس کی پہلی درسگاہ وہی عشق و محبت کی ممتا ہوتی ہے جس میں تربیت کے پہلے مرحلے میں داخل ہوتا ہے، اسی طرح ایک انجان یا جاہل انسان کا ظہور اصلی علمی دنیا میں ہوتا ہے جس میں وہ صحیح معنوں میں انسانیت کا جام پی کر جینے کے قابل ہوتا ہے۔

میں نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے گھر کے آنگن میں علم دین کو بس بقدر ضرورت ہی پایا، اسکول کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن مجید کی بمشکل اجازت ملی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اعوان ٹاؤن (لاہور) میں ہی ایک درسگاہ میں یہ سعادت حاصل کر لی اس کے بعد درسِ نظامی کرنے کو جی چاہا، اس کی بھی اجازت کافی غور و خوض کے بعد ملی مگر وہ بھی اس صورت میں کہ عالم کا کورس مسلک اہل حدیث کے کسی مدرسہ سے کرنا ہوگا۔ میرے بڑے بھائی جان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور میری رضا لیے بغیر مجھے جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ میں داخل کروا دیا۔ اور میں ”سگ باش برادرِ خردِ مباحش“ کا ورد کرتے رہ گیا۔ باہر میرے دوستوں نے میرا تمسخر اڑانا شروع کر دیا کہ یہ ”وہابی“ ہو گیا ہے اور گھر کے اندر پہلے سے عائد پابندیوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حیران تھا کہ جوں جوں تعلیم کا سلسلہ آگے بڑھے گا تو مستقبل میں میرا فکری دائرہ کونسا ہوگا؟ مدرسہ میں مجھے مسلک تشدد پہ آکسایا جاتا اور گھر کے دائیں بائیں جو دوست احباب ملتے وہ طعن و طنز کے زہر آلود جملے کتے اور میں زہر آشام ہو کر رہ جاتا۔ ساتھ کالج کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری تھا، کبھی خیال آتا کہ درسِ نظامی کا کورس چھوڑ کر یکسو ہو جاؤں مگر اس میں بھی خود مختار نہ تھا اور کبھی حنفی المسلمک مدرسہ میں بزورِ سینہ داخلہ لینے کا عزم کرتا مگر گھر والوں کے سامنے سینے میں دم خم نہ پا کر دم

سادہ کر رہا جاتا اور میری مثال اس شخص کی بن جاتی جو گھنا ٹوپ اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار کر روشنی کی ایک کرن کو ترس رہا ہو۔ اسی تذبذب میں میری راتیں، دن میں اور دن، راتوں میں کٹ رہے تھے۔ ان حالات میں مجھے رہبر کی ضرورت تھی، مگر رہبر خشک کی نہیں، ایسے رہبر کی جو مجھے اپنا دوست بھی سمجھے اور شاگرد بھی اور میں ان کے سامنے اپنے دل کے سارے ارمان نکال سکوں۔ ۲۰۰۳ء کی بات ہے کہ ایک دوست کے ہمراہ مولانا عبدالجبار سلفی سے ملاقات ہو گئی اور پہلی ملاقات میں ہی مجھے گوہر مقصود مل چکا تھا، ایک کے بعد دوسری، اور پھر یکے بعد دیگرے میری ان سے ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ میں نے ایک دن مشورہ لیا کہ میرے گھر والوں نے مجھے زبردستی ایک ایسے ادارے میں داخل کروا دیا ہے جہاں میری طبیعت آمادہ نہیں تھی، میں بہت پریشان ہوں، میرے اندر بغاوت کے جذبات پرورش پارہے ہیں، میں کیا کروں؟ مولانا سلفی صاحب نے ساری کہانی سننے کے بعد کہا کہ تم اسی مدرسہ میں پڑھتے رہو اور پریشانی خود پہ مسلط نہ کرو، البتہ میرے پاس روزانہ آنے کی کوئی ترتیب نکال لو، سن کر بڑا حیران ہوا کیونکہ یہ مشورہ میرا فہم ناقص قبول کرنے کو تیار نہ تھا، بہر کیف اسی مشورے پر عمل کرنے کی ٹھان لی اب میں مدرسہ سے واپسی پر مولانا صاحب کے ہاں آجاتا، اور میرے ذہن میں جتنے سوالات اور خیالات ہوتے ان کے تشفی بخش جوابات حاصل کرتا۔ آپ یقین کریں کہ گرمی ہو یا سردی، حالات موافق تھے یا مخالف میں استاذ محترم کے ہاں پورے تسلسل اور مستقل مزاجی سے حاضر ہوتا رہا۔ استاذ محترم میری وقت بے وقت کی آمد پر کبھی پیشانی پر سلوٹ تک نہ لائے، کھانے، چائے اور اپنے مطالعے کی ترتیب میں مجھے شریک کیا، مسئلہ رفع یدین، فاتحہ خلف الامام، آمین بالجبر، مسئلہ تقلید، طلاق ثلاثہ، اور رکعات تراویح جیسے جملہ مسائل میں استاذ محترم کے سامنے رکھتا اور جوابات پا کر اپنے باطن کو روشن کرتا۔ ایک عجیب بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ کہ میرے بعض اساتذہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام تک بے ادبی سے لیتے تھے مگر استاذ محترم کی مجلس میں آکر جب اہل حدیث مسلک کے مرجوحین یا موجود علماء کا ذکر آتا تو استاذ جی پورے ادب و

احترام حتی کہ ترجم کے ساتھ نام لیتے۔ مثلاً، مولانا محمد ابراہیم میرؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد زبیر علی زکی، وغیرہ وغیرہ۔ اور میرے سوال کرنے پر استاذ محترم بتاتے کہ جب ہم ادب و احترام سے ان حضرات کے نام نہیں لیں گے تو سچ بات ان کے مقبوعین تک کیسے پہنچائیں گے؟ اور استاذ جی بتاتے کہ اہل سنت کے باہمی اختلافات ذکر کرتے ہوئے اسلوب اور ہونا چاہیے اور فرقہ ہائے باطلہ مثل شیعیت، قادیانیت اور منکرین حدیث وغیرہم کیساتھ اسلوب مختلف ہونا چاہیے میرا استاذ محترم سے تعلق دس سال کے عرصہ پر محیط ہے، میں درجہ اولیٰ میں ان کے زیر سایہ آیا تھا۔ آج بھم اللہ تعالیٰ میں نے جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کر لی ہے اور اس طویل عرصہ میں ترک تقلید کا خالص اور مخصوص ماحول ملنے کے باوجود ایک سیکنڈ کے لیے بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ یا دیگر فقہائے امت کی بے ادبی کا کوئی جھوٹا میرے اعتقادی و فکری دامن کو ہلانہ سکا، یہ اللہ تعالیٰ کا لطف عظیم اور استاذ جی کی مسلسل شفقت کا نتیجہ ہے۔ میں نے استاذ جی کو عظمت صحابہؓ کے حوالہ سے نہایت حساس پایا ہے۔ دیوانگی کی حد تک اور پورے وجد میں آکر شان صحابہؓ بیان کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ کا تعاقب تو کرتے ہی ہیں، اگر کوئی اپنا مدہ انت کا شکار ہو کر شیعیت کی طرف داری کرتا ہے تو ان کے خلاف بھی بلا خوف و ہمت لائے استاذ جی کا قلم حرکت میں آجاتا ہے اور پھر علم و تحقیق کے دریا بہا دیتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ فرقہ ہائے باطلہ کا تعارف، تعریف، طریقہ تردید اور ان کے رکیک ایرادات سے آگاہی مجھے استاذ محترم کے ہاں سے ہی ہوئی ہے، وگرنہ جامعہ میں تو سوائے احناف پر گرجنے برسنے کے اور کوئی سمت نہ دکھائی جاتی تھی۔ میں نے اپنی تعلیم کے دوران مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی جملہ کتب خرید کر پڑھنا شروع کیں تو استاذ جی نے مجھے منع کر دیا اور کہا کہ ابھی آپ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی تحقیقات پڑھو، چنانچہ میں نے اپنی بساط کے مطابق مولانا اوکاڑویؒ کے افادات و تجلیات کا مطالعہ شروع کر دیا، چند سال بعد میں نے پھر مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی کتب پڑھنے کی اجازت چاہی تو استاذ

محترم نے فرمایا نہیں، اب آپ مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی کتب پڑھو، چنانچہ حضرت علامہ صاحب کی آثار الحدیث، آثار التشریح اور دیگر کتب پڑھ کر پھر مولانا محمد سرفراز صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پڑھنے کا ارادہ کیا تو استاذ جی نے روک دیا اور فرمایا کہ اب تم مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی کتب مطالعہ میں رکھو۔

چنانچہ علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ شروع کر دیا، اس دوران مجھ سے وقتاً فوقتاً امتحان لیا جاتا رہا پھر ایک دن اچانک استاذ جی نے فرمایا کہ اب تم مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پڑھ سکتے ہو چنانچہ ان کی کتب کا مکمل سیٹ خرید کر پڑھنا شروع کیا تو پھر اس حکمت کی تہہ تک پہنچا کہ استاذ جی نے ابتداءً مجھے یہ کتب پڑھنے کی اجازت کیوں نہ دی تھی؟ دراصل مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ ایک عام اور سادہ ذہن میں گفتگو جمانے کا ملکہ رکھتے تھے، اور مشکل ترین ابحاث کو موم بنا کر پیش فرمادیتے تھے اور حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نہایت گہرے علم کے ساتھ اپنا مدعا پیش کرتے ہیں، علامہ رحمۃ اللہ علیہ کی بحث میں محدثانہ شان کے نشیب و فراز قاری کو نہایت متاثر کرتے ہیں، اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ابتداءً دلائل کا انبار لگاتے ہیں، اور جہاں پہنچ کر اپنے حق میں نتیجہ نکالتے ہیں، تب تک ایک عام آدمی کچھلی بحث بھول چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ ترتیب وار مختلف کتب پڑھنے کے بعد جب آخر میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات پڑھیں تو میری ”غیر مقلدیت“ کا بت پاش پاش ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک، بلاشبہ اعتدال کی اس منزل تک پہنچانے میں حضرت مولانا عبدالجبار سلفی کی پوری پوری راہنمائی شامل ہے۔

جب سے استاذ جی کی صحبت میں آیا ہوں میں نے ہمیشہ انہیں تحقیق و جستجو میں منہمک پایا ہے، شیعیت کا رد اور عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع استاذ جی کا محبوب ترین موضوع ہے اور اس عنوان پر کام کرنے والے ماضی کے معروف سنی علماء کرام کا جب بھی ذکر آتا ہے، آبدیدہ ہو جاتے ہیں خصوصاً امام اہل سنت علامہ عبدالشکور فاروقی رحمۃ اللہ علیہ، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پر تو جان چھڑکتے ہیں۔

استاذ محترم نے فسق یزید کے حوالہ سے ماہ نامہ ”حق چاریاڑ“ میں ایک تحقیقی مضمون لکھا تھا جو پچاس قسطوں تک چلا گیا، اور شاید مزید پچاس قسطوں میں بھی مکمل نہ ہوتا کہ اچانک ایک شیعہ عالم کے ساتھ تحریری مباحثہ شروع ہو گیا جو تادم سطور جاری ہے جس کی وجہ سے ”یزیدی فتنہ“ مضمون کو مکمل کر دیا گیا، اسی شاندار مقالہ میں نہایت دلچسپ ابحاث آگئی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں، راقم نے ان پچاس قسطوں کو جمع کر کے نظر ثانی کی، بعض نامکمل حوالہ جات استاذ جی سے مکمل کروائے، تکرار کو حذف کیا، اور اکادکا مقامات سے لفظی ترمیم کے بعد اسے کمپوزر کے سپرد کر دیا، اب طباعت کے جملہ مراحل سے گزر کر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استاذ محترم کی عمر، اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور حوادثِ زمانہ و شرور اعداء سے ان کی حفاظت فرمائے اور اس ناکارہ کو بھی تادم آخر مذہب اہل سنت و الجماعت پر قائم و دائم رکھے۔

آمین ثم آمین

محمد عثمان حسن سلفی حنفی

(فاضل جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ)

مین بازار اعوان ٹاؤن، ملتان روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غرض پیش کش

میری مطالعاتی زندگی کا ابھی آغاز تھا کہ ایک چینی دوپہر میں ردی خریدنے والے کے پاس پرانی اخبارات میں چھپی کتاب ”خلافتِ معاد یہ و یزید“ نظر پڑی، موضوع سے کلیتاً دلچسپی اور علمی شعور نہ ہونے کے باوجود میں نے محض کتاب سے عشق کی بنیاد پر یہ خرید لی اور مطالعہ شروع کر دیا، اس سے قبل میں نے یزید کی مذمت میں جذباتی اور ابالی قسم کی باتیں سن رکھی تھیں اور علم و تحقیق کا جگنو تب نہیں چمکا تھا، چنانچہ فوراً تاثر لے بیٹھا اور مصنف کتاب جناب محمود احمد عباسی کو اپنی کج معج تحریر میں خط بھی لکھ دیا، لفافے پر کتاب کا دیا ہوا، اڈریس نوٹ کر کے پھر فوراً ایئر بکس میں ڈالنے ہی والا تھا کہ برادر کبیر کی نظر پڑ گئی اور انہوں نے میری معصومیت پر مسکراتے ہوئے کہا کہ جن صاحب کو آپ خط پوسٹ کر رہے ہیں وہ تو آپ کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے ہیں۔ خط تو اسی وقت چاک کر دیا مگر یہ کتاب اب مستقل میرے سامنے رہنے لگی، پھر آہستہ آہستہ جب شعوری زندگی میں داخل ہوا اور علماء متقدمین و متاخرین کی کتب پڑھنے کا موقع ملا تو پتہ چلا کہ محمود احمد عباسی کی کتاب تو نری حماقتوں کا مجموعہ ہے، اس وقت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”الرد علی المعتصِب العنید“ اور قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”خارجی فتنہ“ عباسی صاحب کی کتاب سے پیدا ہونے والے زہر کا تریاق ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلکِ اعتدال نصیب فرما دیا۔ اس کے بعد تو پھر طرفین کی تقریباً ہر کتاب پڑھی، یزید کی مذمت اور محبت میں اٹھنے والی ہر آواز سننے کے بعد میرا نظریہ مزید پختہ ہو گیا کہ اہل سنت ہی حق پر ہیں، یزید

کو کافر کہہ کر حضرت معاویہؓ کی توہین کرنے والے اور دوسری طرف یزید کو مومن کامل کہنے والوں کے درمیان جب اسلامی اور حقیقی فکر کو پرکھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مذکورہ دونوں طبقے اعتدال اور توازن چھوڑ کر دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ اور علماء اہل سنت نے حضور اقدس ﷺ کے صحابہؓ کو اہل بیت کا دفاع کچھ اس جذبے سے کیا کہ اس کی برکت سے سچ اور میانہ روی ان کا امتیازی نشان ٹھہرا۔ یزید کو کافر کہہ کر اصحاب رسول ﷺ اور ازواج مطہرات کی توہین کرنے والے بنیادی طور پر بغض صحابہؓ کے مریض ہیں اور اپنے دیگر صریح کفریہ عقائد کی بناء پر علی الاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف یزید کی حمایت کرنے والے اگرچہ گمراہی و سرکشی میں اول الذکر طبقے جیسے تو نہیں، تاہم شرف صحابیت کی یہ بھی کم شناسائی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو آباد رکھے کہ انہی کے دم قدم سے اسلام کی بہاریں ہیں۔ اعتقادی مسائل سے لے کر فقہی احکامات تک کہیں بھی یہ شدت یا تعصب کا شکار نہیں ہوئے اور پورے حوصلہ و متانت کے ساتھ چودہ صدیوں سے یہ دنیا میں اسلام کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی ہر بات سچائی پر مبنی ہوتی ہے اور بمقاضائے بشریت کبھی یہ اعتدال کی پٹری سے دائیں بائیں ہوتے بھی ہیں تو حقیقت حال سے مطلع ہونے کے بعد وہ رجوع کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ ان کے رجوع ناموں پر تو ایک مستقل کتاب لکھی جاسکتی ہے مگر یہاں ہم اپنے موضوع سے متعلقہ صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں..... اگرچہ اس مثال کو رجوع یا مرجوع نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ ایک بددیانتی اور خیانت سے اظہار برأت ہے، مگر پھر بھی کسی درجہ میں یہ اپنے اندر صداقتوں کے کئی دیپ جلائے ہوئے ہے۔

ابو یزید کی فنکاری اور ایک سید کی ضرب کاری

لاہور کے سید مٹھا بازار میں ابو یزید محمد دین بٹ نام کے ایک صاحب گزرے ہیں یزید سے محبت اور فریفتگی ان کی کنیت سے ظاہر ہے، انہوں نے ایک کتاب ”خلافت رشید

ابن رشید کے نام سے لکھی تھی جس میں یزید کی منقبت اسی انداز میں کی گئی ہے جس رنگ میں اہل سنت حضرت حسینؑ یا دیگر صحابہ کرام کی منقبت بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کتاب شائع کرنے کا منصوبہ مخفی رکھ کر معاصر علماء کرام سے یزید کے متعلق استفسار کیا کہ اس کے متعلق ہمارا نظریہ کیا ہونا چاہیے؟ کچھ حامیان یزید نے تو بٹ صاحب کی نیت کو بھانپ لیا کہ ان کا ارادہ کتاب لکھنے کا ہے، انہوں نے یزید کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے، اور کچھ سادہ طبع بزرگ ابو یزید کی یزیدی اور شاطرانہ جال میں آگئے اور انہوں نے ایک لایعنی اور بے مقصد موضوع میں الجھنے کی بجائے ابو یزید کو عظمت صحابہؓ پر توجہ مرکوز رکھنے کا مشورہ دیا اور شیعہ افکار سے بھی مطلع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو یزید بٹ صاحب نے مدح یزید میں کتاب لکھ ڈالی اور خیانت یہ کی کہ بعض جید علماء کرام کے خطوط میں از خود اضافہ کر کے بطور تقریظ و تصدیق کتاب کے ساتھ شائع کر دیں۔ اس وقت پاکستان میں تحریک تنظیم اہل سنت کا طوطی بول رہا تھا، کتاب میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ اور مولانا عبدالستار تونسویؒ کے خطوط بھی شائع ہوئے جن سے بظاہر یزید کی تعریف کا پہلو نکلتا تھا، چنانچہ سنی حلقوں میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اور شیعوں نے الگ اودھم مچایا، ان حالات میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے ایک مضمون سپرد قلم فرمایا جس کا عنوان ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ رکھا گیا اور مذکورہ جلی عنوان کے ساتھ یہ مضمون مفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور میں بابت ۲۷ اگست ۱۹۶۵ء شائع ہوا تھا، وہ مکمل مضمون یہاں ملاحظہ فرمائیں، شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

مجھے متعدد مقامات سے یہ اطلاع ملی ہے کہ بعض مقررین اپنے جلسوں میں حضرات علمائے دیوبند کے خلاف عموماً اور راقم اور رفیق محترم مناظر اعظم حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ کے خلاف خصوصاً کہتے پھرتے ہیں کہ ① یہ یزید کے حامی ہیں ② حضرت حسینؑ کے مخالف ہیں ③ انہیں مظلوم، شہید اور صحابی نہیں سمجھتے نیز انہوں نے ④ ”رشید ابن رشید“ کتاب لکھی ہے ⑤ لکھی نہیں تو لکھوائی ہے ⑥ لکھائی نہیں تو

اس کی تصدیق و تائید کی ہے..... اس قسم کے خرافات کی سند میں وہ ”خلافتِ رشید ابنِ رشید“ کتاب بھی منبر پر دکھاتے پھرتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب حکومت کی طرف سے ضبط شدہ ہے اور اس کی اشاعت ممنوع اور جرم ہے۔

احباب کی دل آزاری:

بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ علمائے دیوبند اور تنظیم اہل سنت سے وابستہ و متعلق حضرات موجود ہیں ہمارے خلاف اس قسم کی ایمان سوز اور اشتعال انگیز باتیں سن کر ان کی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے پریشان و مضطرب ہو کر ہم سے رجوع کیا اور حقیقتِ حال دریافت کی لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم جمیع مبلغین و اراکین تنظیم اہل سنت:

①..... نہ یزید کے حامی ہیں

②..... نہ سیدنا حسینؑ کے مخالف ہیں

③..... نہ انہیں شرفِ شہادت و صحبتِ رسول ﷺ سے محروم جانتے ہیں

④..... اور نہ ہی ہم نے ”خلافتِ رشید ابنِ رشید“ کتاب لکھی ہے

⑤..... نہ لکھائی ہے

⑥..... اور نہ اس کی تصدیق و تائید کی ہے

حقیقتِ حال:

در حقیقت یہ سارا دینی کام اور تبلیغی میدان میں ہمارے شکست خوردہ حریف مقابل حضرات کا غلط پروپیگنڈا ہے جو ان شریفوں نے تقریر و بیان اور تبلیغ و خطاب کے میدان میں شکستِ فاش کھا کر ہمارے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ کل تک یہ غلط پروپیگنڈا، الزام و افتراء اور سب و تمرا کی یہ ناپاک مہم ہمارے اکابر و اسلاف کے خلاف برپا رہی، شکر ہے کہ آج ان حضرات کا تو دامن چھوٹا اور اسٹیج پر انہیں گالیاں دینے کی بجائے ہمارے خلاف اٹک و بہتان کا طوفان اٹھا رکھا ہے۔

ایک نکتہ:

اگر عامۃ المسلمین یہ نکتہ بخوبی سمجھ لیں تو ہم سمجھیں گے ہمیں اپنے خلاف اس مہم کا اجر مل گیا کہ اگر ان اہل باطل کے پاس حق ہوتا تو یہ سٹیج پر مسلکِ حقہ کی حمایت میں ہمارے دلائل و براہین کا علمی جواب دیتے نہ کہ اس میدان سے راہ فرار اختیار کر کے ہمارے بزرگوں کو نشانہ سب و شتم اور ہدفِ طعن و تہر اہناتے ان کی تکفیر توہین کرنے یا ہمارے خلاف بہتان طرازی و افترا پردازی کرتے۔ کیا ہمارے کسی بزرگ نے یا ہم میں سے کسی نے ان شریفوں کے بزرگوں یا خود ان شریفوں کا نام بھی کبھی اپنی کسی تقریر میں لیا ہے؟ یا ان کے ذاتی کردار کی کوئی نشاندہی کی ہے؟ جن کے پاس حق ہے وہ حق بیان کرتے رہیں گے اور اہل باطل اہل حق کی پگڑی اچھالنے میں مصروف و منہمک رہیں گے۔

دوسرا نکتہ:

یہ شریف اپنے بیان میں مخلص ہوتے تو کتاب اور کتاب کے مصنف کے خلاف گوہر افشانی فرماتے۔ کیا مسلمان بھائی اس نکتہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے کہ یہ لوگ کتاب کے مصنف کا تو نام تک نہیں لیتے۔ مضامین مندرجہ کے خلاف ایک حرف زبان پر نہیں لائے۔ اور کتاب ہاتھ میں لے کر پھیپھڑے اور نگلے کا سارا زور راقم اور حضرت تونسوی مدظلہ کے خلاف لگا دیتے ہیں جن کا کتاب سے کوئی واسطہ ہے نہ مصنف سے کوئی تعلق۔ کیا یہ صورت حال اس حقیقت کا کافی ثبوت نہیں کہ یہ لوگ دیہات میں جا کر، جہاں کے اکثر غیر تعلیم یافتہ اور سادہ لوگ حقیقت حال تک نہیں پہنچ سکتے اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا جلد شکار ہو جاتے ہیں، اس کتاب کو ہمارے خلاف محض ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور یہ بے چارے دلائل کے میدان میں بری طرح مار کھا کر اس طرح ہم سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

ہمارے عقائد:

میں واضح طور پر اعلان کرتا ہوں کہ ہم سیدنا حسینؑ اور یزید کے مقابلے میں نہ یزید کے حامی ہیں اور نہ سیدنا حسینؑ کے مخالف، ہم آپؑ کے اعداء و مخالفین کو ملعون و مردود سمجھتے ہیں۔ درحقیقت سیدنا حسینؑ اور یزید کی شخصیت میں موازنہ و تقابلی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یزید، حسینؑ کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور لاکھ یزید بھی جمع ہوں تو مرتبہ میں ایک یزید کے برابر نہیں ہو سکتے۔ سیدنا حسینؑ نہ صرف حضور ﷺ کے صحابی ہیں بلکہ حضور ﷺ کے لختِ قلب و جگر ہیں آپؑ کی محبت حضور ﷺ کی محبت ہے اور آپؑ سے بغض و عداوت حضور ﷺ سے بغض و عداوت ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ آپؑ مظلومیت کا پیکر ہیں اور دشتِ کربلا میں انتہائی بے دردی و سنگ دلی سے شہید کیے گئے۔

اعلانِ برأت:

میں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم نے کتاب ”خلافتِ رشید ابن رشید“ کی قطعاً کوئی تصدیق و تائید نہیں کی، نہ اس کے مضامین و مندرجات سے ہمارا کوئی تعلق ہے۔ اس میں جو باتیں صحیح ہیں، صحیح ہیں اور جو مسلکِ حقہ اہل سنت و الجماعت کے خلاف ہیں، ہم ان سے بری و بے زار ہیں۔

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کتاب کے مصنف محمد دین صاحب بٹ نے کتاب کی اشاعت سے ایک مدت پہلے مسلک کے اکابر علماء سے ایک مکتوب کے ذریعے یزید کی ذات سے متعلق استفسار کیا، واضح ہو کہ اس مکتوب میں کتاب کی تصنیف و اشاعت کا تذکرہ تو کیا اشارہ تک نہ تھا، جن علماء سے استفسار کیا گیا وہ نہ صرف تنظیمی تھے اور نہ صرف دیوبندی

تھے ان میں تنظیمی، غیر تنظیمی، غیر دیوبندی، دیوبندی مثلاً مولانا عبدالستار صاحب تونسوی، مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی، مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان (گوجرانوالہ) اور مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب (کراچی) بھی شامل تھے۔ علماء کرام نے اس مکتوب کا جواب بٹ صاحب کو لکھ دیا۔ بٹ صاحب نے چھبیس (۲۶) علماء کرام کے جوابات ان سے اجازت لیے بغیر اپنی کتاب میں شائع کر دیئے، ان میں ایک جواب میرا بھی ہے بٹ صاحب نے ان جوابات کو علماء کرام کی اجازت کے بغیر تو شائع کیا مگر خیانت نہیں کی اور دیانت داری سے لکھ دیا کہ علماء کی یہ تحریریں میرے مکتوب کے جواب میں ہیں۔ انہوں نے اپنا وہ مکتوب بھی ان جوابات کے شروع میں نقل کر دیا۔ بٹ صاحب نے محض لوہے کا دوکاندار ہو کر تو دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا مگر شرع محمدی کے ان ٹھیکیداروں نے بایں جبہ دستار منبر رسول ﷺ پر ہمارے خلاف بددیانتی، دروغ بانی، غلط بیانی، بہتان طرازی اور افتراء پردازی کا بدترین مظاہرہ کیا اس پر سوائے اس کے میں کیا عرض کر سکتا ہوں کہ لعنت اللہ علی الکذبین۔

سید نور الحسن بخاری۔ صدر تنظیم اہل سنت پاکستان

بے اعتدالی کا طوفان اور ایک پڑھا لکھا جانور:

فکری و نظریاتی بے اعتدالی نے ایسے ایسے طوفان کھڑے کیے کہ الامان والحفیظ! آپ یقین کریں کہ جب ملتان سے مولانا عطاء الحسن شاہ بخاری رضی اللہ عنہما کو یزید کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ تو انہی دنوں ان کے برادر نسبتی عبدالمنان شاہد صاحب کبھی شیعوں سے پیسے لے کر صحابہ جنائزہ کے خلاف کتابیں لکھ رہے تھے اور کبھی مرزائیوں کے ہاتھوں فروخت ہو رہے تھے۔ یہ عجیب و غریب مجموعہ اضداد تھے۔ انہوں نے شاہد زعم فاطمی کے نام سے دو حصوں پر مشتمل ایک کتاب ”پردہ اٹھتا ہے“ لکھی تھی، جس میں اصحاب رسول ﷺ، سمیت امت

کے تمام اسلاف کی نہایت بھونڈی تحقیر و تذلیل اور کردار کشی کی گئی ہے۔ اس پر تو ہم آگے تبصرہ کریں گے۔ پہلے ذرا ضیاء الحق قاسمی مرحوم کا ایک چشم کشا مضمون پڑھیے۔ ضیاء الحق قاسمی معروف مزاح نگار عطا بیگ، الحق قاسمی کے بڑے بھائی اور مولانا الحق قاسمی مرحوم کے بیٹے تھے۔ حیدرآباد سندھ میں ادویات کا کام کرتے رہے، پھر کراچی جا کر پبلشنگ کے کاروبار سے وابستہ ہو گئے ایک ماہ نامہ ”ظرافت“ کے نام سے نکالا کرتے تھے اور بہترین شاعر و مزاح نگار تھے، انہوں نے اپنی یادداشتوں میں عبدالمنان شاہد کو ”پڑھا لکھا جانور“ قرار دیا ہے، ان کا مضمون ملاحظہ ہو۔

”عبدالمنان شاہد ایک جید عالم دین کا بیٹا ہے، خود بھی عالم ہے۔ عربی، اردو، پنجابی، سرائیکی اور فارسی میں شعر کہتا ہے درس قرآن اور درس حدیث دیتا ہے، لاہور میں اس سے میری دوستی ہو گئی مگر اس کے کروتوت دیکھ کر یہ دوستی ٹوٹ گئی اس کو چوری کرنے کی بری عادت تھی، کسی دوست کو بھی معاف نہیں کرتا تھا، لاہور کی ایک مسجد کے امام صاحب نے اس کو قرآن شریف کا ایک نایاب قلمی نسخہ دکھایا، مولوی صاحب تھوڑی دیر کے لیے مسجد سے اٹھ کر اپنے حجرے میں گئے اور یہ وہ قیمتی نسخہ لے کر وہاں سے رنو چکر ہو گیا۔ مولوی صاحب نے اس کے خلاف تھانے میں چوری کی رپٹ لکھوا دی، ایک سال بعد شاہد لاہور آیا مولوی صاحب کو خبر ہوئی اور انہوں نے تھانے والوں کو اس کی آمد کے بارے میں بتایا، یہ خود ہی تھانے پہنچ گیا اور تھانیدار سے کہا مجھے علم ہوا ہے کہ مولوی صاحب نے میرے خلاف آپ کے تھانے میں رپٹ لکھوائی ہے حالانکہ مولوی صاحب نے یہ قرآن کا نسخہ مجھے خود تحفے کے طور پر دیا تھا، تھانیدار نے کہا اچھا تو پھر لے آئیے وہ نسخہ۔ شاہد وہاں سے نکلا اور غائب ہو گیا، مولوی صاحب اس کو آج تک نہیں پکڑوا سکے۔“

قادیانی فرقے کے کچھ لوگوں کو معلوم ہوا کہ شاید ایک پڑھا لکھا بے اصول آدمی ہے۔ انہوں نے اسے کچھ رقم ادا کر کے علمائے اہل سنت کے خلاف ایک کتاب

لکھوالی، جو کسی وجہ سے شائع نہ ہو سکی ایک عرصے کے بعد شاہد حیدر آباد میں میرے پاس آیا اور کہا کہ آج تک آپ نے مجھ پر بہت مہربانیاں کی ہیں مگر میں نے ہمیشہ آپ کو دھوکہ دیا۔ اب اس زندگی سے میں تنگ آچکا ہوں اور تنگی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں..... آپ میری شادی کرادیں اور کچھ چھوٹا موٹا کاروبار کرادیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ میں حافظ قرآن ہوں اور قاری ہوں، کاروبار کے ساتھ لوگوں کو دینی تعلیم بھی دیا کروں گا۔ میں نے اُسے اپنے پاس رکھ لیا اور ایک نیک شریف گھرانے میں اپنی ضمانت پر اس کی منگنی بھی کرادی۔ میرے پاس ایک خالی دوکان تھی اس میں اس کو سٹیٹ ایجنسی کھلوادی، منگنی اور دوکان پر میرا خاصہ پیسہ خرچ ہوا۔ دوکان کے افتتاح کے دوسرے روز دو تین عرب طلبہ ایک کرایہ کا مکان تلاش کرتے ہوئے شاہد کے پاس آئے شاہد نے اُن سے پوری گفتگو عربی میں کی، وہ لڑکے بہت متاثر ہوئے۔ شاہد ایک خالی مکان پر لے گیا اور باہر ہی سے بتایا کہ یہ مکان کرائے کے لیے خالی ہے۔ انہوں نے کہا اندر سے دکھا دیں تو شاہد نے کہا مالک مکان دفتر گیا ہوا ہے، کل صبح آپ کو اندر سے دکھا دیا جائے گا۔ آپ کچھ رقم بیعانہ کے طور پر مجھے دے جائیں میں مالک مکان سے بات طے کر لوں گا۔ وہ لڑکے شاہد کو ایک ہزار روپے دے گئے، وہ بہت خوش تھے خاص طور پر شاہد کی عربی دانی پر..... شاہد ایک ہزار روپے لے کر فرار ہو گیا اور میرے نام ایک رقعہ چھوڑ گیا کہ وہ بری عادتیں ترک نہیں کر سکتا، معذرت قبول کریں اور لڑکی والوں سے بھی معذرت۔ عرب لڑکوں سے میں نے ایک سو روپیہ لیا ہے، آپ ان کو دے دیں۔ عرب لڑکے آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ شاہد چلا گیا ہے یہ ہے آپ کا دیا ہوا سو روپیہ..... انہوں نے کہا نہیں جناب ہم نے ایک ہزار روپیہ دیا تھا، شاہد یہاں بھی فتنہ کھڑا کر گیا بہر حال ان لڑکوں کو کچھ دے دلا کر میں نے خلاصی پائی۔ اس بات کو ۲۰ سال گزر چکے ہیں پھر شاہد نہ ملا۔ سنتے ہیں کہ وہ کبھی ہندوستان چلا جاتا ہے اور کبھی دوسرے ممالک میں اس

کا کاروبار جاری و ساری ہے، دیکھیں کب گرفت میں آتا ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے میں اپنے بچوں کے ساتھ لاہور میں کار پر جا رہا تھا تو راستے میں شاہد نظر آیا، مگر ہمیں دیکھ کر اُس نے دوڑ لگا دی اور ہجوم میں غائب ہو گیا، اللہ رحم کرے اس پڑھے لکھے جانور پر ❶۔

مولانا مجاہد اقصینی چودھری حبیب احمد کی جماعت اسلامی کے رُخ اور کردار پر لکھی جانے والی ایک کتاب متعلق اپنے طویل انٹرویو میں انکشاف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”اصل میں یہ انہوں نے نہیں لکھی تھی بلکہ ہمارے ایک دوست عبدالمنان شاہد نے لکھی تھی وہ حضرت سید عطاء المنعم رضی اللہ عنہ کے برادر نسبتی تھے۔ جب میں جالندھر میں مدرس تھا تو وہ زیر تعلیم تھے اور ہماری گہری دوستی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے نانا مولانا سید محمد شریف مہت پوری کے ساتھ لائل پور آ گئے تھے ادھر سے میں بھی لاہور سے لائل پور میں آ گیا تو جب انہوں نے یہ کتاب لکھی تو ساری معلومات یہیں بیٹھ کے مجھ سے لی تھیں میں نے سمجھا کوئی تحقیقی کتاب لکھنا چاہتا ہے، وہ اچھا ادیب اور شاعر تھا، اس کے ذاتی احوال ناگفتنی ہیں۔ انہوں نے چوہدری حبیب کو مسودہ دے دیا، یہ بھی بتا دوں کہ ایوب خاں کے دور میں یہ کتاب چھپوا کر اُس نے مربعے حاصل کیے تھے۔ میں نے ازراہ تفسیر کہا کہ بھئی اگر یہ بات تھی تو مربع تو آپ (شاہد) کو ملنے چاہئیں تھے ❷۔

سید عطاء المنعم شاہ بخاری رضی اللہ عنہ کے مذکورہ برادر نسبتی کے کردار و اعمال کا آپ نے جائزہ لیا، تعجب ہے کہ اس قماش کے یہ صاحب اصحاب رسول ﷺ کی عظمتوں پر تھوکنے کا شوق فرماتے رہے اور بار بار اپنا چہرہ ہی بگاڑتے رہے انہوں نے ایک متنازع ترین کتاب ”سیدنا علی ابن ابی طالب اور ان کے سیاسی حریف“ لکھ کر و افص سے پیسے بنورے اور بعد ازاں ”پردہ اٹھتا ہے“ کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھی کہ جس کے مندرجات پڑھ کر اُبکائیاں آتی ہیں۔

❶ مجھے یاد آیا، صفحہ نمبر ۱، قاسمی ہلی کیشنز، بنگلوز اسکیم، کراچی

❷ قومی ڈائجسٹ لاہور صفحہ ۲۸، اکتوبر ۲۰۰۹ء

جس کتاب کی طرف ضیاء الحق قاسمی مرحوم نے اپنے مضمون میں اشارہ دیا ہے کہ ایک کتاب شاہد نے مرزائیوں کے کہنے پر لکھی تھی، مگر وہ چھپ نہ سکی، غالباً وہ یہی کتاب ہے جو چھپ گئی تھی۔ یہ کتاب پڑھ کر تو اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالمنان شاہد نے مرزائیوں اور شیعوں سے مشترکہ ٹھیکہ طے کر کے اپنا ایمان برباد کیا، کیونکہ اس کی ایک جلد مکمل اصحاب رسول ﷺ کے خلاف ہے اور دوسری علماء اہل سنت کی تحریص پر مبنی ہے۔ پہلا حصہ ۲۳۷ صفحات پر اور دوسرا ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کے بعد عبدالمنان شاہد کو ایران بھی لے جایا گیا تھا، جہاں وہ اپنے ایک بھانجے کے ہمراہ شیعیت کے ٹکڑوں پہ پلتے رہے تھے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

باعث تعجب یہ ہے کہ ایک ہی خاندان میں افراط و تفریط کی اس سے بدتر مثال شاید ہی کہیں مل سکے کہ ایک طرف یزید کی منقبت اور دفاع کا سلسلہ جاری تھا اور اسی گھرانے کا ایک فرد اصحاب رسول ﷺ کے عدم ایمان پر کتابیں لکھ رہا تھا۔ اور اس سے بڑھ کر تعجب یہ کہ عبدالمنان شاہد کے خلاف اسلام اور واضح کفریہ نظریات کا ان کی طرف سے کوئی تعاقب نہ ہو اور نہ آج ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

دفاع صحابہ کرنے والوں پر معروف اعتراض:

برصغیر پاک و ہند میں جب کبھی دفاع صحابہ پر کوئی تحریک وجود میں آئی تو شیعہ لوگوں نے سب سے پہلا پروپیگنڈا ان کے خلاف یہ کیا کہ یہ یزید کے حمایتی ہیں، اور اہل بیت کے دشمن ہیں، جبکہ یہ سو فیصد جھوٹ ہے جو شیعوں نے یہودی دماغ لے کر نہایت غور و خوض سے پھیلا یا تھا، وگرنہ پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانیؑ سے لے کر خاندان حضرت شاہ ولی اللہؑ تک، امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ سے لے کر تنظیم اہل سنت تک، پھر تحریک خدام اہل سنت اور سپاہ صحابہؒ تک کسی دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث نے قطعاً کبھی یزید کی حمایت نہیں کی، ہاں البتہ محمود احمد عباسی سے متاثرہ گئے چنے افراد اس شیعہ پروپیگنڈے کی تقویت کا سبب ضرور بنے جنہوں نے دفاع صحابہؒ کے جذبہ سے سرشار

ہو کر خاندان اہل بیت کی تنقیص اور یزید کی حمایت ضروری سمجھی، لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان کی تردید و تنقید پر سب سے بڑا سرمایہ علمی بھی علماء اہل سنت نے ہی چھوڑا۔ جس کی تفصیل آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

ایک خواب:

کتاب کی تکمیل کے لیے کام جاری تھا کہ ایک رات نہایت دلکش خواب دیکھا، خواب گو شرعی حجت نہیں ہوتے مگر مبشرات میں سے ضرور ہوتے ہیں۔ اپنے قابل قدر دوست جناب شبیر احمد خان میواتی کے اصرار پر یہ خواب یہاں درج کر رہا ہوں۔

”ایک شب خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ عظمت صحابہؓ پر کہیں میری تقریر ہو رہی ہے، اتنے میں سفید لباس اور سرخ رومال میں ملبوس ایک بزرگ جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا کہ شان حضرت حسینؑ اور فسق یزید بیان کرو، میں نے جب نگاہ اٹھا کر پیچھے دیکھا تو مولانا سید عطاء الحسن شاہ بخاریؒ تھے۔ میں حسن ظن کی بنیاد پر سمجھتا ہوں کہ ان حضرات نے غلط فہمیوں اور عدم تحقیق کی بنیاد پر جو نظریہ قائم کیا تھا، وقت سے پہلے وہ اس سے رجوع کر چکے تھے۔ بہر حال یہ کوشش غلط فہمیوں کے ازالہ کے لیے بروئے کار لائی گئی ہے، اعتدال سے ہٹ کر یزید کی مخالفت اور حمایت دونوں رخص و بدعت کی تقویت کا موجب ہیں، اس سلسلہ میں شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ (دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) کی ایک بات سے آپ یقیناً محفوظ ہوں گے۔

”میرے والد بزرگوار مولانا سید قدرت اللہ شاہؒ فرمایا کرتے تھے کہ علاقہ سوات میں اس مسئلہ پر مناظرہ منعقد ہوا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ؟ حضرت مولانا اخوند درویشؒ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں، وہ فرماتے تھے:

لَعْنَتٌ مَّكْلُوءَةٌ بِهٖ يَزِيدُ چہ لہ رفسہ شے بعید

یزید پر لعنت نہ کریں تاکہ آپ روافض سے جدا ہو جائیں۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ قابل لعنت نہیں، بلکہ رفض و بدعت کے جراثیم سرایت ہونے کا خدشہ ہے، چنانچہ اس کا تجزیہ تو آج ہمیں بھی ہو رہا ہے جو لوگ محبت اہل بیت اور نفرت یزید کا معیار روافض کے جذبات بنائے ہوئے ہیں، وہ کم نصیب دیگر صحابہ کرامؓ کا نام تک نہیں لیتے ان کی تمام تر ہمدردیاں اور رواداریاں شیعوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ حال ہی میں شیعوں کے معروف رسالہ ماہ نامہ ”پیام“ میں ایک بریلوی اور ایک دیوبندی عالم کے مضامین ان کی تصویروں کے ساتھ چھپے ہوئے ہیں^①۔

میں حیران ہوں کہ ان دوستوں میں ایسی کونسی حُب اہل بیت عود کر آئی ہے کہ روافض ان سے خوش ہیں۔ حالانکہ روافض کے ہاں حُب اہل بیتؓ، بغض صحابہؓ کے بغیر ناقابل اعتبار ہے۔ اور شیعہ مذہب میں اسی سنی کو محبت اہل بیت سمجھا جاتا ہے جو اصحاب رسولؐ کے تذکرے نہ کرتا ہو اور شیعوں کے کفریہ عقائد کی تردید نہ کرتا ہو۔ چنانچہ وہ سنی جسے شیعہ محبت اہل بیت قرار دیتے ہیں وہ سنی حلقوں میں شیعوں کی صفائی دیتے نظر آتے ہیں اور ان کے صریح کفریہ عقائد و اعمال کو نہایت خفیف کر کے سنی حلقوں میں پھیلاتے ہیں اور اپنی قبر و حشر سے بالکل بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ اہل بیت اور صحابہ کی تقسیم ہی شیعیت اور شیعیت کی کوکھ سے جنم لینے والی ناصیت کی پیدا کردہ ہے، وگرنہ اہل سنت تو دونوں کو اپنی آنکھوں کا نور، دل کا سرور اور مصدر ایمان و ایقان سمجھتے آرہے ہیں، مولانا ڈاکٹر علی شاہ مدظلہ، سوات میں ہونے والے اس مناظرہ کی روداد میں مزید فرماتے ہیں کہ ”ہمارے اکوڑہ خٹک کے رئیس خوشحال خاں خٹک جو پشتو کے بڑے شاعر گزرے ہیں وہ بھی اپنے علماء کرام کی ایک جماعت کے ساتھ اسی مناظرہ کے لیے سوات گئے۔ مناظرہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اس کے فوراً بعد خوشحال خاں کھڑے ہوئے اور با آواز بلند فرمانے لگے کہ ریحانہ الرسولؐ کی صفائی کا میں وکیل ہوں، حضرت حسینؓ کے مقابلہ میں یزید کا

① ”پیام“ اسلام آباد، خاتون جنت نمبر، مارچ اپریل ۲۰۱۳ء

ویل صفائی کون ہوگا؟ تاکہ اس کے بعد مدلل طریقے سے مناظرہ شروع کریں۔ چاروں طرف خاموشی ہی خاموشی تھی کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ من عادی لیبی ولینا فقد اذنتہ بالحبوب کے پیش نظر ریحانۃ الرسول ﷺ حضرت حسینؑ کے مقابلہ میں یزید کی وکالت سے اللہ تعالیٰ کی لڑائی کا چیلنج قبول کر سکے۔ حضرت حسینؑ جلیل القدر صحابی ہیں (اور) تمام صحابہؓ کرام اولیاء اللہ ہیں ❶۔

چند سال قبل تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کے مرکزی امیر صاحبزادہ مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر اور کچھ دیگر اہل علم نے راقم الحروف کو حکم دیا کہ حامیان یزید کی تردید، ان کے نئے و پرانے دلائل و ردذائل، اور کتب کے تبصرہ و تعارف پر قسط وار مضمون کا آغاز کریں چنانچہ قیمل حکم میں ”یزیدی فتنہ“ کے نام سے پہلی قسط ماہ نامہ ”حق چاریار“ لاہور اگست ۲۰۰۹ء میں شائع ہوئی اور پھر یہ مقالہ متواتر پچاس قسطوں پر پھیلتا ہوا مارچ ۲۰۱۳ء میں اس لیے مکمل کرنا پڑا کہ اب جامعۃ الکوثر اسلام آباد کے ایک شیعہ مدرس سے مباحثہ شروع ہو گیا تھا اور تادم سطور اس کی بھی آٹھ قسطیں شائع ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد و انتہا شکر ہے کہ ذات کریم نے ان پانچ سالوں میں مقام سیدنا امام حسینؑ اور فسق یزید کے متعلق اسلاف امت کا معتدل نظریہ پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ اور حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کا بھی پورا پورا دفاع کرنے کا حوصلہ عطا فرمایا، ہم اس پر اپنے رب کریم کا لامحدود شکر ادا کرتے ہیں۔ جب ان مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا فیصلہ ہوا تو عزیزم محمد عثمان حسن بہت کام آئے، انہوں نے پچاس قسطوں کا از سر نو مطالعہ کیا، اصل کتب سے حوالہ جات کا تقابل کر کے ضروری مقامات پر کمی بیشی کی، مکررات کو حذف کیا، پروف ریڈنگ بھی خود ہی کی، اور اب اسے ”دفاع حضرت حسینؑ“ کے نام سے ادارہ مظہر التحقیق لاہور سے شائع کروایا جا رہا

❶ یزید اکبر علماء اہل سنت کی نظر میں ص ۲۶ طبع جدید شاہ نسیں اکادمی لاہور

ہے۔ زیر نظر اڈیشن کے لیے انگلینڈ میں مقیم پاکستانی احباب نے دریادلی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے اخراجات برداشت کیے اور انہوں نے از خود اس کی خواہش ظاہر کی۔ قبل ازیں مدینہ منورہ سے الحاج محمد اسماعیل سلیمان بدات کے تعاون سے اڈیشن چھپ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ صادقہ کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور کتاب ہذا کو مکشوف البصر لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؑ کی غلامی کا جذبہ نصیب فرمائے۔ آمین

تاریک شب میں سحر پیدا کر
جو دین کے کام آئے وہ سر پیدا کر
قلت کو اگر بدلنا ہو کثرت سے
تو محمدؐ کے صحابہؓ کا جگر پیدا کر

عبدالجبار سلفی

ادارہ مظہر التحقیق متصل جامع مسجد ختم نبوت

کھاڑک ملتان روڈ، لاہور

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ

۱۰ جولائی ۲۰۱۴ء بوقت صبح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دفاع حضرت حسینؑ

یہ زمانہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے، مگر حصول دین کے اعتبار سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا دور ہے..... اسلاف امت کہ جنہوں نے اپنے علم و عمل، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت نیز کتاب و سنت کی روشنی میں اپنے بے لاگ تبصروں اور تجزیوں سے عالم انسانیت میں تحیر انگیز اور عدیم النظیر انقلاب برپا کر دیا تھا۔ آج ان کی علمی و تحقیقی خدمات پر اعتماد کی بجائے ان کو اپنی جہالت، غباوت، شقاوت اور بیوست کی بھیجٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ اہل حق کہ جن کی تحقیقات، تضاد، اختلاف، ابہام اور التباس سے ماورئی نہایت صاف، نکھری اور واضح ہوتی ہیں، ان پر تشلیک کی سیاہ چادریں چڑھا کر حق و صداقت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ جھوٹ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ سچ منہ چھپائے پھرتا ہے اور بچوں کی کسی بات پر اہل زمانہ کان دھرنے کو تیار نہیں۔

زمانہ اس قدر قائل ہوا ہے فیض جھوٹوں کا

جو سچ کہتے ہیں، ان کی ایک بھی مانی نہیں جاتی

وطن عزیز پاکستان کے موجودہ حالات متحمل نہیں ہیں کہ فروری مسائل کو موضوع سخن بنا کر شبابِ خامہ کو انگڑائی دی جائے لیکن جب کوئی شخص یا طاقتور مآخذ شریعت اور مزاج سلف پر اپنی قلبی واردات کو مسلط کر دے تو زبان و قلم سے قیامتیں جنم لیتی ہیں، اس لیے ابوالعجیوں کا بیچ چودا ہے بھانڈا پھوڑنا بھی اہل حق کا فرض منصبی ہے..... اس وقت بعض وابستگانِ اہل سنت کہ جن کا طغرہ امتیاز اعتماد علی السلف تھا، دن بدن عدم اعتماد علی السلف کے مریض بنتے

جار ہے ہیں۔ مشائخ اہل سنت کی علمی و نظریاتی املاک تخت و تاراج ہونے کو دکھائی دے رہی ہیں..... اگر اہل حق نے آگے بڑھ کر اس بے راہروی کا سد باب نہ کیا اور پھیلتے ہوئے اس سرطان کا بروقت علاج نہ کیا تو خاکم بدہن یہ مکروہ مناظر تاریخ کی لوح پر نقش ہو کر رہ جائیں گے۔ زوالِ فہم کی اس سے بدتر مثال اور کیا ہوگی کہ قاتلانِ حسینؑ کو بھی سر چھپانے کے لیے کچھ گھر و ندے نصیب ہو گئے ہیں اور عقل و شعور سے عاری، تدبر و دانش سے محروم علم و عمل سے تہی دامن لوگ جن کی کھوپڑیاں کسی مجمل کدے سے کم نہیں۔ اٹھلا اٹھلا کر اور چلا چلا کر یزید کی تعریف و توصیف میں ارض و سماء کے قلابے ملا کر داغ دھبے دور کرنے کی کوشش ناروا کر رہے ہیں مگر سچ ہے کہ

خونِ ناحق بھی چھپانے سے کہیں چھپتا ہے؟

کیوں وہ بیٹھے ہیں میری نعش پہ دامن ڈالے

بھدا اللہ کہ ہم تو اصحابِ رسول ﷺ کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ہماری ساری تگ و تاز اور مشقِ سخن کا خلاصہ فقط یہی ہے کہ

مختصر سی میری کہانی ہے

جو بھی ہے اُن کی مہربانی ہے

کوچہ یزید کے مست موالی طبقے کا دلائل و براہین اور عباراتِ اکابر کی روشنی میں تفصیلی جائزہ لینے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال رہی تو فطرتِ سلیمہ اہل سنت و الجماعت کے نظریے کو قبول کرنے میں دیر نہیں کرے گی۔ ان شاء اللہ۔

مقامِ اہل بیتؑ

اصحابِ رسول ﷺ اور آلِ رسول ﷺ، اہل سنت و الجماعت کی آنکھوں کا نور ہیں۔ ان کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و عداوت حرمانِ نصیبی ہے۔ امام محمد بن ادریس الشافعیؒ نے کیا خوب فرمایا کہ

آل النبی ذریعتی وهم الیہ وسیلتی

ارجوا بہم اعطی غذا بیدالیمین صحیفتی ①

ترجمہ: ”حضور ﷺ کے آل کی محبت میرے لیے مغفرت کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا وسیلہ ہیں، میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ ان انفاہس طاہرہ کی برکت سے کل قیامت کے دن میرا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں عنایت کیا جائے گا“

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؑ خاندانِ اہل بیت کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ ﷺ کی عظمت و منقبت پر کئی ایک فرامینِ آب و حی سے ڈھلی زبان نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اصحابِ رسول ﷺ جیسی مقدس و مطہر اور مصفیٰ و مزکی جماعت کے ایک فردِ بزرگ پر حریص دنیا، متمنی بادشاہت اور باغی مملکت جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے، جسے اللہ و رسول ﷺ کا کوئی پاس نہ ہو۔ بے شمار آیات قرآنی اور احادیث نبویہ نے ایسے تمام خرافات و سفایات کو بیتِ عنکبوت کی طرح تار تار کیا ہے حضرت حسینؑ، جن کا بچپن راکبِ دوشِ مصطفیٰ ﷺ بن کر گذرا، رُخِ انورِ مصطفیٰ ﷺ کی تلاوت کا شرف حاصل ہوا، لعابِ مصطفیٰ ﷺ کی تحسینِ ملی، جن کے کانوں میں حبیبِ پروردگار کی اذانِ گونجی، جن کی پرورشِ خاتونِ جنت کے شیرِ اطہر سے ہوئی۔ ان کو اگر ایک فاسق و فاجر اپنی بیعت پر مجبور کرے تو وہ کل مشیء بوجع الی اصلہ کے مصداق بن کر طاعوتی طاقت سے کیوں نہ ٹکراتے؟

حمایت یزید پر چند کتب کے نام

حمایت یزید پر وطنِ عزیز میں لاتعداد کتب و رسائل چھپے ہیں، جن میں کھونٹے سکون کی مدد سے یزید کی وکالت کی گئی ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

①..... خلافت معاویہؓ و یزیدؓ..... محمود احمد عباسی

① الصواعق المحرقة، مصر، ص ۱۸۰

- ①..... حیات سیدنا یزید..... مولانا عظیم الدین صدیقی
- ②..... خلافت رشید ابن رشید..... ابو یزید محمد دین بٹ
- ③..... خلافت راشدہ..... حکیم فیض عالم صدیقی
- ④..... امیر المؤمنین یزید اکابر اسلام کی نظر میں..... عظیم الدین صدیقی
- ⑤..... اسلام کے اچھے نام۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید..... محمد فاروقی النعمانی
- ⑥..... دو مظلوم بھائی..... بوانا میاں خاں
- ⑦..... واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر..... مولانا عطاء اللہ بند یا بوی
- ⑧..... واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر..... مولانا عتیق الرحمن سنہلی
- ⑨..... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور امیر یزید..... حسن محمد، نوکھر کی، گوجرانوالہ
- ⑩..... مظلوم کربلا..... مولانا محمد حسین نیلوی
- ⑪..... امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ..... حکیم عبدالرحمن خلیق
- ⑫..... تحقیق شہادت حسین رضی اللہ عنہ، شیعہ کتب سے..... حکیم فیض عالم صدیقی
- ⑬..... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور امیر یزید..... مولانا حسن محمد
- ⑭..... سیرت امیر المؤمنین سیدنا یزید..... ابوالارشد محمد اسماعیل جاروی السلفی
- ⑮..... فضیلت جہاد اور امیر المؤمنین یزید..... ابو محمد ادریس ہاشمی
- ⑯..... واقعہ کربلا پر تحقیقی نظر..... خالد گر جا کھی
- ⑰..... یزید بن معاویہ۔ شخصیت و کردار..... خالد گر جا کھی
- ⑱..... آئینہ کربلا (پنجابی، منظوم)..... حکیم باغ علی
- ⑲..... اصحاب رسول اور حقیقت کربلا..... ابو یزید محمد دین بٹ
- ⑳..... حضرت حسینؑ و امیر یزید..... اسحاق قلبی

ان تمام کتب کے اندر حقائق کو مسخ کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے اور غیر معتبر مورخین کی عبارت کو کتاب و سنت، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، فہم اسلاف اور اجماع امت کے مقابل

لاکڑا کیا گیا ہے..... عبارات میں قطع و برید اور حوالہ جات میں تحریف و خیانت اس ٹولے کا اوزہ بنا بچھونا ہے..... پہلے بطور نمونہ مداحین یزید کی کتب سے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد مفسرین و محدثین، مورخین و مفکرین اور اکابرین امت کا نظریہ پیش کیا جائے گا تاکہ قارئین موازنہ کر کے نتیجے پر پہنچ سکیں کہ حق کس ساتھ ہے اور کانٹے کس کے دامن میں ہیں!

ابو یزید محمد دین بٹ

کتاب ”خلافت رشید ابن رشید“ کے مؤلف ابو یزید محمد دین بٹ نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ یزید کے نام پر ”رضی اللہ عنہ“ لکھ کر یوں سرخیاں جمائی ہیں۔

- ①..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امیر المؤمنین یزید کے حامی تھے (ص ۱۰۲)
- ②..... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امیر ہرگز فاسق نہیں ہو سکتا (ص ۱۰۳)
- ③..... امیر المؤمنین یزید کے محاسن (ص ۱۳۱)
- ④..... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا مقصد حصول خلافت تھا (ص ۱۹۲)
- ⑤..... دونوں بزرگ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ و سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ) خلافت کو اپنا خاندانی حق سمجھ کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے مسلمانوں کے سمجھانے اور منع کرنے کے باوجود بھی اپنی ضد پر قائم رہے (ص ۱۹۳)

اس کتاب پر ایک یزیدی مولانا سید اظہار الحق سہیل شاہ صاحب (نوبہ ٹیک سنگھ)

نے چند عربی اشعار تحریر کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔

اسلم روح سیدنا یزیدا

امیر المؤمنین بالحق الصواب

(میں سیدنا یزید کی روح پر سلام بھیجتا ہوں، جو کہ امیر المؤمنین ہیں اور حق بات

کہتا ہے) ●

بوانامیاں خاں یوں یزید کی مداح سرائی کرتے ہیں:
 ”بعض عجمی پیروں نے اپنے بڑوں کی محنت مٹانے کے لیے اور مسلمانوں کی
 وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی خاطر امیر المومنین یزید کو مطعون اور بدنام کرنا
 شروع کر دیا پھر دنیا جہاں کی جھوٹی اور موضوع روایات محض اسے بدنام کرنے
 کے لیے گھڑی گئیں اور بنا گزردہ گناہ بھی اس غریب کے سر تھوپے گئے حالانکہ وہ
 ایک خوش اخلاق، نیک اطوار، مجاہد حکمران اور مومنین کرام و صحابہ کرام رضوانہم کا
 متفقہ امیر تھا۔ ایک ہزار سال سے امیر یزید کو خواہ مخواہ بدنام کیا جا رہا ہے“

حضرت امام حسینؑ کی توہین

حکیم فیض عالم صدیقی یوں رقمطراز ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ آپ (حضرت حسینؑ) برسام کے مریض تھے اور اس
 مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں، ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی
 نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی
 قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے“^①

مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ (مدفون بیت المقدس فلسطین) کا مشہور شعر ہے:

قل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس شعر نے یزیدیت کی دکھتی رگ کو دبایا ہے اور آج تک یزیدیوں کے سینے پر

سانپ لوٹ رہے ہیں چنانچہ یہی حکیم فیض عالم لکھتے ہیں:

”آج جو ہر زندہ ہوتے تو ان سے دریافت کیا جاتا کہ حضرت! کربلا سے پہلے

اسلام کہاں مردہ تھا؟ اور کربلا کے بعد کس قدر زندہ ہوا۔ کیا کربلا کے واقعے

① بوانامیاں، دو مظلوم بھائی، صفحہ ۱۳-۱۵۔

② خلافت راشدہ، بکس اینڈ بکس لاہور، صفحہ ۱۲۳۔

کے بعد امویوں سے سلطنت چھین گئی۔ کیا یزید مر گیا؟ جو ہر مرحوم کو اس قدر بھی معلوم نہ ہو سکا کہ اس وقت کے مسلمانوں نے حسین کے قتل کو پرکاوہ جتنی وقعت نہیں دی تھی" ❶

عظیم الدین صدیقی

کراچی کے عظیم الدین صدیقی نے اپنی کتاب "حیات سیدنا یزید" کی ابتداء ان

اشعار سے کی۔

ہر آن راہبر تھی ہدایت یزید کی کیوں راشدہ نہ ہوگی خلافت یزید کی
کیا مصلحت تھی پوچھیے ابن حسینؑ تھے تسلیم کی ہے جس نے خلافت یزید کی
مانو نہ مانو مگر دنیا نے مان لی دانش معاویہؓ کی خلافت یزید کی
تسلیم کی ہے متفقہ طور سے انیس اہل عرب و عجم نے سیادت یزید کی
"حیات سیدنا یزید" طبع دوم میں یہ نظم حذف کر دی گئی ہے، اور یہ اشعار درج کیے
گئے ہیں۔

بدی کے ساتھ جو ذکر یزید کرتے ہیں
کہو انیس کہ یہ ہے طریق بولہبی
زبان طعنے و تشنیع کھولنے والے
منافقین ہیں، یا ہیں شکار بے خبری

عظیم الدین صدیقی مولانا عبداللہ صاحب کے استاذ ہیں

مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (سابق خطیب لال مسجد اسلام آباد) نے کتاب "حیات سیدنا

یزید" کی اشاعت کے بعد مصنف کو خط لکھا تھا..... خط کا مضمون یہ ہے۔

❶ خلافت راشدہ، ناشر بکس اینڈ بکس لاہور، صفحہ ۱۲۴

محترم السید الاستاذ المکرم، محمد عظیم الدین صدیقی صاحب
سلام مسنون..... مخط ملا..... آج ہی شیخ القرآن سے بات کی کتاب ”حیات سیدنا
یزیدؑ“ ان کو ابھی تک نہیں ملی۔ تبصرہ اور برائے کی درخواست بھی کی، انہوں نے قبول
فرمایا..... ویسے بھی وہ حضرت امیر یزیدؑ کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ہمارا
ہے لیکن وہ بھی میری ہی طرح برملا اظہار بوجہ نہیں کرتے..... یہ مجبوری نامعلوم ہماری
کب تک چلے گی؟ کوئی آنے والا نہیں ہے ورنہ دستی کتب مزید منگواتا.....

والسلام

محمد عبداللہ

خطیب مرکزی جامعہ مسجد، اسلام آباد

مولانا محمد عبداللہ صاحب کا یہ مکتوب ”حیات سیدنا یزید“ طبع دوم میں موجود ہے.....
تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، ابھی حال ہی میں ”لال مسجد“ اسلام آباد کا جو اندوہناک
سانحہ پیش آیا، اس میں مولانا عبداللہ صاحبؑ کے شہید فرزند غازی عبدالرشیدؑ کا
بارہا بیان اخبارات میں آیا کہ ہم ”شہداء کربلا کی پیروی میں یزیدیت سے بغاوت کر
رہے ہیں“

عزیر احمد صدیقی (آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا)

یہ بھی کراچی کے جلے بھنے یزیدی تھے۔ اپنی زندگی کی آخری کتاب ”ائمٹ نقوش“
میں خود کو ”سابق رافضی“ لکھا..... رافضیت کو چھوڑا تو خارجیت کی گود میں آگرے، گویا
”آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا“ کے مصداق ہوئے۔ حضرت سیدنا علیؑ اور امام عالی
مقام سیدنا حسینؑ کا نام تک سننا گوارا نہیں کرتے تھے جگہ جگہ یزید کے نام پر ”ہدایت“
والہائے انداز میں لکھتے ہیں:

”حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؑ (خلیفہ مجاز شیخ الاسلام حضرت

مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) نے جب خارجیت و یزیدیت کا تعاقب کیا تو عزیر احمد صاحب کے دماغ میں سوئے ہوئے کنچوے پھڑک اٹھے، چنانچہ ان الفاظ میں اپنا غصہ نکالا۔

”چکوال کے کوئی قاضی جی ہم پر غرار رہے ہیں۔ یہ تحفظ ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وارث بن گئے ہیں۔ یہ قاضی جی اور ان کے چوہے پاکستان میں اسی سنت کی خدمت میں مصروف ہیں“^①

حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کے عالی ظرف کو داد دیجیے کہ اس کا جواب اس جملے میں دیا۔

”عزیر احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دے سکتے ہیں“^②
کہہ رہا تھا شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے وہ اتنا ہی خاموش ہے

نذیر احمد شاہ کر

”دکلائے یزید“ میں سے ایک وکیل نذیر احمد شاہ کر بھی ہیں۔ سب یزیدیوں کی تان بالا خر حضرت علی رضی اللہ عنہ پہ آ کر ٹوٹی ہے۔ چنانچہ شاہ کر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دکھاوے کے لیے بیعت عامہ کے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، مگر دل میں ان سے بیر (بغض) رکھتے تھے“^③

یہ کتاب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین پر مشتمل ہے۔ محقق اہل سنت مولانا محمد نافع مدظلہ کی ضخیم اور تحقیقی کتاب ”سیرت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ“ اسی کے جواب میں لکھی گئی ہے۔

① اہل بیت رسول، صفحہ ۸۶-۸۸

② میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ، ناشر تحریک خدام اہل سنت، چکوال، صفحہ ۹۳

③ شمائل علی، مکتبہ جاہ الحق کراچی، صفحہ نمبر ۱۳۱

محمود احمد عباسی

پاکستان میں فتنہ خارجیت و یزیدیت کے بانی مبنائی یہی حضرت تھے۔ جن حضرات کا پہلے تعارف گذر چکا، وہ سب کے سب بالواسطہ یا بلاواسطہ عباسی صاحب کے شاگرد ہیں۔ کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ انہی کی تصنیف ہے۔ اس کے جواب میں مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے ”شہید کربلا اور یزید“ لکھی، جب کہ قاضی اطہر مبارک پوری نے ”سیدنا علی و حسینؑ“ لکھ کر حق و صداقت کو آشکارا ہو دیا کیا..... عباسی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:

”جس شخص کا ایمان قرآن پر نہ ہو وہ البتہ حضرت حسینؑ کو سید الشہداء کہہ سکتا ہے، ان کی شہادت قتل فی سبیل اللہ کی تھی۔ حضرت حسینؑ نے شہنشاہ حکومت کی خواہش ضرور کی۔ مگر ناکام رہے“ ❶

افراط و تفریط کے شکار دو گروہ

یزید کے مسئلہ پر دو گروہ افراط و تفریط کا شکار ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حد تک شدت اختیار کی کہ یزید کو کافر قرار دے کر گالیاں تک دینا اپنا معمول بنا لیا اور دوسرے گروہ نے اس حد تک تائید اور وکالت کی کہ یزید کی محبت میں منصب صحابیت تک کا لحاظ نہ رکھ سکے، اور رفتہ رفتہ خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علیؑ کو اپنی جاہلانہ تنقید کا نشانہ بنایا، بنیادی طور پر یہ دونوں گروہ سلف صالحین کی راہ سے بھٹک گئے ہیں۔ دین میں کوئی مسئلہ یا کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلاف نے کلام نہ کیا ہو۔ پھر اسلاف سے کوئی رائے لیے بغیر ایسے عناوین پر تحقیق کر کے اس کو حرف آخر قرار دینا اور پوری ڈھٹائی سے اس کو اجماع امت اور تعامل امت کے مقابلہ میں لاکھڑا کرنا حماقت ہے۔

❶ رسومات محرم اور تعزیر داری، کراچی، صفحہ ۵۹-۶۰

امام اوزاعیؒ کا ایک قدیل ہدایت ارشاد

امام اوزاعیؒ جو امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی طرح خود مجتہد اور

ساحب مذہب تھے، کا ارشاد ہے۔

اصبر نفسك على السنة، وقف حيث وقف القوم، وقل لما

قالوا، وكف عما كفوا، واسلك سبيل سلفك الصالح، فانه

يسلك ما وسعهم۔^①

ترجمہ: ”جی لگا کر (اہل) سنت کی راہ پر لگے رہو۔ ان پہلوؤں کے قدم جہاں

رک گئے ہوں وہاں تم بھی رک جاؤ، جس بات کے وہ قائل ہوئے، تم بھی قائل

ہو جاؤ اور جس بات سے وہ خاموش اور کنارہ کش رہے ہوں، تم بھی اس سے

کنارہ کش ہو جاؤ۔ چلو تو ان اپنے سلف صالحین کی راہ پر چلو، اس لیے کہ گنجائش

کا جو دائرہ ان کے لیے ہے وہی تمہارے لیے بھی ہے“

ایک مجتہد اور راسخ العلم کا یہ قول طبع مستقیم اور ذوق سلیم رکھنے والوں کے لیے فانوس

اور شمع فروزاں کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہر کیف جو گروہ حامیان یزید کا ہے، انہوں نے اپنی کم

فہمی کی وجہ سے شیعہ، سنی اختلاف کی وجہ اور بنیاد یزید کو سمجھا ہے چونکہ شیعہ مذہب کے ہاں

”یزید“ نام ایک گالی کی حیثیت اختیار کر چکا ہے اور یزید کے والد حضرت امیر

معاویہؓ تھے، اس لیے دیگر صحابہؓ سے کسی قدر بڑھ کر ان کے دلوں میں بغض معاویہ

ہوتا ہے۔ حامیان یزید کہتے ہیں کہ اگر یزید کے فسق و فجور کا نظریہ رکھا جائے تو حضرت

معاویہؓ پر تنقید کا دروازہ کھلتا ہے۔ آگے چلنے سے پہلے ہم اس کا جواب دیتے چلیں کہ

حضرت معاویہؓ کے سینے پر صحابیت کا تمغہ لگا ہوا ہے، ان نادان حامیوں کو سوچنا چاہیے

کہ ان کی عظمت و منقبت کے لیے شرف صحابیت کیا کم ہے کہ حضرت معاویہؓ کی ذات

والا بابرکات کو یزید جیسے کمبخت کا سہارا دینا پڑے؟

① شرح اصول اہل السنۃ والجماعۃ جلد نمبر ۱، ص ۱۵۴

نوٹ ہم نے یہاں حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں یزید کو کم

بخت لکھا ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید کو کبخت قرار دیا ہے۔^①

و کلاء یزید نے نہ صرف یہ کہ شیعہ و سنی اختلافات کی بنیادی وجوہات جاننے کی کوشش نہیں کی ہے، بلکہ یہ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی نا آشنا ہیں۔ وگرنہ یزید کے دفاع میں امام عالی مقام سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر تشدید کے نشتر چلانا اور تحقیق آمیز جملے لکھنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

”مسئلہ یزید“ کے متعلق راہ اعتدال اختیار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ واقعہ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتابوں کا ختم مٹا دیا جائے اور معتبر و مستند کتابوں سے عوام الناس کو آشنا کروایا جائے۔ اس وقت مارکیٹ میں غیر معتبر کتابوں کا ایک انبار دکھائی دیتا ہے۔ سادہ لوح لوگ ان کو پڑھ کر اتنی گمراہی نہیں پھیلاتے، جتنا ان پڑھ واعظین اپنی خطابت کا جادو دکھانے کے لیے برسر منبر حقائق کا خون کرتے ہیں۔

واقعہ کربلا کے متعلق غیر معتبر کتب

تاریخ اور سوانح نگاری بہت اہم مگر مشکل موضوع ہے، اس کے لیے بہت جگر سوزی اور عرق ریزی کی ضرورت ہوتی ہے۔ واقعات کی تہہ تک پہنچنے کے لیے نہایت تحقیق و جستجو درکار ہوتی ہے۔ واقعہ کربلا کے متعلق بعض واعظین اپنے وعظوں میں اور بعض اپنی کتابوں میں ایسی ایسی داستانیں بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے یہ خود معرکہ کربلا میں موجود تھے اور یعنی شاہد یہ واقعہ بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ ان کی بیان کردہ یا تحریر کردہ باتوں کا وجود دنیا کی کسی کتاب میں نہیں ہوتا۔ ایسی کتابیں بعد میں دروسر بن جاتی ہیں۔ مطلب

پرست لوگ ان کے مواد کو بطور سند و حوالہ پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں موجود کتابوں کی پوری فہرست دینا اور ان پر تبصرہ کرنا باعث طوالت ہے۔ تاہم چند ایک کتابوں کے نام یہ ہیں:

① اوراقِ غم..... مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد (حزب الاحناف، لاہور)

② خاکِ کربلا..... صاحبزادہ افتخار الحسن

③ قاطرہ کا اعلیٰ..... مفتی حبیب سیالکوٹی

④ شہادتِ نواسہ سید الابرار..... مولوی عبدالسلام

⑤ بارانِ تقریریں..... نوری قصوری

⑥ شہید ابن شہید..... صائم چشتی فیصل آبادی

⑦ شامِ کربلا..... مولانا محمد شفیع اذکار می

⑧ خطباتِ محرم..... مولانا جلال الدین امجدی

⑨ شاہ نامہ کربلا..... اقبال دائم

مندرجہ بالا کتب رطب و یابس، جھوٹ، من گھڑت افسانے اور فرضی داستانوں کا مجموعہ ہیں۔ مسئلہ یزید پر شیعوں جیسا لہجہ اختیار کرنے والی اکثریت کا تعلق بریلوی مسلک سے ہے۔ وَلَیْکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ اس طرح یزید کی ترجمانی کرنے والا طبقہ یا مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتا ہے یا پھر وہ لوگ دیوبندی مسلک میں پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہم سمجھتے ہیں کہ تینوں مسلک کے اکابر اور ذمہ دار محقق علماء کو اپنے اپنے مسلک کی تطہیر کرنے کی ضرورت ہے۔ عدم اعتماد علی السلف کی یہ کیفیت بن چکی ہے کہ یزیدی ٹولہ برملا علماء اہل سنت کو شیعی پروپیگنڈے کا شکار کہہ کر قاتلانہ حسینؑ کے چہروں سے داغ دھبے ڈور کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

چنانچہ مولانا عطاء اللہ بندیا لوی لکھتے ہیں:

”کچھ نیک دل علماء نے اپنی تحریروں میں یزید کی طرف فسق کی جو نسبت کی ہے

تو اس کی وجہ یہ تھی کہ تاریخ کی مستند کتب ان تک نہ پہنچ سکیں اور مدت کے شیعہ پروپیگنڈے نے اپنا کام کر دکھایا، ان علماء نے تحقیق و جستجو کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ دوسرے علمی اور اہم مشاغل کی وجہ سے وہ اس طرف توجہ نہ دے سکے۔ آپ یہ پڑھ کر یقیناً حیران ہوں گے کہ ماضی قریب کے نامور مورخ اور سیرت النبی ﷺ کے مصنف علامہ شبلی نعمانی کو الہدایہ والنہایہ اور مستدرک حاکم دستیاب نہ ہو سکیں ❶

تبصرہ

بندیالوی صاحب اور دیگر یزیدی وکلاء خود کو آسمان میں تھگلی لگانے کا بڑا ماہر سمجھتے ہیں۔ ان فکری بیماروں کا مبلغ علم دیکھیے کہ بندیالوی صاحب کا دعویٰ ہے ”اکابر اہل سنت کو کتب تاریخ میسر نہ آسکیں“ اور دعوے پر دلیل یہ ہے کہ ”علامہ شبلی نعمانی رضی اللہ عنہ کو مستدرک حاکم دستیاب نہ ہو سکی.....“ ہم یزیدی وکلاء سے نہیں، ارباب علم و دانش سے پوچھتے ہیں کہ خدا را بتائیے، کیا مستدرک حاکم تاریخ کی کتاب ہے؟ اور باوجودیکہ علامہ شبلی نامور مورخ اور سیرت نگار ہیں۔ کیا آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر اہل سنت میں ہے؟

باقی رہی بات ”الہدایہ والنہایہ“ کی جس کے حوالوں کو توڑ موڑ کر اور قطع و برید کر کے قاتلان اہل بیت کے منہ سے کالک مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے، ہم آگے چل کر ایک جھلک سلیم الفطرت قارئین کو دکھائیں گے کہ بانی فتنہ یزید محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ میں کہاں کہاں خیانت کا ارتکاب کر کے علم و تحقیق کو بے لگایا ہے تعجب ہے کہ اکابرین اہل سنت نے شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر عقیدہ امامت تو قبول نہیں کیا، تحریف قرآن کے قائل نہیں ہوئے، مسئلہ فدک، مسئلہ بنات النبی ﷺ اور دیگر کئی ایک نزاعی مسائل جو شیعہ و سنی کے مابین شہرہ آفاق ہیں، ان میں یہ حضرات شیعہ

❶ واقعہ کر بلا اور اس کا پس منظر ص ۳۲

پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوئے بلکہ خم ٹھونک کر شیعیت کے افکار کے فضائے آسمانی میں چیتروے بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ماتم، تہرا اور تعزیہ و تابوت جیسی رسومات کے تو علماء اہل سنت مؤید نہ ہوئے، لے دے کے یزید ہی رہ گیا تھا، جس کے متعلق ہمارے اسلاف کو معتبر کتب نہ مل سکیں کہ وہ کوئی اپنی رائے قائم کر سکتے، نتیجتاً وہ شیعہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے؟

بغداد کے بھکاری اور موجودہ دور کے یزیدی

حضرت قاضی تنوخی نے ”نشوار الحاضرہ“ میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں بغداد (عراق) کے اندر حضرت علیؑ اور حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق مناظرہ و مباحثہ کا بازار گرم تھا، ایک فریق حضرت علیؑ کے حق میں دلائل دیتا اور دوسرا سیدنا معاویہؓ کے حق میں، یوں اہل بغداد دو آراء میں منقسم ہو گئے تھے، بغداد کے بھکاریوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ ایک گروہ دریائے دجلہ کے پل کے ایک سرے پر کھڑے ہو کر حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب سناتا اور دوسرا گروہ پل کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو کر حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل و مناقب سناتا رہتا، جب شام ڈھلتی تو دن بھر کی آمدنی کو دونوں فریق مل بیٹھ کر آپس میں بانٹ لیتے۔

ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ خارجیوں اور رافضیوں نے بھی آپس میں گٹھ جوڑ کر کے یہ سیکم تیار کر رکھی ہے۔ ایک گروہ حضرت امام حسینؑ کی شان میں مبالغہ آرائی کی انتہائی حد تک پہنچ گیا اور دوسرا گروہ یزید کی منقبت میں رطب اللسان ہے۔ یہ خود ساختہ واقعات پر مشتمل کتب لکھ کر مارکیٹ میں فروخت کر رہے ہیں اور پھر رقم آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔

”فسق یزید“ کا مسئلہ اہل سنت کے ہاں کبھی بھی اختلافی نہیں رہا، اہل سنت کے کبار علماء کرام جو یگانہ روزگار اور فرید اعصار بن کر مطلع فضل و کمال پر چمکے اور دکھے، انہوں نے بجا تک دھل یزید کو فاسق قرار دیا ہے۔

اختلاف کافر ہونے میں ہے، فاسق ہونے میں نہیں

حکیم الاسلام شارح علوم قاسمی مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔
 ”اختلاف اگر ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں، اور امام احمد بن
 حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب کہ یزید کے کفر تک کے بھی قائل ہو گئے تو فسق کے تو بطریق
 اولی قائل تسلیم کیے جائیں گے۔ اس لیے یزید کے فسق پر اتفاق علماء کے ساتھ
 ایک امام مجتہد کی مہر بھی لگ جاتی ہے“ ❶

بعض آئمہ اور اہل تحقیق کے ہاں یزید کی تکفیر کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے، مگر یہ جمہور کا
 مسلک نہیں ہے، لیکن اس سے کم از کم یزید کے فسق و فجور کی مکمل تائید و تصدیق ہو جاتی ہے۔
 بہر حال یزید کو فاسق سمجھنے کا نظریہ ”اعتدال انگیز“ ہے۔ کافر سمجھنے کا نظریہ خیال انگیز ہے،
 جب کہ مومن کامل سمجھنے کا نظریہ زراشتعال انگیز بلکہ ”فتنہ انگیز“ ہے۔

حامیان یزید

حامیان یزید کا کام بس ”بھس میں چنگاری“ ڈالنا ہی رہ گیا ہے..... ان کی بلا سے
 نتیجہ کچھ بھی نکلے، حضرت امام حسین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے والد گرامی، خلافت راشدہ کے
 چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید و تنقیص کے نیزے زہر بجھی آنی کی طرح اہل
 سنت کے دل میں گڑتے رہیں، انہیں اس کی کوئی پروا نہیں۔

بکبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا

اس کی بلا سے بوم بے یا ہما رہے

یہ بھس ہمارا دعویٰ نہیں یعنی برحقیقت بات ہے کہ یزید کی بلا اجرت و کالت کرنے
 والوں کے دل و دماغ سیدنا حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور ادب و احترام سے خالی ہوتے
 ہیں..... کراچی کے نذیر احمد شاہ نے ”شامل علی رحمۃ اللہ علیہ“ کے نام سے کتاب لکھ کر نہایت

❶ شہید گربلا اور یزید صفحہ نمبر ۱۳۰

خطرناک زہر پھیلا یا ہے۔ جس کا تریاق حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہم کی کتاب "سیرت سیدنا علی المرتضیٰؑ" ہے۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب میں ایک جگہ حاشیہ میں لکھتے ہیں:

"پاکستان میں ایک کتاب کراچی میں نذیر احمد شاہ کی جانب سے شائع ہوئی ہے، جس میں سیدنا علی المرتضیٰؑ کی حد درجہ تحقیر و تنقیص کی گئی ہے اور آنجنابؑ کے مقام و مرتبہ کو گرانے کے لیے بڑی بیباکی کے ساتھ واقعات کی قطع و برید کی گئی ہے اور انہیں نہایت قبیح شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؑ کی اولاد حضرات حسین شریفینؑ کے ساتھ ان کو قلبی عناد ہے، جیسا کہ اس کے مندرجات سے ظاہر ہے، قیام پاکستان کے بعد یہ لوگ کراچی سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان دو فرقوں، "نواصب" اور "روافض" کا تقابل بڑا خطرناک اور عبرتناک ہے۔"

حضرت علیؑ کی والدہ کی شان میں غیر مؤدبانہ جملہ

اس واقعہ میں اختلاف ہے کہ حضرت علیؑ کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی یا نہیں؟ انکار اور اثبات کے تاریخی دلائل سے تجزیہ ہوتا چلا آ رہا ہے اور مشق سخن آج بھی جاری ہے..... لیکن اس پر بحث کرتے ہوئے ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا یہ اہل سنت کا شیوہ نہیں ہے۔ حکیم محمود احمد ظفر صاحب درجنوں کتب کے مصنف ہیں، انہوں نے حضرت علیؑ کے مولود کعبہ نہ ہونے پر بحث کرتے ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کے متعلق نہایت نازیبا اور گھٹیا جملہ لکھا ہے، کم از کم راقم الحروف تو اس کو نہاں خانہ ضمیر کے کسی گوشہ میں جگہ دینے کے لیے تیار نہیں، حکیم صاحب رقمطراز ہیں:

"اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا علیؑ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تو پھر بھی یہ

کوئی فخر کی بات نہیں، کیونکہ اس وقت کعبہ کے اندر ایک بت خانہ بنا ہوا تھا۔ اس میں بعض روایات کے مطابق ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ ہو سکتا ہے ابوطالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو دروزہ سے خلاصی کے لیے بتوں کے سامنے لے گئے ہوں، وگرنہ کوئی تک نہیں کہ ایک عورت بچے کی پیدائش کے لیے کعبہ جائے اور وہاں غلامت پھیلائے" ❶

کیا اس کے متبادل کوئی جملہ حکیم صاحب کو نہ مل سکا تھا؟ اندازہ کیجیے، فاطمہ بنت اسد کو والدہ علیؑ ہونے کی کیا سزا دی جا رہی ہے؟ یہ ہے وہ اندر کا بغض اور یزید کی محبت جو بہر حال سینے سے نکل آتی ہے..... جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ محققین کے ایک معتد بہ طبقہ نے آپ کی پیدائش خانہ کعبہ میں تسلیم کی ہے، ہاں البتہ اس کی بنیاد پر اہل تشیع جو ان کو فضیلت دیتے ہیں اور باقی اصحاب کی تنقیص کرتے ہیں یہ سراسر حماقت ہے کہ حضرت علیؑ سے قبل بھی حکیم بن حزام وغیرہ کعبہ میں پیدا ہو چکے تھے۔ یہ والدہ اور مولود دونوں کے لیے ایک فعل غیر اختیاری ہے، اس کو کھینچ مان کر خواہنا خواہ بے ادبی پر اتر آنا خارجیت کے بھرے میں آجانے کا پتہ دے رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

”ولادت کے وقت آپ کی جو شرافت و بزرگی ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ آپ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے تذکرہ میں مصعب کے اس قول یعنی حکیم بن حزام سے پہلے اور بعد کوئی خانہ کعبہ کے اندر نہیں پیدا ہوا، کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مصعب نے اس بیان میں غلطی کی..... کیونکہ فاطمہ (بنت اسد) کا حضرت علیؑ کو خانہ کعبہ کے اندر جنمنا تو اتر کو پہنچ گیا ہے“ ❷

❶ حکیم محمود احمد ظفر زبیدی علیؑ، شخصیت و کردار، ص ۴۸، ۴۹

❷ ازالة الخفاء عن خلافت الخلفاء، ص ۲۷۴، مطبوعہ جمعیۃ المدینہ، لاہور

ازالہ الخفاء کے حوالے سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ”الرتضیٰ“ میں بھی یہی بات لکھی ہے، نیز فقیر الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

”ولایت دیکھیے حضرت علیؑ کی، ان کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔

ان کی والدہ زیارت کے لیے آئی تھیں، یہ پیدا ہو گئے“^①

قارئین کرام! ہم اس حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ حامیان یزید کا آخری سٹاپ حضرت سیدنا علیؑ پر تنقید ہے، پھر اس کے بعد اگلا ”خارجیت“ کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ کسی اور موقع پر ہم حضرت علیؑ کے مولود کعبہ ہونے یا نہ ہونے پر طرفین کے دلائل یکجا کر دیں گے تاکہ ان میں تقابل کر کے کسی نتیجہ تک پہنچا جاسکے، اس وقت ہمیں اختلاف انداز تحریر اور لب و لہجہ سے ہے۔ ہماری جس محبت و عقیدت کے مستحق حضرات، غلاماۃ اللہ ہیں، بالکل اسی عقیدت کے مستحق سیدنا حضرت علیؑ بھی ہیں، کیونکہ شرف صحابیت کے اعتبار سے سارے برابر ہیں، ہاں البتہ ”کمال“ کے اعتبار سے فرق ضرور ہے۔

بددیانتی کی ایک بدترین مثال

بانی فتنہ یزید محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ میں بددیانتی کے جو ریکارڈ قائم کیے ہیں، وہ اہل تحقیق سے مخفی نہ ہیں..... تعجب تو بعض ”علماء کرام“ پر ہے جو عباسی صاحب کے چکھے میں آ گئے اور آج تک ان کے مشن کے ترجمان بنے ہوئے ہیں۔ عباسی صاحب ایک جگہ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

① کان من صلحاء الحنابلة وکان یزار

① ملفوظات فقیر الامت، جلد دوم، حصہ نمبر ۱۰، صفحہ ۵۴

② البدایہ والنہایہ، جلد ۱۲، ص ۳۲۸

”یعنی وہ جنلی صالحین میں سے اور مرجع عوام تھے“
 انہوں نے امیر یزید کے حسن سیرت اور اوصاف پر مستقل تصنیف کی۔
 ”ولہ“ مصنف فی فضل یزید بن معاویہ الی فیہ بالغرائب
 والعجائب۔

ترجمہ: اور ان کی تصنیف میں سے فضیلت یزید بن معاویہؓ پر ایک کتاب
 ہے، جس میں سے بہت سے عجیب و غریب حالات بیان ہیں ❶

تبصرہ

عباسی صاحب نے یہاں دھوکہ دہی کی انتہا یہ کی کہ شیخ عبدالمغیث کی کتاب پر حافظہ
 ابن کثیرؒ کی تائید ثابت کی، لیکن ”الغرائب والعجائب“ سے آگے علامہ ابن
 کثیرؒ کی عبارت شیر مادر سمجھ کر پی گئے۔ اس کے آگے الفاظ یہ ہیں:
 وقد رد علیہ ابو الفرج ابن الجوزی فاجادوا صاب۔

”یعنی اس کتاب (جو شیخ عبدالمغیث نے حمایت یزید میں لکھی) کا رد علامہ
 ابو الفرج ابن الجوزی نے کیا ہے۔ پس انہوں نے نہایت اچھا اور صحیح رد کیا“

غور کیجیے! علامہ ابن کثیرؒ یزید کی توصیف میں لکھی جانے والی کتاب کی تعریف
 نہیں کر رہے بلکہ اس کے رد میں جو علامہ ابن جوزیؒ نے کتاب لکھی، اس کی تعریف
 کر رہے ہیں۔ اس کتاب کا نام علامہ ابن جوزیؒ نے ”الرد علی المتعصب
 العنید المانع عن ذم یزید“ رکھا..... اس کتاب کا ذکر شیعہ مجتہد محمد حسین دھکو (فاضل
 نجف اشرف عراق) نے بھی کیا ہے۔ ❷

❶ ”خلافت معاویہ و یزید“ صفحہ نمبر ۵۵

❷ سعادت الدین فی مقتل الحسین، ص ۱۶۵

محمود احمد عباسی کے شیعوں سے مراسم

شیعہ، سنی اختلاف کی بنیاد فقط یزید کو قرار دے کر اس کی مدح و توصیف میں آسمان و زمین کے قلابے ملانے والے یہ نام نہاد محققین، دشمنان صحابہؓ کے ساتھ کس حد تک گہرے مراسم رکھتے ہیں؟ عباسی صاحب کے ایک گھر کے مجیدی جناب حکیم سید محمود احمد برکاتی کا تبصرہ ملاحظہ کیجیے:

”دوسرا تاثر میرا یہ ہے کہ وہ (عباسی) اپنی تحریر کے سلسلے میں تخلص نہیں تھے۔ زبان و قلم سے رد شیعیت کے باوجود اہل تشیع سے اُن کے گونا گوں مراسم تھے۔ ایک بار میں پہنچا تو چند نامور شیعہ اہل قلم ان کے یہاں بیٹھے تھے، اور بڑا پُر تکلف ناشتہ کر رہے تھے اور بہت اپنائیت کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اُن کے جانے کے بعد از خود صفائی کہنے لگے کہ ان بچوں سے وطن ہی سے مراسم ہیں۔ بڑی محبت کرتے ہیں۔ میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں۔ میں نے ”جی“ کہہ کر بات ٹال دی کہ مجھے اس سے کیا دلچسپی؟ اسی طرح ایک بار انتخابات میں انہوں نے ایک شیعہ امیدوار کو ووٹ دیا اور میرے سامنے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس کے خاندان سے قدیم مراسم ہیں اور میں اسے اہل سمجھتا ہوں“^①

دوسری خیانت

شیعوں کو اپنے گھر بلا کر ناشتے کروانے والے حامیان یزید کے سربراہ عباسی صاحب کا ایک اور کرتب ملاحظہ ہو۔ حافظ ابن کثیرؒ کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتے ہیں۔

وقد كان يزيد فيه خصال محمودة من الكرامته والحلم

① ماہ نامہ انوار مدینہ بھکر بابت مارچ ۱۹۸۶ء، بابہ تمام مولانا محمد عبداللہ صاحب

والفصاحه والشعروس الراى فى الملك وكان ذاجمال
حسن المعاشرة۔

”یزید کی ذات میں قابل ستائش صفات، علم و کرم و فصاحت اور شعر گوئی و
شجاعت و بہادری کی تھیں، نیز معاملات حکومت میں عمدہ رائے رکھتے تھے اور
معاشرت کی خوبی و عمدگی بھی ان میں تھی“ •

عباسی صاحب نے حُب یزید سے مغلوب ہو کر ”البدایہ والنہایہ جلد ۸، ص ۲۳۰“
سے یہ عبارت دی ہے، لیکن اس عبارت کا اگلا حصہ بالکل ہضم کر گئے، اس سے آگے یہ
الفاظ ہیں:

وكان فيه ايضاً اقبال على الشهوات وترك بعض الصلوات
فى بعض الاوقات وامانتها فى غارب الاوقات۔

ترجمہ: ”اور نیز یزید میں شہوات نفسانیہ میں اشہاک اور بعض اوقات بعض
نمازوں کا ترک کرنا پایا جاتا تھا اور نمازوں کو بے وقت پڑھنا تو اکثر رہتا تھا“

قارئین کرام! دیکھا آپ نے ”میٹھا میٹھا ہپ ہپ“ اور کڑوا کڑوا تھو تھو“ کا حیرت
انگیز منظر! یزیدی ٹولے کے ”کرم خوردہ دماغ“ اور خستہ حالی و بد حالی کی ایک نہیں، کئی
مثالیں ہیں، جو اس سفر میں ہم وقفے وقفے سے پیش کرتے رہیں گے۔

ہم نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں
یزید کا دفاع کرنے والا بغض علی رضی اللہ عنہ سے اپنا دامن بچا جائے، یہ مشکل ہے۔ اس ضمن میں
ہم نے بطور مثال کچھ عبارات پیش کیں۔ نیز ناصیبت و خارجیت کے مدارالمہام محمود احمد
عباسی کے متعلق انہی کے ایک سابق عقیدت مند کے حوالہ سے لکھا کہ عباسی صاحب کے
اہل تشیع سے کس قدر گہرے مراسم تھے۔ عباسی صاحب کی فکری پارٹی کا تعارف ہم پہلے

کرا چکے ہیں۔ ان لوگوں نے صرف یزید کو بچانے کی خاطر حضرت علیؑ، حضرات حسینؑ کریمینؑ اور پھر اس سے آگے محدثین کرامؑ تک کے گریبانوں میں اپنا ہاتھ ڈالا۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاریؒ کے متعلق محمود احمد عباسی کے تاثرات کیا تھے؟ دل پہ ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔ ڈاکٹر عبداللہ دمانوی رقم طراز ہیں:

”یزید بن معاویہؑ کے جنتی ہونے کا نظریہ پاک و ہند میں سب سے پہلے محمود احمد عباسی نے پیش کیا۔ یہ شخص کٹر ناصبی عقائد کا حامل تھا اور اس نے اپنی کتاب ”خلافت معاویہؑ و یزیدؑ“ اس زمانے میں تحریر کی کہ جب وہ چینی سفارت خانے میں ملازم تھا۔ میں بھی جب اس کی اس تحقیق جدید سے متاثر ہوا تھا تو اس سے ملاقات کے لیے اس کے گھر گیا اور میں نے دوران گفتگو اس سے کہا کہ آپ نے سیدنا حسینؑ کے سر کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے متعلق تمام روایات وضعی ہیں۔ جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ عباسی صاحب نے کہا۔

ہاں! ”بخاری گدھے نے یہ بات لکھی ہے“ (معاذ اللہ) ❶

اخلاقیات کا یہ عالم اور ان کے جبروں میں سے اتنا تعفن اٹھ رہا ہے کہ گفتگو تک کا سلیقہ نہیں رکھتے تھے لیکن عظیم الدین صدیقی صاحب انہی عباسی صاحب کو ”شیخ الاسلام“ اور ”امام اہل سنت“ لکھتے ہیں: انا لله وانا اليه راجعون۔ ❷

حامیان یزید میں تحمل نہیں ہوتا

ہم اپنے دعوے میں کس حد تک مائل بہ سچائی ہیں؟ تجربہ شرط ہے۔ ہم نے آج تک کسی یزیدی کو صبر و تحمل کے زیور سے آراستہ نہیں دیکھا۔ غصہ میں بڑبڑانا، آنکھوں کو پیشانی

❶ ماہنامہ ”محدث“، جنوری ۲۰۱۰ء، صفحہ نمبر ۷۲

❷ حیات سیدنا یزید، صفحہ ۱۳۶

پر رکھنا، گفتگو میں گرمی، جذباتی پن، اشتعال اور لہجے میں درشتگی ان کی فطرت ہوتی ہے۔ متانت وہاں ہوتی ہے جہاں سچائی ہو، چہرے پر شرافت اس کے برستی ہے جو پیکر علم و آشتی ہو۔ اور جن کے گرد عزت کی فلک بوس تفصیل کھنچی ہو۔ وہاں رواداری نہیں ہوتی۔ عباسی صاحب کے پنجاب میں ایک فکری ترجمان حکیم فیض عالم صدیقی تھے۔ غریب و غضب میں لتھری اور انصاف کش قسم کی ایک عبارت ملاحظہ کریں۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”سیدنا حسنؑ کی موت کے متعلق میں اپنی تالیفات ”عترت رسول“ اور

”حسن بن علیؑ“ میں بدلائل ثابت کر چکا ہوں کہ کثرت جماع، ذیابیطس، اور تپ

محرقہ سے ہوئی۔ آپ کہاں شہید ہوئے؟ اور کس نے آپ کو شہید کیا تھا؟“^①

قارئین کرام! صرف آپ کے خفتہ ضمیر کو بیدار کرنے کی غرض سے مذکورہ عبارات دی گئیں ہیں، وگرنہ یزیدیت کے کوڑے دان میں اتنا گند موجود ہے کہ سزا اند کے ہتھکوں سے سانس لینا مشکل ہو جائے۔ حکیم فیض عالم صاحب جہلم کے رہنے والے تھے۔ کہتے ہیں جس علاقے کا ہرن ہوتا ہے وہیں کے شکاری کے ہاتھ چڑھتا ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب کو جہلم ہی میں ان کے گھر ۱۹۸۳ء میں بعض افراد نے قتل کر دیا۔

گذشتہ سطور میں ہم نے حکیم محمود احمد ظفر صاحب کا ایک جملہ پیش کیا تھا، جو انہوں نے سیدنا حضرت علیؑ کی والدہ کے متعلق لکھا، جو یقیناً بے ادبی پر مبنی ہے۔ حکماء کی یہ ”حکیمانہ“ عبارتیں جتنی دلفگار ہیں، اتنی ہی اخلاقی زوال اور فکری افلاس کا نقطہ انتہاء بھی ہیں۔ اس سے بڑھ کر نیرنگی روزگار کا تماشا ملاحظہ ہو کہ ماہ نامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے کارپردازان نے مارچ ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں پرچے کے ٹائٹل پر حکیم فیض عالم صدیقی کو ”شہدائے ناموس اصحاب رسولؐ“ میں شامل کر دیا۔ کیا صحابہؓ پر زہریلے طنز کرنے والے بھی ان کی ناموس کے محافظ ہوتے ہیں؟ خدا جانے خارجیت اور یزیدیت کا یہ بھونچال کب ختم ہوگا؟

① خانقاہ راشدہ صفحہ نمبر ۱۱۳، مطبوعہ، بکس اینڈ بکس، میل روڈ، لاہور

”خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید“ اہل علم کی نظر میں

جب عباسی صاحب کا پیمانہ شوق چھلک رہا تھا اور وہ خاندانِ نبوت سے عداوت کر کے یزید کے ساتھ رشتہٴ محبت استوار کر رہے تھے۔ تو کوئی ذی شعور اور ذی فہم اُن کے چکمہ میں نہ آیا۔ البتہ نذیر احمد شاہ، عزیز احمد صدیقی، حکیم فیض عالم صدیقی، ابو یزید محمد دین بٹ اور مولوی عظیم الدین صدیقی جیسے کو دن طبع کچے گھڑے پر بیٹھ کر تحقیق کا دریا عبور کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ اہل علم نے اس کتاب کو کس نظر سے دیکھا؟ مسلمانوں کے دینی و علمی اور ثقافتی فکر و نظر کے حوالے سے چار مراکز، جو ترجمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کی آراء کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

① دارالعلوم دیوبند ② دارالمصنفین اعظم گڑھ ③ ندوۃ المصنفین دہلی ④ ادارہ

ثقافت اسلامیہ، لاہور۔

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب رضی اللہ عنہ نہایت مصنفانہ تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اندازہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف کتاب (محمود عباسی) کے ذہن میں کچھ نظریات پہلے سے قائم شدہ موجود تھے۔ جن کے مؤیدات کی ضرورت تھی۔ سو مفید مطلب تاریخی ٹکڑوں کا مل جانا کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ دنیا میں ہر فن کی طرح تاریخ میں بھی مختلف اقوال موجود ہیں۔ اس لیے جو حضرات ذہن کو خالی کر کے تاریخ سے نظریات اخذ کرنے کے عادی ہیں، انہیں موافق مطلب اقوال کا مل جانا تعجب انگیز نہیں لیکن اس کا نام تاریخی ریسرچ نہیں اسے نظریاتی ریسرچ کہنا چاہیے۔“

شاہ معین الدین ندوی صاحب لکھتے ہیں:

”اگر مصنف ”خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید“ غیر جانبدار اور اعتدال و توازن کے

ساتھ ان واقعات کا جائزہ لیتے تو کم از کم کسی اہل علم کو ان پر اعتراض کرنے کا موقع نہ ملتا۔ مگر وہ بنی امیہ خصوصاً حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کی مدافعت اور حمایت میں اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ کو ملزم بنانے میں باک نہیں کیا ہے۔ انہوں نے واقعات پر جس طرح بحث کی ہے اور اس سے جو نتائج نکالے ہیں، اس سے حضرت علیؓ اور امام حسینؓ خطا کار اور حضرت امیر معاویہؓ اور یزید برحق نظر آتے ہیں۔ جو نہ صرف جذباتی حیثیت سے قابل اعتراض بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی غلط ہے“ ❶

مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا تبصرہ ملاحظہ ہو:

”ہمارا تاثر یہ ہے کہ مصنف کا انداز فکر اور انداز تحریر دونوں جارحانہ ہیں۔ بنو امیہ کے دور حکومت کو اسلام کا سب سے زیادہ روشن اور تابناک عہد کہنا حضرت امیر معاویہؓ اور یزید کی حکومت کو جمہور امت کے مسلک کے خلاف خلافت کہنا، یزید کے ورع و تقویٰ کا دعویٰ کرنا حدیث ”الملك الغضوض“ پر کلام کرنا یہ سب چیزیں اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ مصنف کسی خاص دائمی تحریک کے زیر اثر پہلے سے ایک خاص خیال قائم کر چکا ہے اور پھر اس کی تائید کے لیے مواد تلاش کر رہا ہے۔ یعنی اس نے تحقیق کے میدان میں قدم بالکل غیر جانبدار ہو کر نہیں رکھا“ ❷

باوجودیکہ ”ادارہ ثقافت اسلامیہ“ لاہور میں آزادانہ رائے کی آڑ میں سلف بیزاری پھیلانے والوں کی کثرت رہی ہے مگر اس ادارہ سے بھی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ پر یوں تبصرہ شائع ہوا:

”جو لوگ اسے تحقیق کا شاہکار قرار دے رہے ہیں انہوں نے یہ نہ سوچا کہ جو

❶ سارف، دسمبر ۱۹۵۹ء، اعظم گڑھ

❷ مجلہ ”مدائن“ دہلی، نومبر ۱۹۵۹ء

مفصّل آکھ بند کر کے ہر تاریخ کو جھوٹ کا طومار قرار دے سکتا ہے۔ جو ہر بڑے مصنف پر کم فہمی، تعصب اور نادانی کا الزام لگا سکتا ہے لیکن اپنے مطلب کے حوالے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اسی جھوٹ کے طومار سے دیتا ہے۔ جو اپنے مقصد کے خلاف تمام مستند کتب تاریخ کو صرف غلط قرار دیتا ہے لیکن حسب ضرورت آغا خانی تک کے حوالے دینے سے نہیں چوکتا۔ اس کی تحقیقات کو کس طرح درست مانا جاسکتا ہے؟ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جو شخص "لارنس" کو محقق کا خطاب دے سکتا ہے وہ خود کس قسم کا محقق ہوگا؟ کون نہیں جانتا کہ لارنس ایک دریدہ دہن، یادہ گوادر شاتم رسول ﷺ مستشرق ہے" ❶

یزید پر تنہیالی خاندان کے مسیحی اثرات

خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مایہ ناز دورِ خلافت میں جب شام کا علاقہ فتح کیا تو آپ کی دور رس نگاہ و بصیرت ایسے جانباز کی تلاش میں تھی جو وہاں اپنے سیاسی تدبیر سے مسیحی شاطرانہ چال بازیوں کا مقابلہ کرے۔ چنانچہ ملک شام کا انتظام سپرد کرنے کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر عالی نے جس ذات کا انتخاب کیا وہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ شام کے گورنر بنا دیئے گئے تو آپ نے وہاں کے ایک مشہور قبیلہ "بنو کلب" کی ایک خاتون "میسون" سے نکاح کیا۔ میسون کا خاندان رومیوں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے عیسائیت اختیار کیے ہوئے تھا۔ "میسون" خود مسلمان ہو گئیں تھیں۔ یہ ایک نہایت پاکباز اور شریف النفس خاتون تھیں۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے انہیں "کانت حازمة عظيمة الشان جمالا و عقلا و دینا" لکھا، یعنی وہ ایک محتاط، خوش صورت اور عقل و دین کے اعتبار سے بلند درجہ کی حامل تھیں لیکن "میسون" کے اعزو اقرباء بدستور عیسائی مذہب پر رہے ہیں۔ اسی میسون کے لطن سے یزید پیدا ہوا۔ بچہ فطرتاً

❶ "ثقافت" فروری ۱۹۶۰ء، لاہور

اپنے دوھیال کی نسبت نیہال سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ بچپن میں نانا، نانی، اور خالہ کا نام بچوں کی زبان پر ہوتا ہے۔ اب حضرت حسینؑ کے نانا، امام الانبیاءؑ ہیں، نانی ام المؤمنین ہیں، خالائیں میں سیدہ رقیہ و ام کلثوم اور زینب ہیں..... دوسری جانب یزید کے نیہال میں عیسائی تہذیب و تمدن ہے اور بس!

اور یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو جو گورنر بنایا تو وہ ایک عیسائی مشیر "سرجون بن منصور" کے کہنے پر بنایا، تاکہ وہ اس متعصب شخص کے ذریعے خاندان نبوت کے خون سے ہولی کھیل سکے، اور مسیحی دنیا دور بیٹھی اس کا نظارہ کرتی رہے۔ "سرجون بن منصور" کون تھا؟ علامہ ہیشیاریؒ نے اپنی کتاب "کتاب الوزراء" میں تفصیل لکھی ہے۔ انہی کے حوالے سے برصغیر کے نامور مورخ اور محقق قاضی اطہر مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"سرجون بن منصور رومی مسیحی حضرت معاد یہؑ کے دیوان خراج کا کاتب تھا۔ یہ شخص حضرت معاد یہؑ کے زمانہ تک شام کے دیوان خراج کا منتظم اعلیٰ رہا اور اس کے ماتحت نصرانی عملہ کی ایک بڑی جماعت تھی۔ اس لیے اس کا اثر و رسوخ بڑھا اور یزید کا مشیر بھی بن گیا اور وہ اپنے شمال و امراء کے عزل و نصب میں اس سے مشورہ کرنے لگا۔ اسلامی معاملات خصوصاً مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی میں امن و صلاح کی بات (سرجون) کیسے کر سکتا تھا۔ وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی قدیم رومی پالیسی کا آدمی تھا، چنانچہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لیے ایسے موقع کو فہم سمجھا۔ جس میں ایک عرب کی سب سے بڑی طاقت (ہنومیہ) ہو اور دوسری طرف خاندان رسالت اور اس کے طرفدار دینی جذبہ کے ساتھ ہوں اور جب یزید نے اس سے مشورہ کیا تو اس نے ایسا مشورہ دیا جو اس کی مسیحی پالیسی کے عین مناسب تھا اور جس کی ایک بے دین نصرانی سے توقع تھی۔ علامہ ہیشیاری کی مشہور و معروف کتاب

”الوزراء والكتاب“ میں ہے:

ولما اتصل بيزيد مسير الحسين رضى الله عنه الى الكوفة
شاور سرجون بن منصور فيمن يولى العراق-

ترجمہ: ”اور جب حسینؑ کے کوفہ پہنچ جانے کی خبر یزید کے پاس پہنچی تو اس

نے سرجون بن منصور رومی سے مشورہ کیا کہ کس شخص کو عراق کا گورنر بنائے؟“

اس تصریح کے بعد یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حادثہ کربلا میں یزید نے

کس فکر و ذہن کے مشورہ پر عمل کیا؟ اور اسے کس نے ایسے آدمی کو عراق کی

گورنری کا مشورہ دیا جو پہلے ہی سے عصبیت و طرفداری میں مشہور تھا؟^①

بذریعہ ڈاک ہمیں شیعہ مذہب کا ماہانہ رسالہ ”افکار العارف“ کا تازہ شمارہ موصول

ہوا۔ اس میں ایک مضمون نگار کا شذرہ ملاحظہ ہو۔

”یزیدی گروہ وہ ہے جن کو یزید پر لعنت کرنا اُمر محسوس ہوتا ہے۔ یہ لوگ یزید کو

جنتی ثابت کرنے کے لیے ایزی چوٹی کا زور لگائے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو

چونکہ بروز محشر یزید کے باپ اور دادا سے بخشش کروانا ہے اور شافع محشر حضرت

محمد ﷺ کا سامنا نہیں کرنا۔ لہذا آپ ﷺ کے نواسے اور آپ ﷺ کی اولاد

کے خون میں ہاتھ رنگین کرنے والوں کا دامن پکڑے ہوئے ہیں“^②

قارئین کرام! ملاحظہ کریں، حب اہل بیت کی آڑ میں معاویہؓ و شمشی اور دوسری

جانب حب معاویہ کی آڑ میں یزید کی حمایت اور سیدنا علیؓ کی شان میں تنقیص، یہی وہ

رافضیت و خارجیت کی گمراہ کن شاہراہیں ہیں، جہاں سے اسلاف اہل سنت نے بڑے اعتدال

کے ساتھ ہمیں نکالا ہے۔

① علی و حسینؑ ص ۷۷، ۷۸، ۷۹

② ماہنامہ ”افکار العارف“ لاہور، صفحہ نمبر ۶، جنوری ۲۰۱۰ء

بحث حدیث قسطنطنیہ
 حدیث قسطنطنیہ اور "مغفور لہم" کے الفاظ پر ہم نے کافی آگے جا کر بحث کرنی تھی
 لیکن چند ایک خطوط نے ابھی سے ہی ادھار پکڑا دینے پر مجبور کیا۔ دو خطوط کوئٹہ سے، ایک
 لاہور سے اور آخری کراچی سے موصول ہوا۔ مضمون تقریباً سب کا ایک ہے اور آخری
 مکتوب نگار کابل ولہجہ بہ نسبت پہلے تین کے قدرے دھیما ہے اس لیے اس مکتوب کا
 مضمون پیش کر کے ہم تبصرہ کریں گے۔ راقم کے نام اس خط میں مکتوب نگار رقمطراز ہیں:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ مؤقر ماہنامہ "حق چار یار" میں آپ کے مضامین کا ایک سلسلہ
 "فتنہ یزید" (یزیدی فتنہ) جاری ہوا ہے۔ مضمون کے عنوان سے میں ذرا ذہنی انتشار
 کا شکار ہوں۔ میں دین کا ایک مبتدی ہوں اور کم علم، کم عقل اور کم تجربہ ہوں اور آپ جیسے
 جید علمائے کرام سے دینی علوم، مومنانہ فراست و عقل حاصل کرتا رہتا ہوں، میں نے سنا
 ہے کہ یزید کے بارے میں حدیث شریف میں پیش گوئی آئی ہے کہ وہ روم پر جہاد کرنے
 والے لشکر کا امیر ہونے کے سبب "مغفور لہم" میں ہے۔ یعنی اس کی مغفرت ہو چکی ہے تو
 جس کی مغفرت ہو چکی ہو وہ فتنہ کیسے بن گیا؟ کیا اس کی مغفرت کا وعدہ الہی (نعوذ
 باللہ) ختم ہو گیا؟ یا حضور ﷺ کی پیش گوئی غلط تھی؟ یہ حدیث کسی ناہیبی کی
 روایت ہے؟ اور بالکل ہی موضوع ہے؟ ازراہ کرم میری الجھن کا ازالہ فرما کر میرے
 ایمان کی حفاظت کا سامان فرمائیں۔

والسلام

احقر ابو عمیر صدیقی عفی عنہ

کراچی

تبصرہ

مکتوب نگار کون ہیں اور کس شعبے سے متعلق ہیں؟ ہم نہیں جانتے۔ انہوں نے اپنی کیت اور لقب تو دیا ہے، مگر نام نہیں لکھا۔ خدا جانے اس میں کیا حکمت کار فرماتی؟ بہر حال ہمارا مقصد چونکہ مفہوم اور مقصد سے ہے اس لیے اسی پر ہی توجہ مرکوز رکھیں گے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کا اختتامی جملہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول حبیش من اُمتی یغزون
مدینة قیصر مغفور لہم۔^①

ترجمہ: ”آپ ﷺ نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دار الخلافہ (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا اس کے گناہ بخشے جائیں گے“

حامیانِ یزید نے اس روایت کی بنیاد پر بلاسوچے سمجھے یا جان بوجہ کر ایک کہرام مچا رکھا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ چونکہ یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا، اس لیے بمطابق حدیث اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔ ہم فی الحال اس بحث میں نہیں پڑتے کہ فسق اور مغفرت جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ آج تک حامیانِ یزید نے نہ اس حدیث کے ظاہر کو سمجھا اور نہ باطن کو، جو منشاء رسالت مآب ﷺ ہے۔

مغفرت کی بشارت خاص ہے، عام نہیں

مغفرت کی یہ بشارت دو حال سے خالی نہیں، یا عام ہوگی یا خاص..... اگر عام ہے تو اس میں قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر مراد ہوں گے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خاص ہے۔ متن حدیث پر غور کریں۔ اول حبیش من اُمتی زبانِ نبوت سے نکلا ہوا ”پہلے لشکر“ کا جملہ دلالت کر رہا ہے کہ یہ پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر کے ساتھ مخصوص

① بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۴۱۰، قدیمی کتب خانہ، کراچی

ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یزید اس پہلے لشکر میں تھا یا نہیں؟ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں کیا گیا تھا اور اس کی کمان حضرت امیر معاویہؓ کے سپرد تھی۔ یہ ۳۲ھ کا واقعہ ہے ❶

یزید کی ولادت ۲۵ھ میں ہوئی، جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے ❷ اور علامہ ابن کثیر نے سن ولادت ۲۶ھ لکھا ہے۔ ابن کثیرؒ نے ایک روایت کے مطابق ۲۲ھ بھی نقل کیا ہے، اور اسی ۲۲ھ والے قول کو مشہور وکیل یزید مولوی عظیم الدین صدیقی صاحب نے لیا ہے۔ ❸

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ اگر یزید کی ولادت ۲۲ھ میں مانی جائے تو ۳۲ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والے لشکر کی روانگی کے وقت یزید دس سال کا تھا اور اگر ۲۶ھ مانی جائے تو محض چھ سال کا۔ ظاہر ہے کہ اس دس یا چھ سال کی عمر میں اس نے لشکر کی قیادت نہیں کی تھی اس لیے تمام اہل علم و تحقیق اس پر متفق ہیں کہ پہلے لشکر میں یزید قطعاً شامل نہیں تھا۔ چونکہ قسطنطنیہ پر لشکر وقتاً فوقتاً روانہ ہوتے رہتے تھے۔ اس طرح تقریباً آٹھ لشکر مختلف ادوار میں وہاں گئے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور حکومت میں پہلا حملہ ۲۸ھ میں ہوا، اس کے سالار حضرت سفیان بن عوفؒ تھے۔ ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں جانے والے لشکر میں یزید تھا، مگر اس میں بھی اس نے طوعاً و کرہاً شرکت کی تھی، خوش دلی سے نہیں۔ چونکہ لشکر میں چیچک اور طاعون کی وبا پھیل گئی تھی۔ یزید نے اس وقت کچھ اشعار پڑھے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے کہ ”لشکر میں اگر بلائیں اور وائیں پھیلی ہیں تو مجھے کیا؟ میں تو اونچے تخت پر بیٹھ کر ام کلثوم (یزید کی بیوی) کے ساتھ خوش گپیاں کروں گا، چنانچہ جب

❶ تاریخ کامل جلد ۳، ص ۳۲

❷ ما ثبت من السنہ، ص ۴۰

❸ البدایہ والنہایہ جلد ۸، ص ۱۳۶

❹ حیات سیدنا یزید، ص ۳۰

ان اشعار کی خبر حضرت معاویہؓ کو پہنچی تو آپ نے قسم کھا کر کہا "اقسم باللہ لندخلن ارض الروم فلیصینک ما اصابهم" (اللہ کی قسم اب میں اس کو ضرور ارض روم کی طرف جانے والے لشکر میں بھیجوں گا، تاکہ یزید کو بھی ان مصیبتوں کا حصہ ملے۔ ❶

اب اگر اس عبارت پر ہم کوئی حاشیہ آرائی کریں تو "آبگینوں کو نہیں لگ جائے گی" لہذا حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کا تبصرہ نذر قارئین کرتے ہیں۔ ابن اشیر کی اس عبارت کو درج کرنے کے بعد قاری صاحبؒ لکھتے ہیں:

"اس سے ایک طرف یہ کھلا کہ یزید کو جہاد کا کتنا شغف تھا؟ جسے عیش پرستی میں یہ اٹھاک ہو کہ باوجود امیر المؤمنین (یعنی حضرت معاویہؓ) کے امر کے، طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے جہاد سے جان بچائی۔ پھر اس کے ساتھ خود غرضی اور خود مطلبی کا یہ عالم کہ وہاں تو مجاہدین پر بھوک پیاس اور بیماری کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور یہاں یزید داد عیش دیتے ہوئے ترنم کر رہا ہے کہ مجھے پرواہ نہیں ہے کہ کون بھوک پیاس میں مر رہا ہے اور کون دکھ درد کا شکار ہے۔ مجھے تو دیر مران کے مکلف فرش و فرش تھکے اور ان کے ساتھ ام کلثوم کی ہمبستری چاہیے۔ کہاں کا جہاد اور کہاں کے مجاہد؟ ظاہر ہے کہ جس کے عیش پرستانہ مشاغل ہوں اور مجاہدین ملت سے بے پرواہی کے یہ جذبات ہوں اس میں قلبی داعیہ سے جہاد کی آرزو اور جان سپاری کی تمنائیں کہاں سے آسکتی ہیں؟ اس لیے وہ اس غزوہ میں بطور سزا کے بھیجا گیا اور قہر درویش برجان درویش کے انداز سے اس سفر میں اس نے قدم اٹھائے۔ یعنی اس کے قدم اٹھوائے گئے۔ خود نہیں اٹھے اور وہ سزا اٹھوائے گئے۔ جن کو حضرت امیر معاویہؓ نے اس کو قسم دے کر اٹھوائے اور اُسے اٹھانے پڑے..... اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بشارت مغفرت کے عموم سے انجام کار باہر ہو جانے کے مقدمات ہی سے

نمایاں ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جس سے مغفور لہم کے عموم میں اس کے داخل ہونے کی حقیقت بھی کافی کھل جاتی ہے" ❶

حدیث "مغفور لہم" کے حقدار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں، یزید نہیں حامیان یزید کا اس حدیث کی روشنی میں یزید کو مغفور یا جنتی ثابت کرنا تو سراسر سفاہت ہے کیونکہ صحیح بخاری میں "اول جیش" کے الفاظ ہیں، اور اول جیش یعنی پہلا لشکر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں روانہ ہوا جب یزید کی عمر محض دس یا چھ سال تھی، یہ الفاظ اگر صادق آتے ہیں تو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی اور مغفور ہونے پر آتے ہیں، کیونکہ وہ ہی اس لشکر کے سپہ سالار تھے اور اس میں بھی کتنی بڑی حکمت پوشیدہ تھی۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جن دس اصحاب کا نام لے کر انہیں جنتی قرار دیا، ان "عشرہ مبشرہ" میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں ہے اور چونکہ اس صحابی رسول ﷺ پر اغیار کی زبان طعن نے زیادہ دراز ہونا تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے آپ وحی کی ڈھلی زبان سے اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے "مغفور" کی بشارت دے کر رخص و بدعت کی فکر قبیح کو پہلے ہی دفن کر دیا..... کیونکہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے، کہ اس پہلے لشکر کی کمان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی..... مولانا سید لعل شاہ بخاری باوجودیکہ یزید کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اعتدال پر نہ رہ سکے، بر ملا کہہ گئے۔

"از روئے تحقیق اس سے بہت پہلے ۳۲ھ میں (قسطنطنیہ پر حملہ) ہو چکا تھا اور اس لشکر کے امیر خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔" ❷

اس حدیث قسطنطنیہ کے اگر مصداق تھے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے، لیکن حامیان یزید کا یہ عجیب و غریب فلسفہ اور نظریہ ہے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تو دفاع نہیں کرتے اور یزید جیسے فاسق و بد بخت کی ترجمانی پر جملہ توانائیاں

❶ شہید کربلا اور یزید، ص ۸۶، ۱۸۵

❷ استخلاف یزید بجواب تحقیق مزید علی خلافت معاویہ و یزید، ص ۳۳۵

صرف کر رہے ہیں۔ کب معاویہ رضی اللہ عنہ کی آڑ میں زہر ہلاہل کی یہی شوگر کونڈ گولیاں ہیں جو سادہ لوح لوگوں کے حلق میں اتاری جاتی ہیں اور پھر کراچی کے مکتوب نگار بچگانہ سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ حدیث کسی ناصبی کی گھڑی ہوئی ہے؟ مغفور یزید کو بھلا "فتنہ" کہنا جائز ہے؟ کیا بارگاہ نبوی ﷺ کی پیش گوئی غلط تھی؟ وغیرہ وغیرہ۔

شارحین حدیث کیا فرماتے ہیں؟

صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۱۰ کا حاشیہ جو ورق کی عین پیشانی پر موجود ہے۔ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے..... مولانا احمد علی سہارنپوری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

وفى الفتح قال المهلب فى هذا الحديث منقبة لمعاوية لانه غزا البحر ومنقبة لولده لانه اول من غزا مدينة قيصر - وتعقبه ابن التين وابن المنير، بما حاصله انه لا يلزم من دخوله فى ذلك العموم ان لا تحزج بدليل خاص اذ لا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلك لم يدخل فى ذلك العموم اتفاقا فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم -

ترجمہ "فتح الباری میں ہے کہ مہلب کہتا ہے کہ اس حدیث میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے کیونکہ بحری لڑائی کا آغاز انہوں نے کیا، نیز ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے کیونکہ قیصر کے شہر پر اس نے چڑھائی کی..... لیکن اس استدلال پر علامہ ابن تین رضی اللہ عنہ اور ابن منیر رضی اللہ عنہ نے گرفت کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ یزید اس عمومی بشارت میں داخل ہی رہے۔ ہو سکتا ہے کسی خاص دلیل سے وہ اس عموم سے خارج ہو جائے۔ وہ اس لیے کہ

جملہ اہل علم متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا "مغفور لہم" فرمانا ایک شرط کے ساتھ شرط ہے۔ وہ یہ کہ مغفرت اسی کی ہوگی جو مغفرت کا استحقاق رکھتا ہوگا۔ مثلاً جہاد قطنیہ میں شرکت کرنے والوں میں سے اگر کوئی ایک بعد میں اسلام سے پھر جاتا ہے تو وہ مذکورہ حدیث کے عموم میں داخل نہ رہے گا۔ اس پر سب متفق ہیں لہذا معلوم ہوا کہ بشارت مغفرت اس کے لیے ہے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو اور اس شرط کا حامل ہو۔

قارئین کرام! بخاری شریف کے اس حاشیہ کی یہ عبارت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری سے نقل فرمائی ہے • ہم چونکہ حنفی ہیں اس لیے مہلب کی اس روایت پر وکیل احناف علامہ بدرالدین عینی کا تبصرہ نقل کیے بغیر آگے نہیں بڑھیں گے..... علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ پورے طعن کے ساتھ فرماتے ہیں:

قلت ای منقبۃ کانت لیزید و حالہ مشہور

"میں کہتا ہوں کہ اس میں یزید کی کوئی منقبت ہے؟ جب کہ اس کے کروت مشہور زمانہ ہیں"

فان قلت قال صلی اللہ علیہ وسلم فی حق ہذا الجیش
مغفور لہم۔

"پس اگر تو یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ نے تو اس لشکر کے حق میں مغفرت کی بشارت دی ہے۔ قلت (تو میں جواباً کہوں گا)

لا یلزم من دخوله فی ذالک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص۔

"کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی اور خاص دلیل سے خارج بھی نہیں ہو سکتا"

فتح الباری جلد نمبر ۶، ص ۷۶، کتاب الجہاد، باب ما قبل فی قتال الروم

اذلا يختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور
لهم مشروط

”کیونکہ اہل علم متفق ہیں کہ یہ فرمانِ نبوی ایک شرط سے مشروط ہے“

بان یكونوا من اهل المغفرة

”وہ یہ کہ مغفرت اسی کی ہوگی جو قابلِ مغفرت ہوگا“ ❶

مہلب نے بنو امیہ کی حمایت لی ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی لگی لپٹی کے فرمایا:

واستدل به المهلب على ثبوت خلافة يزيد ابن معاوية.....

واجيب بان هذا جار على طريق الحمية لبني امية ❷

ترجمہ: ”مہلب نے اس حدیث سے خلافتِ یزید ثابت کی ہے اور جواب اس کا

یہ دیا گیا ہے کہ اُس نے محض بنو امیہ کی چالوسی کے لیے ایسا کیا ہے“

ان معروضات کے بعد اگر کوئی ”مغفور لہم“ سے ولایتِ یزید ثابت کرتا ہے تو وہ محض

ضد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر ہے۔ شارحین حدیث میں سے کوئی ایک شارح حنفی ہو یا حنبلی،

مالکی ہو یا شافعی، یا ہمارے وطن میں کوئی دیوبندی، بریلوی یا اہل حدیث ایسا ہو، جس نے

اس حدیث کے تحت یزید بے دید کو صالح ثابت کیا ہو، کم از کم ہماری نظر ناقص سے نہیں

گذرا۔ بلکہ پاکستانی علماء تو یزید کے ساتھ ”پلید“ کا اضافہ بھی کر دیتے ہیں۔ مولانا قاضی

محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ (مصنف کتاب رحمۃ اللعالمین) جو وقتِ وفات بھی جماعت

اہل حدیث پنجاب کے صدر تھے اور آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسز کی صدارت بھی کرتے

رہے۔ رقمطراز ہیں:

❶ عمدة القاری، جلد نمبر ۱۳، صفحہ ۲۷۸، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ

❷ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد ۵، ص ۱۰۴، طبع بیروت

”فتح مکہ کے دن (پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۵۸ھ) نبی ﷺ نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

خذھا خالدۃ تابدۃ لابنز عھما یا ابی طلحۃ منکم الا ظالم
”لو یہ کنجی سنبال لو، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا، مگر وہی جو ظالم ہوگا“

اس کے بعد چھ سطریں چھوڑ کر قطر از ہیں:

مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے، اُن سے یہ کلید (یعنی چابی) چھین لی تھی اُس کے بعد پھر یہ ۱۳۳۳ سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی ①

افسوس کہ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے ظالم قرار پایا، جس کی گردن پر خاندان نبوت کا مقدس خون ہے، جس نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے رشک فردوس جگہ کی بے حرمتی کی اور سیر و سیاحت کے چسکے میں مگن ہو کر اپنے عظیم والد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے محروم رہا۔ آج ایک حدیث نبوی ﷺ کا غلط مفہوم کشید کر کے اور اسلاف امت سے بیزار ہو کر اس کو جنتی، عادل، صالح اور نہ جانے کیا کیا ثابت کیا جا رہا ہے..... اس لیے ہم مکتوب نگار دوست اور دیگر حضرات سے استدعا کریں گے کہ وہ یزیدی ٹولہ کے چکھے میں نہ آئیں، ہم نے بے شمار یزیدیوں کو خارجیت کی گود میں کھیلتے دیکھا ہے..... اور خارجیوں کے متعلق حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رضی اللہ عنہ کا ایک قول فکری سفر میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے کہ:

”خوارج سے شیعہ کچھ دو انگشت زیادہ ہی ہوں گے، پراتنا ہے کہ شیعہ سنوار کر چھان بچھوڑ کر عیب لگاتے ہیں اور خوارج اناڑیوں کی طرح بے سوچے سمجھے گنوار کا سالٹھ مار بیٹھتے ہیں ②

① رمتہ اللعالمین، جلد ۳، ص ۱۷۱

② حدیث الشیعہ، صفحہ نمبر ۱۶۱

بہر حال یزید کے فسق پر علماءِ امت کا اجماع ہے۔ ہم ایک بار پھر مولانا قاری طیبؒ کا جملہ پیش کریں گے کہ "اختلاف ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں۔" بلکہ غلام حسین نجفی آنجنابی بھی ہمارے اکابر کی تصریحات پڑھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ:

"پس یزید کا فاسق و فاجر ہونا اہل سنت علماء کا اجماعی مسئلہ ہے" ❶

نظر یہ اہل سنت پیش کرتے ہوئے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ:

(۱)..... حدیث قسطنطنیہ کا مصداق یزید بن معاویہ قطعاً نہیں ہے۔

(۲)..... اول جیش کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ حکم خاص ہے صرف پہلے حملہ

آورد ہونے والے لشکر کے لئے۔ اور اس پہلے لشکر میں یزید نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت وہ صرف چھ یا دس سال کا تھا اور یہ حضرت عثمان غنیؓ کا دور خلافت تھا۔

(۳)..... اس پہلے لشکر کی قیادت حضرت معاویہؓ نے کی تھی۔ اس لئے اس حدیث کا

مصداق حضرت معاویہؓ ہیں یا اُن کو روانہ کرنے والے خلافتِ راشدہ کے تیسرے تاجدار سیدنا عثمان غنیؓ!

(۴)..... شارحین حدیث میں سے کسی ایک نے بھی اس حدیث کے تحت یزید کی

منقبت نہیں کی۔ صرف مہلب کا ایک قول ملتا ہے اور اس کی بھی محدثین نے سخت انداز میں

تردید کی (جیسا کہ گذشتہ سطور میں حوالہ جات دیئے گئے ہیں)

ماہ نامہ "محدث" لاہور بابت جنوری ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر عبداللہ دامانوی کا ایک مضمون

بلعنوان "کیا یزید فوج مغفور لہم کا سپہ سالار تھا؟" شائع ہوا۔ اس میں فاضل مضمون نگار نے

یزید کے متعلق اہل سنت والجماعت کا نظریہ پیش کیا اور انہوں نے بھی یہی ثابت کیا کہ

مذکورہ حدیث کی روشنی میں یزید قطعاً صالح، عادل یا جنتی قرار نہیں پاتا۔ چنانچہ "محدث"

❶ شہید کربلا اور یزید، ص ۱۳۰

❷ کردار یزید، ص ۱۰۴، مطبوعہ جملہ السنکٹر، H بلاک ماڈل ٹاؤن، لاہور

بابت اپریل کے شمارہ میں مولانا عبدالولی حقانی نام کے ایک صاحب نے اس مضمون کا
 ناقدانہ قلم اٹھایا۔ اور وہی تھسی پنی باتیں لکھیں جن پر ہم بھی پہلے تفصیلی بحث کر آئے ہیں۔
 ہماری اس بات سے بعض حامیان یزید کافی سخ پاہوتے ہیں کہ ”یزید سیر و سیاحت کے
 چسکے میں گمن ہو کر اپنے عظیم والد حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھنے تک سے محروم رہا“
 چنانچہ یہاں تک بڑا لگا دی گئی کہ حضرت معاویہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی ہی یزید نے تھی
 غصہ، اشتعال اور ہٹ دھرمی کا تو کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ ہم نے یہ بات محض ظن و تخمین
 کے طور پر نہیں جزم و یقین کی بنیاد پر لکھی تھی۔ اس لئے کہ جہاں تک یزید کا شکار اور سیاحت
 میں حد سے زیادہ دلچسپی کا تعلق ہے وہ تو امام ناصیت محمود احمد عباسی صاحب بھی مان گئے
 کہ ”امیر یزید بڑے شکاری اور زبردست شہسوار تھے“ ❶

باقی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟ اور اس وقت یزید کہاں تھا؟ یہ بھی عباسی صاحب
 کے بھتیجے پروفیسر علی احمد عباسی سے پوچھ لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

”سیدنا ضحاکؓ نے (حضرت معاویہؓ) کی نماز (جنازہ) پڑھائی اور یزید کو واقعہ
 ہائلہ کی اطلاع بھیج دی..... امیر یزید اس وقت دمشق میں موجود نہیں تھے ❷

یہ پیش نظر رہے کہ فسق یزید کی وجہ محض واقعہ کر بلا نہیں ہے۔ اس واقعے سے پہلے بھی
 اس کے اعمال صالحین والے نہیں تھے اور اس واقعے کے بعد بھی اس نے شرمناک اور
 ہیبت ناک کارنامے سرانجام دیئے۔ مثلاً واقعہ حرہ، جو ۶۳ھ میں پیش آیا، جس میں یزیدی
 لشکر نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے رشک فردوس خطہ کے تقدس کو پامال کیا۔ ہاں یہ ضرور
 ہے کہ واقعہ کر بلا نے یزید کے چہرے پر مزید کالک ملی ہے۔ ایک طرف حق بصورت حسینؑ
 تھا اور دوسری جانب باطل بصورت یزید۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ شیعہ مذہب کے شعار
 ”تقیہ“ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”حضرت امام حسین سید الشہداء کی جان نازنین

❶ تحقیق مزید ص ۲۲۸

❷ حضرت معاویہؓ کی سیاسی زندگی ص ۳۰۷

پر جو کچھ گزرا وہ سب جانتے ہیں۔ باعث اس کا فلاح کوئی تھا، ورنہ بڑی کلمہ کہہ دیتے تو جان کی جان بچتی اور الٹی مال و دولت اور اعزاز و اکرام ہوتا۔^①

ضروری توضیح:

اس اقتباس میں مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حضرت سیدنا حسینؑ کے لئے "امام" اور "سید الشہداء" کے الفاظ استعمال کیے۔ آج کل بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت حسینؑ کے لئے "امام" کی اصطلاح شیعہ مذہب کی ایجاد ہے۔ یہ خواہناہ نئی نسل کی سوچ میں زہر گھولنے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ شیعہ تصور سے ہٹ کر اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے کئی ایک مقامات پر حضرات حسینؑ کے لئے "الامامین الہمامین" استعمال فرمایا ہے۔ نیز آئمہ اربعہ کے اسماء کیساتھ لفظ "امام" زبان زد عام ہے۔ مولانا مرغوب احمد لاچپوری سورجی لکھتے ہیں۔

"یہ واقعہ ہے کہ حسینؑ کی دینی پیشوائی اور ان کے کارناموں اور خصوصی مقام اور امتیازی اوصاف کمال کو اگر مختصر لفظوں میں بیان کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ ان کی مبارک زندگیاں "لَمَّا صَبَرُوا" اور "كَمَا نُوَا بَايَاتِنَا يُوقِنُونَ" کی عملی تفسیریں تھیں اور اس اعتبار سے ان دونوں جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ کیلئے لفظ "امام" کا اطلاق جتنا موزوں نظر آتا ہے، اہل علم اسے بخوبی دیکھ سکتے ہیں"^②

اکابرین کی کتب جلیلہ میں اس کا استعمال اور پھر شیعہ مذہب کے "تصور ابامت" کی تردید اور نظریہ اہل سنت کی توضیح و ترویج کے بعد قطعاً اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن وہ سانپ ہی کیا جوز ہر کا پھپھولا دوبارہ اپنے منہ میں پیدا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ چنانچہ حکیم محمود احمد صاحب ظفر لکھتے ہیں:

① ہدیۃ الشیعہ ص ۱۷۳

② سفیۃ الخیرات فی ذکر مناقب السادات صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ دار المسافرین دیوبند

”سیدنا حسنؑ اور سیدنا حسینؑ کے لیے امام بطور سابقہ اور علیہ السلام بطور لاحقہ کے شیعہ ازم کا ایسا پروپیگنڈا ہے جس سے بڑے بڑے آئمہ اہل سنت غیر شعوری طور پر متاثر نظر آتے ہیں۔“^①

اس کے جواب میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ (خلیفہ مجاز حضرت مدنیؒ) نے لکھا ہے۔

”اہل سنت کے بڑے بڑے آئمہ جس بات کو نہیں سمجھ سکے وہ حکیم صاحب کی فہم ناقص میں بات کیسے آگئی؟ پھر تو حکیم صاحب امام الائمہ ہوئے۔ کیا حکیم صاحب نہیں جانتے کہ امام کا معنی پیشوا کے ہیں۔ جو جس درجے میں بھی دین کا پیشوا ہو۔ اس کو اسی درجہ کا امام (پیشوا) مانا جاتا ہے۔ نماز باجماعت پڑھانے والے کو بھی امام کہتے ہیں۔ اہل سنت کے چاروں مجتہدین کے نام کے ساتھ امام کا سابقہ ہی مشہور ہے۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام غزالیؒ اور امام رازیؒ بھی عام طور پر مستعمل ہے۔ اگر ان حضرات کے ناموں کے ساتھ لفظ امام شیعوں کے عقیدہ امامت پر دلالت نہیں کرتا تو حضرت حسنؑ و حسینؑ کے ناموں کے ساتھ لفظ امام بمعنی پیشوا استعمال کرتے ہیں تو اس سے شیعوں کا عقیدہ امامت مراد لینا کیونکر ضروری ہو جاتا ہے؟“^②

اور ”علیہ السلام“ کے لاحقے پر اعتراض کرنا بھی حکیم صاحب کا مجذوبانہ وادبلا ہے اس پر تفصیلی گفتگو اگر خلیط بحث کے زمرہ میں نہ جاتی تو ہم ضرور کرتے۔ اس لئے اس کا جواب اتنا کافی ہے کہ معترض حکیم صاحب نے خود اپنی کتاب میں حضرت عائشہؓ کو ”سلام اللہ علیہا“ لکھا ہے۔“^③

① خلافت راشدہ جنتری ص ۶۱

② ماہ نامہ حق چار یاڑ ہایت جون ۱۹۹۱ء

③ سیدنا معاذؓ کی شخصیت اور کردار جلد ۱ ص ۲۲۹

یزید کے نام پر "ترحم" کی علامت

حامیانِ یزید کو حضرت حسینؑ کے نام کے ساتھ "امام" لکھنے پر تو اعتراض ہے لیکن یزید کے نام پر علامتِ ترحم "رح" بڑی بیباکی کے ساتھ لکھتے ہیں۔ مولوی عظیم الدین صدیقی نے اپنی کتاب "سیدنا یزید رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے لکھی اور پوری کتاب میں حضرت حسینؑ کے نام پر "رضی اللہ عنہ" لکھنا گوارا نہ کیا۔ اسی طرح قاضی طاہر علی الہاشمی نے اپنی کتاب "شیعیت، تاریخ و افکار" میں جا بجا یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے۔ ماہنامہ "الاحرار" ملتان بابت جنوری ۲۰۱۰ء میں مدیر کا مضمون بعنوان "تاریخ اسلام میں دہشت گردی کے المناک حادثات" شائع ہوا۔ اس میں بھی یزید کو امیر المؤمنین اور "رح" لکھا گیا۔ اور دلیری کا یہ عالم ہے کہ مدیر صاحب نے یہ مضمون "ابو شراحیل" کی کنیت سے لکھا، ہم حامیانِ یزید کو چیلنج کرتے ہیں کہ چودہ صدیوں میں کسی حنفی، حنبلی، مالکی، شافعی محدث، مفسر یا مورخ نے یزید کے نام پر علامتِ ترحم ڈالی ہو تو پیش کریں؟ آزمائے جس کا جی چاہے۔

جبکہ ہم درجنوں ایسے حوالہ جات دکھا سکتے ہیں جن میں اکابرینِ امت نے غیر انبیاء کے اسماء پر "علیہ السلام" اور "امام" کی اصطلاحیں لکھی ہیں۔ اس بیوست مآب مخلوق کا تحقیقی نسب محمود عباسی پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن چودہ صدیوں کے محققین اسلاف جن کی پشت پر کھڑے ہیں، ان کو یہ قہر آلود ننگا ہوں سے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ فی اللعجب اور جن حضرات نے حضرت امام حسینؑ کے نام کے ساتھ "سید الشہداء" لکھا ہے۔ انہوں نے حضرت حمزہؑ کی سیادت کا انکار نہیں کیا۔ حضرت امام حسینؑ شہداء کر بلا کے سید یعنی سردار ہیں۔

الفاظ کے بیچوں میں الجھتے نہیں دانا

پاک منزل کے متلاشی پاک راستوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ ناپاک راستوں سے
خبر کی منزلیں کہاں ملتی ہیں؟ حضرت معاویہؓ کے مقامِ صحابیت کو سمجھنے کے لئے قرآن،

حدیث، اور افکار اہل سنت کا راستہ اختیار کیجیے۔ یزید کا نہیں۔ یزید کی محبت میں مغلوب ہو کر حضرت معاویہ کا دفاع کرنا کنعان کی تعریف میں رطب اللسان ہو کر حضرت نوح کی نبوت ثابت کرنے کے مترادف ہے۔

ماہ نامہ حق چار یاڑ کے گذشتہ شمارہ میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی وفات کے حوالے سے مضمون شائع ہوا۔ جس میں باحوالہ موقف اختیار کیا گیا تھا کہ مودودی صاحب کی جن عبارات پر اہل حق نے اُن سے اختلاف کیا، ڈاکٹر صاحب نے بھی ان عبارات کے خلاف وقتاً فوقتاً آواز بذر یہ تحریر یا تقریر بلند کی۔ بعض احباب شکوہ کناں ہوئے کہ ایک طرف تو ”یزیدی فتنہ“ پر قلم اٹھایا جا رہا ہے اور دوسری جانب ڈاکٹر اسرار احمد پر مضمون لکھا گیا، جبکہ وہ بھی حامی یزید تھے۔ سو پہلے ہم اس پر مختصر سی بحث کریں گے۔

ہمارے مضمون سے اگر کوئی یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ ہم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی شخصیت سے کبھی طور پر متاثر اور ان کی فکر کے سو فیصد متفق ہیں تو یہ خیال بالکل باطل اور زعم عاقل ہے۔ ہمارا مقصد فقط یہ تھا کہ جماعت اسلامی کی جانب سے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا جا رہا ہے۔ مثلاً ماہ نامہ ترجمان القرآن بابت مئی ۲۰۱۰ء میں پروفیسر خورشید احمد صاحب کا مضمون بعنوان ”اسرار بھائی“ اور ماہ نامہ اردو ڈائجسٹ لاہور میں الطاف حسن قریشی کا مضمون بعنوان ”ڈاکٹر اسرار احمد کی شخصیت کا اعجاز“ شائع ہوئے۔ ان مضامین میں ڈاکٹر اسرار احمد کو مودودی صاحب کی زلفوں کا اسیر ثابت کیا گیا ہے۔ ہمارا دعویٰ یہ تھا کہ فکری و نظریاتی اور مذہبی و جذباتی اعتبار سے وہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ الاسلام

① تکفیر شیعہ کے حوالے سے مصنف کتاب کی ایک باضابطہ مجلس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ساتھ ان کے دفتر میں ہوئی تھی اور اس حوالے سے مصنف کا ایک خط بھی ڈاکٹر صاحب نے اپنے ماہ نامہ ”مباحث“ اگست ۲۰۰۸ء میں شائع کیا تھا۔ اسی تعلق کے حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمد کی وفات کے بعد مصنف کا نہایت معلوماتی مضمون ماہ نامہ حق چار یاڑ میں شائع ہوا تھا (محمد عثمان حسن)

حضرت مدنیؒ، مولانا محمد الیاسؒ، اور دیگر علماء اہل سنت دیوبند کے فیوض و کمالات کے مودودی صاحب سے زیادہ معترف تھے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مولانا مودودی کے ساتھ ان کے سابقہ تعلقات کو تو اجاگر کیا جا رہا ہے مگر اختلاف کی بابت حقائق سامنے نہیں لائے جاتے؟ اس لیے علماء دیوبند کی تائید میں اور مولانا مودودی کی عبارات کی تردید میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کتب سے اقتباس قوم کے سامنے رکھے گئے تھے۔ نیز بنظر عمیق جن احباب نے مضمون پڑھا وہ بخوبی جانتے ہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟

جہاں تک تعلق ہے ان کے حامی یزید ہونے کا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ دیگر بلا اجرت یزیدی وکلاء کی طرح نہ تو یزید کی بڑھ چڑھ کر حمایت کرتے تھے اور نہ ہی اجماعی نظریہ اہل سنت کے مطابق یزید کو کہیں قاسق لکھا ہے۔ حامیان یزید حضرت معاویہؓ کی حکومت کو بھی دور خلفاء راشدین میں شمار کرتے ہیں، جبکہ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

”حضرت امیر معاویہؓ کے عہد حکومت کو اہل سنت دور خلافت راشدہ میں

شامل نہیں کرتے۔ حضرت معاویہؓ صحابی اور کاتب وحی ہیں۔ کسی بدعتی کو

ہم ان کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے اور صحیح ہے کہ

ان کا وہ مقام اور مرتبہ کبھی کسی نے نہیں سمجھا، جو حضرت علیؓ کا ہے“^①

حامیان یزید حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؓ کو طالب اقتدار قرار دیتے ہیں اور مدینہ سے کر بلا، کر بلا سے سفر شہادت کو ہوس حکومت پر محمول کر کے صحابی رسول ﷺ کی شان میں تنقیص کرتے ہیں، محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، غزیر احمد صدیقی، ابو یزید محمد دین بٹ، حسن الدین سہروردی اور دیگر یزیدی وکلاء کی کتب اس پر شاہد ہیں..... نیز نذیر احمد شاہ کی کتاب ”شائل علی المرتضیٰ“ تو نہایت مکروہ انداز تحریر اور تلیسیات پر مشتمل ہے..... مگر ڈاکٹر اسرار احمد کا نظریہ یہ ہے کہ

”میں ذاتی طور پر اس بات سے کھلم کھلا اور سرعام اعلان برأت کرتا ہوں۔ اگر

کسی کو یہ شک و شبہ یا غلط فہمی ہو کہ معاذ اللہ میری رائے ہے کہ حضرت حسینؑ کے اس اقدام میں کوئی نفسانیت یا کوئی ذاتی غرض تھی تو میں اس سے بالکل بری ہوں۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ ❶

ہمارا مقصد ڈاکٹر صاحب یا کسی بھی شخصیت کا دفاع ہرگز نہیں، وہ وہاں پہنچ گئے ہیں، جہاں فقط پاکیزہ خیالات اور اعمال صالحہ کام آتے ہیں..... تشکیک میں پڑے ہوئے بعض دوستوں کے لیے یہ وضاحتی سطور لکھی گئی ہیں۔ ہمیشہ نظریات کا تحفظ کیا جاتا ہے، شخصیات کا نہیں، شخصیات آتی جاتی رہتی ہیں، جبکہ نظریات وہیں کے وہیں رہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی کی سوچ یا اپروچ مسلمہ عقائد و نظریات سے متصادم ہو تو اس کی سوچ کو بدلنے کی کوشش کی جائے گی، نظر یہ نہیں بدلتا..... صحیح عقائد و نظریات کو قرآن و سنت کا سایہ نصیب ہوتا ہے۔ اور جس طرح کتاب و سنت کو دوام حاصل ہے، صحیح خیالات کو دوام حاصل ہے۔

صدیوں فلاسفہ کی چٹاں و پتھیں رہی

لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے زیر ادارت ماہ نامہ ”میشاق“ بابت جون ۲۰۰۸ء میں

شائع ہونے والے ایک مضمون کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

”حضرت امیر معاویہؓ کے جانشین ان کے بیٹے یزید بن معاویہؓ کو

صحابہ کرامؓ کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے عہد حکومت میں امام

حسینؓ اور ان کے خانوادے کی شہادت، مدینہ الرسول ﷺ کی پامالی اور

حرم محترم کی بے حرمتی ہوئی۔ جس کی وجہ سے عالم اسلام میں بنو امیہ کے خلاف

نفرت و حقارت کے جذبات پرورش پانے لگے“

ہاں! جو لوگ مسئلہ یزید میں توقف اختیار کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ جب

حضرت حسینؓ اور یزید کا تقابل ہو، تو پھر دونوں کی شرعی پوزیشن واضح کر دیں۔ اس

وقت منصب صحابیت کا دفاع اور فسق یزید کا پرچار کیا جائے گا۔ حادثہ کو بلا بیان کرتے

ہوئے جو مسئلہ یزید پر توقف اختیار کرتا ہے تو جان لیجیے کہ یا تو وہ توقف کے مفہوم اور مراد سے ناواقف ہے یا پھر اپنے نہاں خانہ ضمیر میں یزید کے لیے نرمی رکھتا ہے۔ تاہم مرض کی نوعیت کے مطابق علاج کیا جاتا ہے۔ سب کے لیے ایک ہی لب و لہجہ رکھنا اور سب کو ایک ہی لاشی سے ہانکنا چاہا ہے کا کام ہوتا ہے، صاحب علم کا نہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور یزید پر رحم

گذشتہ بحث میں ہم نے لکھا ہے کہ یزیدی لوگ یزید کے نام پر علامتِ رحم ”رح“ ڈالتے ہیں۔ حالانکہ متقدمین اسلاف میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ ایک صاحب مطالعہ عالم دین نے کہا کہ میں نے حافظ ابن حجرؒ کی کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یزید پر رحم کرتے تھے۔ سو اس کی توضیح ملاحظہ ہو۔ حافظ ابن حجرؒ نے ابن شوذب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں، میں نے ابراہیم بن ابوعبید سے سنا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ یزید پر رحمت کی دعا کرتے تھے۔ علامہ ابن حجرؒ کے الفاظ یہ ہیں کہ

”عمر بن عبدالعزیز یترحم علی یزید بن معاویہ“ ①

زمانہ حال کے یزیدی جو یزید پر رحم کرتے ہیں تو وہ حبِ یزید سے مغلوب ہو کر کرتے ہیں۔ جیسا کہ عرف عام میں ”رحمت“ اولیاء اللہ کے اسماء پر لکھا جاتا ہے۔ یزیدی بھی اپنے ممدوح کو چونکہ ولی اور تابعی سمجھتے ہیں۔ اس لیے یزید پر رحم کرتے ہیں..... لیکن یاد رہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے تو اس لیے دعائے مغفرت کی تھی کہ فاسق و فاجر اور بد قماش و شیر باز کے لیے مغفرت کی دعا کرنا شریعت میں ممنوع نہیں ہے۔ اگر یزیدی نولہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس عمل کو اپنی تائید میں پیش کرتا ہے تو پہلے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی پوری عبارت بھی پڑھ لے۔ آگے یہ الفاظ ہیں:

① لسان المیزان جلد نمبر ۶، ص ۲۹۳

"فلذکر رجل یزید بن معاویة فقال امیر المؤمنین یزید فقال
 له عمر نقول امیر المؤمنین؟ و امر به فضر به عشرين سوطاء
 ترجمہ: "ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے رو برو یزید کا تذکرہ
 کرتے ہوئے اسے امیر المؤمنین کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا
 تو یزید کو امیر المؤمنین کہتا ہے؟ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس (محب
 یزید) کو بیس کوڑے لگائے گئے"

آج یزید کو "امیر المؤمنین" کہنے والے کیا بیس کوڑے کھانے کے لیے تیار
 ہیں؟ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صداقت کا علم لہرا کر کلمہ حق کہتے ہوئے اپنے پورے
 خاندان کو راہ خدا میں کٹوا کر عظمت کے مینار کھڑے کر سکتے ہیں، تو آپ یزید
 کے لیے کوڑے بھی نہیں کھا سکتے؟ پھر یہ ظمطراقی اور طنطنسی کس کھاتے میں ہے کہ
 کتابوں کی کتابیں یزید کے دفاع میں سیاہ کر دی جاتی ہیں۔ اہل بیت
 رسول ﷺ کی شان میں غیر مؤدبانہ جملے کہے جاتے ہیں..... خدا لگتی بات یہ ہے
 کہ اصحاب رسول ﷺ کے مقابلہ میں فساق و فجار کی حمایت کرنے والوں کے
 باطن اندھیروں کا مسکن بن جاتے ہیں۔ انہیں روشنی سے چڑھو جاتی ہے۔ فہم و
 ادراک کی کوئی رمق ان میں باقی نہیں رہتی اور بالآخر اسی ضد اور عناد کی وجہ سے
 وہ "مطبوع القلب" قرار پاتے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رضی اللہ عنہ کی اس عبارت پر غور کریں۔ آپ لکھتے ہیں:
 "حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے یزید کو احتراماً امیر المؤمنین کہنے پر کوڑے
 بھی لگوائے تھے۔ کیونکہ شرعاً فسق کی تعظیم جائز نہیں اور ساتھ ہی بحیثیت
 مسلمان کے آپ نے یزید کے لیے مغفرت کی دعاء بھی کر لی تھی۔ کیونکہ
 مغفرت کی دعا کرنا کافر کے لیے (جس کی موت کفر پر واقع ہوئی ہو) ناجائز
 اور فسق کے لیے جائز ہے" ❶

محدود فکری صلاحیتوں کو لامحدود کرنے اور بیمار سوچ کا علاج ضروری ہے۔ پھر سنج
مانیت میں بیٹھ کر گریبان میں جھانکیے کہ حالات کا جریان اور قانون خداوندی کا سر بیان
شہداء کربلا کے ساتھ ہے یا یزید کے ساتھ؟

اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اہل تشیع کی جانب سے اصحاب
رسول ﷺ کے خلاف مسلسل طعن و تشنیع کی وجہ سے بعض اہل سنت کہلوانے والے بھی
بدک گئے..... اور خصوصاً سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے وہ غیر ذمہ داری
کا مظاہرہ کر گئے۔ ان میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سرفہرست ہیں، جن کی کتاب
”خلافت و ملوکیت“ ایک عرصہ تک موضوع بحث رہی۔ سید لعل شاہ بخاری مرحوم بھی
اعتدال پر نہ رہ سکے۔ ان سے پہلے مشہور انقلابی لیڈر اور ادیب شورش کاشمیری مرحوم بھی
کلیجہ فکا ر قسم کی عبارتیں اپنی کتاب میں لکھ گئے مثلاً ”ابوسفیان اور اس کی اولاد نے رسول
اللہ ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے لیکن اپنا قرض کربلا میں چکا لیا“

اس عبارت سے مخالفین جو مفہوم کشید کر سکتے ہیں، وہ ظاہر ہے۔ ہم پہلے بھی اس
الیہ کار و نار و چکے ہیں کہ فی زمانہ بے اعتدالی کے طوفان نے وہ اودھم مچایا کہ ایک قوم کی
قوم صحراؤں کا بگولہ بن کے رہ گئی ہے..... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت
علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کی توہین، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفاع میں حضرت معاویہ کے
بے ادبی ایک معمول سا بن گیا ہے۔ مجاہد یزید داہے، درے، قدے، نخنے اس مہم
میں شریک ہیں..... اور بڑی دل آزار قسم کی تحریریں دیکھنے میں آرہی ہیں مرا ہوا گھوڑا
چھانٹوں سے زندہ نہیں ہوتا مگر مرا ہوا فتنہ کبھی نہ کبھی کسی دوسری شکل میں نمودار ہو ہی
جاتا ہے۔

محمود احمد عباسی کی کتاب جس کے ہاتھ چڑھ جاتی ہے۔ وہ اسی کی خود ساختہ
تحقیق کے منہ پر کوئی نیا غازہ مل کر اور سرخی پاؤڈر لگا کر پیش کر دیتا ہے اور نئی نسل کے

اذہان پھر سے مشوش ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ حال ہی میں ایک کتاب "تاریخ نوامیس" کے نام سے آئی ہے، جس کے مؤلف ڈاکٹر سعود الحسن خان روہیلہ ہیں۔ ساری کی ساری کتاب محمود احمد عباسی کی تحقیق ائینق کی بنیاد پر لکھی گئی۔ بلکہ یوں کہیں کہ ان کی کتب ہی کا چہ بہ سرقہ ہے۔ دسواں باب امیر یزید کا ذاتی کردار (از محمود احمد عباسی) کے عنوان سے ہے۔ جس میں یزید کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ جگہ جگہ یزید کو "دین" لکھا گیا ہے..... حامیان یزید ضد اور عناد کو اپنا منشور بنا چکے ہیں..... ابو یزید کو دین بٹ نے جب کتاب "خلافت رشید ابن رشید" لکھی تھی تو ایک یزیدی نے اس کی تائید میں یہاں تک لکھ دیا تھا۔

"مجھے اپنے والد کے متعلق تو اتنا یقین نہیں کہ وہ ضرور بہشتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق میرا ایمان ہے کہ وہ ضرور جنتی ہیں" ❶

ایک یزیدی کی حضرت حسنؑ کی شان میں توہین

این ایم کیو صاحب لاہور ہائی کورٹ کے وکیل ہیں ❷ انہوں نے اپنے ایک مضمون میں یزید کے جو قصیدے پڑھے۔ فی الوقت ہم ان پر تبصرہ نہیں کرتے لیکن حضرت حسنؑ کی شان میں ان کی توہین کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

"امام عالی مقام حضرت حسن بن علیؑ معاویہؓ کے ہونے سے پہلے ابوسفیانؑ کے حق میں دستبردار ہو گئے، امام عالی مقام نے ایسا کیوں کیا؟ کیا خلافت ان کی خاندانی جاگیر تھی کہ جسے چاہتے بخش دیتے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے زمینی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے یہ سمجھا کہ اس بھاری پتھر کو اٹھانا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ امت مسلمہ کی بہت بڑی تعداد پہلے ہی حضرت معاویہؓ پر اعتماد کر چکی تھی اور مملکت کا زیادہ

❶ خلافت رشید ابن رشید، ص ۳۴

❷ اب ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

رقبہ ان کے زیر انتظام تھا۔ پھر بھی حضرت معاویہؓ کے حق میں دستبرداری امام عالی مقام نے مفت میں نہیں کی تھی۔ اس کے بدلہ میں انہوں نے کافی مال لیا تھا۔ اس کی تفصیل سے صرف نظر کرتا ہوں اور مال کی ان کو ضرورت بھی تھی کیونکہ امام عالی مقام کو ہر روز ایک نئی دلہن درکار تھی“ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

قارئین کرام! متاع ایمان کو مٹھی میں تھام کر ذرا ان جملوں پر غور کریں۔ اصحاب رسول ﷺ کے خلاف زوافض و خوارج اور نواصب کے تقابل نے حالات کہاں تک پہنچا دیئے؟

حضرت معاویہؓ کے نادان حامی..... ایک بصیرت افروز جملہ سیدی مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے یہ جملہ ایسے ہی لوگوں کے لیے فرمایا تھا۔ مندرجہ بالا اقتباس کے آخری جملہ پر آپ غور فرمائیں کہ بیک وقت اور بیک جنبش قلم حضرت معاویہؓ اور حضرت حسنؓ دونوں کی توہین کی گئی ہے کیونکہ ان صاحب نے لکھا ہے کہ ”حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں دستبرداری کے عوض کافی مال لیا تھا“..... گویا کہ حضرت امیر معاویہؓ نے مال دے کر خلافت خریدی اور اس کا استحقاق نہیں رکھتے تھے۔ اب بتائیے یہ حضرت معاویہؓ کا دفاع کیا جا رہا ہے؟ پھر تعجب ہے کہ یہی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کا دین ہمیں تین واسطوں سے ملا ہے۔ پہلا واسطہ جبریل امین ہیں۔ دوسرا واسطہ نبی اکرم ﷺ ہیں اور تیسرا واسطہ صحابہ کرامؓ ہیں..... ہمارے مہربانوں کے لیے پہلے دو واسطوں کو مجروح کرنا تو ممکن نہیں تھا۔ اس لیے انہوں نے تمام زور تیسرے واسطہ یعنی صحابہ کرامؓ کو مجروح کرنے پر صرف کر دیا۔“

مزید لکھتے ہیں:

”صحابہ کرامؓ کا دفاع ہمارے ایمان کا تقاضا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ جیسے لوگ اس زمین کے اوپر اور اس آسمان کے نیچے نہ اس سے قبل کبھی پیدا ہوئے اور نہ آئندہ کبھی ہوں گے۔“

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شرف صحابیت کا تو آپ کو پورا پورا علم ہے۔ اور آپ پورے یقین سے اس کو تحریر کر رہے ہیں تو کیا حضرت حسنؑ کے متعلق لکھا گیا انتہائی نازیبا جملہ اور حضرت معاویہؓ کو مال دے کر خلافت لینے والا قرار دینا یہ اصحاب رسولؐ کی شان میں گستاخی نہیں؟ کیا حضرت معاویہؓ حکومت کے حریص تھے؟ اور کیا حضرت حسنؑ اسی کردار کے مالک تھے، جو یہ صاحب پیش کر رہے ہیں؟ اناللہ

وانا الیہ راجعون

ہرگز نہیں! اصحاب رسولؐ میں سے کوئی بھی دنیاوی اقتدار و تمکنت کا متمنی نہ تھا۔ یہ سب محبت یزید کے شاخسانے ہیں۔ ان صاحبان کی سیاہ بختی اور کم بختی کا اندازہ لگائیں کہ یہ یزید کو صالح ثابت کرنے کے لیے اس کے عظیم والد گرامی کی گستاخی کر رہے ہیں اور جس کردار کا یزید مالک تھا، وہ کردار نواسہ رسولؐ کا پیش کر کے اپنے اور اپنے ممدوح یزید کے منہ سے کالک دھونے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ صحابہؓ کے چہروں سے اترتا اور پکھلتا نور دیکھ کر سورج کی کرنیں شرمندہ ہو جاتی ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کے اُچلے کردار اور بے داغ ماضی پر حال و استقبال رشک کرتے ہیں۔ کسی بھی محبت یزید کا محبت صحابہؓ ہونے کا دعویٰ کرنا زانفریب ہے اور بس!.....

ڈاکٹر طحسین کی اثر خانی

راوا اعتدال سے ہٹے ہوئے ایک اور مصری محقق ڈاکٹر طحسین بھی ہیں۔ آنکھوں سے نہیں دیکھتا تھے..... اور حضرت معاویہؓ کے بعض سے لبریز تھے۔ گویا بصارت اور

بصیرت دونوں سے محروم تھے۔ موصوف کی بیوی عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی۔ انہوں نے حضرت علیؑ کی حمایت کا لیبل لگا کر جو کچھ حضرت معاویہؓ کے خلاف لکھا۔ افسوس پاکستان کے نادان یزیدی نے وہی جملہ حضرت معاویہؓ پر ثبت کر دیا۔ ڈاکٹر طاہر حسین لکھتے ہیں:

”حضرت علیؑ کے مسلک کی بنیاد خالص دین پر تھی اور امیر معاویہؓ کے مسلک کی بنیاد خالص دنیا پر.....“^①
مزید لکھتے ہیں:

”(مصر والوں نے) امیر معاویہؓ کے مکر و فریب سے مصر پر قبضہ کرنا چاہا اور کہنا چاہے کہ بڑی مشکلوں سے وہ اپنے ارادے میں پُر فریب طریقے پر کامیاب ہوئے“^②

یہی وہ اشتعال انگیز اور افراط و تفریط کا راستہ ہے۔ جو گرامی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیتا ہے..... ہم پہلے یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ محض تعصب کی وجہ سے جو یزید جیسے فاسق کی منقبت کرتا ہے۔ وہ بالآخر محبتِ صحابہؓ سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے..... یہ ۱۹۲۰ء کا واقعہ ہے کہ میرپور میں اہل حدیث عالم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ (والد گرامی حضرت قائد اہل سنتؒ) کے مابین ایک مناظرہ ہوا تھا۔ اس میں مولانا امرتسری مرحوم ذکرِ یزید میں جو کچھ کہہ بیٹھے تھے، وہ مولانا کرم الدین دبیرؒ سے ہی سنئے:

”مولانا ابوالوفاء اس وقت کچھ ایسے بدحواس ہو گئے کہ یزید کی مدح سرائی شروع کر دی اور امام حسینؑ کی توہین پر کمر باندھ ڈالی۔ بڑی بے باکی سے کہنے لگے کہ یزید میں حکومت کی صلاحیت تھی اور وہ جنگی قابلیت رکھتا تھا۔ اس

① حضرت علیؑ، تاریخ اور سیاست کی روشنی میں ص ۱۳۴

② ایضاً ص ۱۳۵

لیے وہ صالحین میں داخل تھا۔ امام حسینؑ حکومت کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور جنگی قابلیت بھی نہ رکھتے تھے، اس لیے اول الذکر کامیاب اور دوم تکام رہے۔^۱

آج تقریباً سو سال کے بعد مولانا امرتسریؒ کے ایک معتقد آج کی زبان اور لہجے میں بالکل وہی فلسفہ بیان کرتے ہیں کہ..... "یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ کاروبار حکومت چلانے کی اہلیت اور شے ہے اور تقویٰ و پاکیزگی دوسری چیز! اس وقت صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد میں سے جتنے بھی لوگ موجود تھے۔ ان میں ایسا کوئی بھی نہیں تھا جو کاروبار حکومت چلانے میں اتنا ماہر اور پختہ کار ہو، جتنا یزید ماہر تھا۔"^۲

قارئین کرام! حضرت معاویہؓ کی سیرت کو جس کسی نے بھی محض "تاریخ کے آئینے میں" دیکھا، اس نے ٹھوکر کھائی..... حضرت معاویہؓ کو قرآن و سنت کی روشنی میں پہلے دیکھا جائے۔ تاریخ تو "تاریخ" بھی ہو جاتی ہے اور کتاب و سنت کے نور کو دوام ہے۔ پھر قابل تعجب بات یہ ہے کہ جب فسق یزید پر چودہ صدیوں کے اہل علم کو لاکھڑا کیا جاتا ہے، تو حامیان یزید کہتے ہیں، یہ سب تاریخ کی کارستانی ہے، تاریخ بے رحم ہے، تاریخ اور مؤرخین نے یزید کو بدنام کر دیا.....

تاریخ نے حضرت معاویہؓ کا تو کچھ نہیں بگاڑا۔ اُن کو آپ آج بھی "تاریخ کے آئینے میں" دیکھ رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اہل سنت والجماعت نے آپ کو محمدی آئینے میں دیکھا تو یزید کی اصلیت بھی کھل گئی اور حضرت معاویہؓ کا شرف صحابیت بھی واضح ہو گیا۔

اس کتاب پر تبصرہ ہم اگلی سطور پر چھوڑتے ہیں۔ البتہ چلتے چلتے ایڈووکیٹ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ آپ ایک طرف خود کو دفاع صحابہؓ کے جذبے سے سرشار

۱ مباحثہ میرپور صفحہ ۱۱۲، طبع مسلم پریس، لاہور

۲ سیرت امیر معاویہؓ تاریخ کے آئینے میں، ص ۶۲۳

جانتے ہیں اور دوسری جانب حضرت معاویہؓ کو مال دے کر خلافت لینے والے اور حضرت حسنؓ کو نفس پرست ثابت کرتے ہیں (نقل مجہل، مجہل نباشد) تو کیا یہ دو حضرات آپ کے نزدیک صحابی نہیں ہیں؟ اگر نہیں تو بیان کر دیں اور ہیں تو پھر اپنے بیان سے رجوع کر کے استغفار کریں..... اس سے پہلے کہ وقت اجل آجائے اور مہلت نہ مل سکے۔ یاد رکھیے! جس شخص کو صحابہؓ پر تنقید کرنے کی چاٹ لگ جائے۔ قرب الہی کی جانب اس کی واپسی کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

”سیرت امیر معاویہ“ پر تبصرہ

سیرت امیر معاویہؓ تاریخ کے آئینے میں “مؤلفہ پروفیسر حافظ انظر محمود، کا ذکر ہم نے گذشتہ سطور میں کیا تھا..... حضرت معاویہؓ کے شرف صحابیت اور مقام و مرتبہ کا کوئی سنی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا۔ دفاع معاویہؓ لکھی جانے والی اکثر کتب در پردہ حمایت یزید پر ہوتی ہیں اور ان کتب کا آخری باب مصنف یا مؤلف کے اندر کا آئینہ ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر کتاب ابتداء سے پڑھی جاتی ہے..... لیکن ہمارا مشورہ یہ ہے کہ دفاع معاویہؓ پر لکھی جانے والی کتب کو “آخر” سے پڑھنا شروع کیا جائے..... تاکہ مصنف کے متعلق قاری ذہنی طور پر پہلے سے تیار ہو جائے کہ وہ “مریض یزید” ہیں یا واقعی مقام معاویہؓ اُجاگر کرنے کی مخلصانہ کاوش ہے۔ ہماری پیش کردہ معروضات پر کئی ایک پچھے گئیاں کاٹ کھانے کو دوڑتی ہیں..... لیکن اظہار حق بھی تو نہایت ضروری ہے۔ وگرنہ جھوٹ کے کثیف بھسکے سچ کے درپن کو اتنا ڈھنڈلا کر رکھ دیں کہ الامان والحفیظ۔

”سیرت امیر معاویہؓ“ نامی کتاب میں بھی یزید کی منقبت کی گئی ہے اور مصنف کا ماخذ قاضی ابوبکر ابن عربی کی کتاب “العواصم من القواصم” ہے یا پھر “البدایہ والنہایہ” کی ادھوری عبارات.....

قاضی ابوبکر ابن عربی شعبان ۴۶۸ھ میں اسپین میں پیدا ہوئے۔ امام مالکؒ کے مقلد تھے اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول ۵۴۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ قاضی ابوبکر ابن عربی یزید کے فسق و فجور کے معاملہ پر مسلک اہل سنت سے ہٹے ہوئے تھے۔ اکثر اہل علم تو ذمے کی چوٹ پر انہیں ”ناصی“ کہتے ہیں۔ اور بعض ”مالک بہ ناصیت“ خیال کرتے ہیں۔ حال ہی میں ماہ نامہ ”الندوہ“ اسلام آباد بابت فروری ۲۰۱۰ء ایک مضمون تسامحات کے تحت ”ایک سنگین غلطی“ کے نام سے شائع ہوا۔ جس میں مولانا سعید خان صاحب نے باحوالہ ثابت کیا کہ قاضی ابوبکر ابن عربی کٹر ناصی تھے اور ان کا قلم چیتے کی مانند فلاں نہیں بھرتا ہوا یزید کی حمایت میں اڑان کرتا ہے۔۔۔۔۔ ”العواصم من القواصم“ میں تحفظ ناموس صحابہؓ پر خاطر خواہ مواد موجود ہے۔۔۔۔۔ لیکن حمایت یزید پر جو ناصیت کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اہل علم اور ارباب انصاف نے کبھی اس کی تائید نہیں کی۔ یہاں تک کہ ابن خلدون جیسے مورخین نے بھی اس رویہ پر احتجاج کیا تھا۔

علامہ محبت الدین الخطیب نے اس کتاب پر حاشیہ لکھا تھا۔ روافض کے جارحانہ اور تلپسانہ اقدام سے نالاں ہو کر ان حضرات نے جس دھڑلے سے قاتلان اہل بیتؑ کی حمایت کی ہے، وہ بالکل ناجائز تھی۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے ”خارجی فتنہ“ حصہ دوم میں جو قاضی ابوبکر ابن عربی کو سنی کہا اور ناصی ہونے کا انکار کیا تو یہ احتیاط پر مبنی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن عربی حضرت علیؑ کا پورا پورا ادب کرتے ہیں اور حضرت امیر معاویہؓ کو خلیفہ راشد نہیں مانتے۔۔۔۔۔ وہ خلافت راشدہ موعودہ چار یاروں کا استحقاق سمجھتے ہیں۔

ثانیاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے ”فتاویٰ عزیزی“ کی وہ عبارت جس میں ابن عربی کو ناصی کہا گیا۔ حضرتؒ کا موقف یہ تھا کہ فتاویٰ عزیزی کی بعض عبارات الحاقی ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی انہی میں سے ایک ہو۔ لیکن یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ گل کی گل کتاب کو نامعتبر قرار نہیں دیتے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

”یہاں یہ ملحوظ رہے کہ بعض مقامات میں الحاق کا گمان ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سارا مجموعہ فتاویٰ عزیزی ناقابل اعتماد ہو۔ البتہ دلائل کی بناء پر جس عبارت میں شبہ ہو وہ الحاقی سمجھی جائے گی“ ❶

اس عبارت سے ایک اور عقده بھی حل ہو گیا کہ آپ ﷺ فتاویٰ عزیزی کے الحاقیات پر گمان کرتے ہیں، یقین نہیں ”خارجیت“ کے رد میں ”ناصیبت“ کا ذکر کرنے سے چونکہ ایک نئی بحث چھڑ جاتی اس لیے غالب گمان یہی ہے کہ آپ ﷺ نے بطورا احتیاط ابن عربی کو ناصبی نہیں کہا..... حضرت ﷺ ہی کی ایک عبارت پڑھیے تو خلیجان کافی حد تک رفع ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں:

”بہر حال قاضی ابوبکر ابن عربی ﷺ نے حضرت حسینؑ سے قتال کرنے والوں کی طرف سے جو دفاع کیا ہے۔ یہ اُن کی سنگین غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں“ ❷

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حضرت قاضی صاحب ﷺ نے ابن عربی کے جس فعل کو ”سنگین غلطی“ قرار دیا تھا..... اسی ”سنگین غلطی“ کے زیر عنوان ماہ نامہ الندوہ میں ابن عربی کی ناصیبت کا پول کھولا گیا۔

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جڑ میں گل

کھیل بچوں کا ہوا، دیدہ پینا نہ ہوا

یہاں تک بحث کا مقصد یہ ہے کہ محمود احمد عباسی سے لے کر آج تک ہر حامی یزید ابن عربی کی عبارات کا سہارا لے کر بزمِ عم خود نظریہ سلف کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ لہذا ہر قاری یہ بات ذہن نشین کر لے کہ یزید کے متعلق اسلاف اہل سنت نے قاضی ابوبکر ابن عربی کی قطعاً کہیں تائید یا حمایت نہیں کی۔

❶ دفاع حضرت معاویہؓ صفحہ نمبر ۳۲

❷ خارجی فقہ، جلد دوم، صفحہ نمبر ۱۱۹

حق اور باطل

حامیان یزید اس عنوان سے پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ معرکہ کربلا کوئی حق و باطل کے مابین نہیں تھا۔ ہمارے بھولے بھالے سنی بھی لاشعوری طور پر اس کی تائید کر بیٹھے ہیں..... لیکن جاننا چاہیے کہ یزیدی لوگ اس سے حضرت حسینؑ کو حکومت کا حریف اور شہرت کا طالب قرار دیتے ہیں۔

ہم اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ چار یاروں کی خلافت دور نبوت کے ہر گتھی تھی، اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کا دور حکومت اور نظام مملکت خلفائے راشدین کے نقوش پا پر قائم تھا۔ جب یزید کا دور آیا تو اس میں خالص ملوکانہ اور دنیاوی عیش پرستی غالب تھی۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ نظام خلافت کے متصل بعد فسق و فجور پر مبنی نظام برداشت نہ کر سکے اور چین سے گھر بیٹھنے کی بجائے استبداد سے ٹکر لے کر "شہید ناموسِ خلافت" ہونے کو ترجیح دی۔ کراچی کے ایک یزیدی "ظفر عمر" نے اپنے باطن کا جث ان الفاظ میں نکالا ہے۔

"محرم کے دن میرے لیے بہت بھاری ہوتے ہیں۔ کیونکہ حادثہ کربلا کے حوالے سے ریڈیو سے، ٹی وی سے، مساجد سے، منبروں سے، امام باڑوں سے، اخباروں میں، دیواری پوسٹروں میں، تقریروں میں، مذاکروں میں، جلسوں میں، مجلسوں میں، دیواروں پر، بیوروں پر، نشر میں، نظم میں، تحت اللفظ، ترنم سے، زنانی آواز میں، مردانی آواز میں، بچوں کی آواز میں، بوڑھوں کی آواز میں، روکر، گا کر، ماتم کر کے، بغیر ماتم کیے، جاہل، عالم، مولوی، مسٹر، طالب علم، پروفیسر، خاتون خانہ اور چراغ محفل، کوشوں اور قلم والیاں سب ایک ہی جھوٹ دہراتے نظر آئے ہیں۔ یہاں تک کہ سن سن کر کان پک جاتے ہیں۔ طبیعت متغیر ہو جاتی ہو، اور خون کھولتا ہے اور وہ یہ کہ کربلا کا معرکہ حق و باطل کا معرکہ تھا، جس میں حضرت حسینؑ بر تھے اور ان

کے مخالفین یا ساتھ نہ دینے والے باطل پر تھے..... (پھر آگے چل کر لکھتے ہیں) اس بات کا اس وقت کے مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا کہ حضرت حسینؑ نے عقلمندوں کے مشوروں پر عمل نہ کرتے ہوئے ناحق اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان گنوائی۔ یہ کسی نے نہ کہا کہ حسینؑ نے اسلام کی خاطر جان دی یا کر بلا میں حق و باطل کا ٹکراؤ ہوا۔ وہ سب اسے خلافت کے حصول کی ایک ناکام سیاسی کوشش سمجھتے رہے۔ حق و باطل والی بات جدید پروپیگنڈہ تکنیک ہے۔ جو خصوصاً اہل سنت کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے..... اور اہل سنت اس دامِ ہمرنگ زمین میں بُری طرح پھنس چکے ہیں“

مزید لکھتے ہیں:

”انچھا تو اب اصل حقیقت سنیے کہ ساتھ کر بلا کیوں پیش آیا؟ حضرت علیؑ بتقاضائے بشری اور قبائلی رواج کے مطابق آنحضرتؐ کی خلافت کو نبی قرابت کی بناء پر اپنا حق سمجھتے تھے“^①

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کر بلا کو حق و باطل نہ سمجھنے والوں کی بالآخر حضرت علیؑ پر آ کر تان ٹوٹ گئی کہ اس واقعے کے بنیادی ذمہ دار ہی حضرت علیؑ ہیں اور گویا یہ سارا خاندان حکومت اور مال کا حریص تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی مؤلف کا یہ لکھنا کہ ”محرم کے دن میرے لیے بہت بھاری ہوتے ہیں“ بالکل صحیح ہے۔ واقعی یہ مہینہ رافضیوں اور ناصبیوں کے لیے بڑا بھاری ہے۔ رافضیوں کے لیے تو اس لیے کہ بے چارے خود کو مار مار کر ”ادھ موا“ کر دیتے ہیں اور ناصبیوں کے لیے اس لیے بھاری ہے کہ جگہ جگہ اہل سنت کی مساجد میں شہادت حسین پر تقریریں ہوتی ہیں،

① بحوالہ، حادثہ کر بلا کیوں پیش آیا؟ صفحہ نمبر ۲، ۶، ۲۱، ۲۲، ناشر، انجمن برائے تحفظ المسلمین،

مقالے پڑھے جاتے ہیں اور جذبہ شہادت کو تازہ کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے یہ یزیدیت کے منہ پر اجتماعی اور زوردار تھپڑ ہے۔

حُبِّ عَلِيٍّ دَلِيلٌ هُوَ، حُبِّ رَسُولٍ كِي
خَوَارِجِ كُو آبِ كُوْثِرٍ پَلَايَا نَهْ جَائِيْ كَا
سُنِّ لِيْسِ مِيْرِي طَرْفٍ سَهْ يَزِيْدَانِ عَصْرِنُو
نَامِ حَسِيْنٍ اِنْ سَهْ مَثَايَا نَهْ جَائِيْ كَا

یزیدی ٹولہ اب کافی حد تک دماغی توازن کھو بیٹھا ہے، غیر اخلاقی گفتگو ان کا دطیرہ بن چکا ہے۔ دلائل و براہین سے تمہی دامن اس بد نصیب جماعت کے ایک رکن کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

”عام اور بازاری قسم کے سنیوں کا گلہ نہیں..... کیونکہ یہ بیچارے جہالت کی وجہ سے رخص و بدعت کا شکار ہیں..... بلکہ یہاں گلہ اور افسوس اس قسم کے سنیوں پر ہے جو بظاہر قاضی بھی ہیں، اور پیشہ ور مثلاً بھی، امام اور داعی بھی ہیں اور فرضی انجمنوں کے امیر اور سربراہ بھی مگر رافضیت کے زہریلے پروپیگنڈے نے ان کا حلیہ کچھ اس طرح بگاڑا ہے کہ ان کے منہ سے شیعیت کی بدبو آ رہی ہے۔ یزید اور معاویہؓ کا نام سنتے ہی، ان کے بدن میں کانٹے چبھنے شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ سب و تمہرا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے“ ❶

قارئین کرام! مسلمانوں کو شرف صحابیت سے بدظن کرنا، شیعیت کا نصب العین ہے، ہم حضرت حسینؑ کو صحابی سمجھ کر ان کا تحفظ کرتے ہیں اور یزید صحابی نہیں، حامیان یزید اس کی تسمیہ میں حضرت امام حسینؑ اور حضرت علیؑ تک کی گستاخی کرتے ہیں۔ اب بتائیے کہ شیعیت کی بدبو کس کے منہ سے آ رہی ہے؟

❶ بحوالہ اسلام کے اجماع نام، معاویہ و یزید صفحہ ۳، بقلم محمد الفاروقی العممانی، ناشر: جمعیۃ حزب الاسلام، لاہور

مولانا عطاء لمعتم شاہ اور حضرت معاویہؓ

اعتدال بڑی نعمت ہے اور اشتعال سراسر نقصان! اشتعال کی بھڑکی آگیاٹھی کو ٹھنڈا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے..... اکابرین اہل سنت کے وصفِ اعتدال نے ہی انہیں سرخرو کیا ہے..... شدت، تلخی، غصہ اور تعصب سے فاصلے بڑھتے ہیں، کم نہیں ہوتے۔

علماء کرام و ارشین انبیاء ہیں اور انبیاء قتل و بردباری کے فلک بوس پہاڑ ہوتے تھے..... اس لیے اس طبقہ کے لیے ٹھنڈا مزاج ہونا ضروری، نہایت ضروری ہے۔ مولانا سید عطاء لمعتم شاہ بخاری رضی اللہ عنہ اپنے ”معاویہ“ نامی بیٹے کے ساتھ نوابزادہ نصر اللہ خاں سے ملنے گئے۔ نوابزادہ نے برخوردار کا نام پوچھا..... بتایا گیا۔ معاویہ، انہوں نے کہیں تفریق طبع کے طور پر کہہ دیا..... ”یہ آپ کو مروائے گا“..... مقصد یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے دشمنان دین بدکتے ہیں، بھاگتے ہیں اور یہ نام انہیں گوارا نہ ہوگا تو لوگ آپ کے دشمن بن بیٹھیں گے۔ بہر حال کہنے والے کی مراد خدا جانے کیا تھی اور کیا نہ تھی؟ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ کے جراثیم اہل سنت میں بھی سرایت کر آئے ہیں..... اب نوابزادہ مرحوم تو عالم نہ تھے، بالفرض اس جملے سے ان کی کوئی منفی مراد تھی، تو انہیں مقام صحابیت اور شرف صحابیت سے آگاہ کرنا عالم دین کا کام تھا، اس واقعہ نے اور اس جیسے چند دیگر واقعات نے یہ سوچ پیدا کی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کے لیے یزید کی کاسہ لیس ضروری ہوگئی ہے..... لہذا اب حقائق کو بے دردی سے ذبح کر کے، اسلاف کے نقوشِ پاء کو مٹا کر، حتیٰ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام کو گرا کر بہر صورت یزید کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ہے..... مولانا سید اظہار الحق شاہ عباسی مرحوم (متوفی ۱۹۶۳ء) (ٹوبہ ٹیک سنگھ) والوں نے تو پوری پوری نظمیوں یزید کی شان میں لکھ دی تھیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

أُسَلِّمُ رُوْحَ سَيِّدِنَا يَزِيدَ..... أمير المؤمنين بالحقِّ الصَّوَابِ ❶
(میں اپنے سردار یزید کی روح پر سلام بھیجتا ہوں۔ جو امیر المؤمنین ہیں اور یہی
سیدھی، سچی بات ہے)

مولانا اظہار الحق شاہ سہیل عباسی پوری سندھی سے یزید کی مدافعت میں مصروف
تھے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی (ٹوبہ ٹیک سنگھ والوں) نے تقریباً چار سو صفحات پر
مشتمل کتاب ”حسینؑ اور یزید“ لکھ کر شائع کی..... تب ٹوبہ ضلع لاکپور میں تھا اور
مکتبہ قادریہ غلہ منڈی نے یہ کتاب طبع کروائی تھی۔

مولانا اظہار الحق صاحب نے مسئلہ فسق یزید پر دارالعلوم دیوبند رجوع کیا تھا اور
مولانا مفتی مہدی حسن رضویؒ سے اس استفتاء کا جواب طلب کیا، ان کا خیال تھا کہ شاید
اکابرین دارالعلوم میں چک نظر آئے تو پھر ان کو اپنی پشت پہ کھڑا کر کے مزید یزیدی مہم کو
تیز کیا جائے لیکن دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ نے نہایت مایوس کیا، اس میں کوئی ایسا کونہ تھا
جس میں یزیدی احباب کو پناہ ملتی۔ اس میں مفتی مہدی حسین رضویؒ کی عبارت کا ایک
اقتباس ملاحظہ ہو:

”گزارش ہے کہ یزید کی تکفیر کے بارے میں اختلاف ہے، جمہور اہل سنت

اسے کافر نہیں کہتے، اس کے فسق پر تقریباً سب متفق ہیں۔“ ❶

پھر یزیدی طبقہ نے علماء اہل سنت پر یہ الزام دھرا کہ یہ سب رض کے پروپیگنڈے
سے متاثر ہوئے ہیں (حوالہ جات گذر چکے ہیں) اپنے اشتعال کو تحقیق کا نام دے کر
محققین اہل سنت کو ”گھورتا“ کہاں کی دیانت ہے؟

❶ التصدیق الممدوح فی محاسن خلفاء الامامہ

❷ ماہ نامہ ”تذکرہ“ دیوبند، ص ۵، جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۳

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر "رفض شناس" اور کون پیدا ہوگا؟ تحفہ اثنا عشریہ نے آج تک علماء شیعہ کو انگشت بدنداں کر رکھا ہے..... شیعہ علماء کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے تحفہ اثنا عشریہ کے کوئی درجن بھر جوابات شائع ہو چکے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ سارے جوابات کہاں ہیں؟ پوچھا جاسکتا ہے کہ جواب ایک ہی کافی ہوتا ہے۔ متعدد جوابی کتب کا لکھنا پتہ دے رہا ہے کہ ان جوابات سے خود شیعہ علماء مطمئن نہیں ہیں۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے کہ انہوں نے رہتی دنیا تک شیعہ علماء کو "مصروف" کر دیا ہے..... آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس شہرہ آفاق تصنیف میں لکھتے ہیں:

"معلوم ہوا کہ آزرگی معصوم کے ساتھ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جو تعصب اور

عداوت کی بناء پر ہو۔ جس طرح یزید پلید کو عداوتِ اہل بیت اطہار کے ساتھ تھی" ❶

ایک اور تصنیف میں لکھتے ہیں:

"وہ ہنوز اہل مدینہ و اہل مکہ و اہل کوفہ پہ تسلطِ یزید پلیدِ راضی نہ شدہ بودند" ❷

(اور ابھی تک اہل مدینہ و مکہ اور اہل کوفہ یزید پلید کے تسلط سے خوش نہیں

ہوئے تھے)۔

اب غور فرمائیے! ہندوستان کا یہ عبقری صفت انسان یزید کو "پلید" کہہ رہا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، یہ دو بزرگ تو یزید کو "پلید" کہے بغیر آگے چلتے ہی نہیں..... حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی "ہدیۃ الشیعہ" اور "اجوبہ البعین" کس عالم سے ڈھکی چھپی ہیں؟ اصل نقطہ اختلاف سے ہٹ کر گفتگو کرنا، اور یزید کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو موضوعِ سخن بنانا اہل تحقیق کو زیبا نہیں، مولانا جعفر شاہ پھلواری خواجہ دور کی کوڑی لے کر آگئے کہ

❶ تحفہ اثنا عشریہ، ص ۲۱۴

❷ توادلی عزیز، ص ۲۱

"سیدنا علیؑ بن ابی طالبؑ نے اپنے فرزند جناب حسن کو مصلحتاً امامت پر کھڑا کر کے اشارہ نامزد کر دیا۔ حضرت حسن نے حضرت معاویہؓ کو اپنے بعد کے لیے ہی نہیں بلکہ زندگی ہی میں نامزد کر کے خلافت سپرد کر دی اور بیعت کر لی۔ اصولی طور پر نامزدگی کوئی گناہ نہیں..... پس جب نامزدگی بھی جائز ہے اور باپ بیٹے کا خلیفہ ہونا بھی جائز ہے تو ان دو جائزوں کا ملاپ ناجائز کیسے ہو جائے گا؟" ❶

(مولانا جعفر شاہ پھلاواری اور دیگر جملہ یزیدی ترجمان حضرات حسن و حسینؑ کے اسماء پر علامتِ ترحم "رحمہ اللہ" ڈالتے ہیں۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ دونوں صحابہؓ میں شامل نہ تھے)۔

اب فسق یزیدی کی بحث میں حضرت معاویہؓ کا یزید کو ولی عہد بنانا یا نہ بنانا، یہ غلط بحث نہیں تو کیا ہے؟..... اکابرین اہل سنت ہمیشہ سے وضاحت کرتے آئے ہیں۔ اس پر دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

علامہ ابن خلدون کو آدمیت شناس مانا گیا ہے۔ مستشرقین نے انہی کی کتابوں سے خوشہ چینی کی، بلکہ سرعام سررقہ کر کے خود کو مورخ و محقق منوایا ہے۔ مقدمہ ابن خلدون میں ہے۔

الاول منها ما حدث فی یزید من الفسق ایام خلافة فایاک ان
تظن معاویہ انہ علم بذلك من یزید۔ فانه اعدل من ذالك و
افضل بل كان يعذله ایام حياته فی سماع الغناء ف ينهاه عنه،
وهو اقل من ذلك ❷

ترجمہ "پہلا مسئلہ فسق یزید کا ہے۔ جو اس کے زمانہ خلافت میں نمودار ہوا....."

❶ مقدمہ بر کتاب، حیات سیدنا یزید، ص ۸، اسحاقیہ پرنٹنگ پریس، کراچی

❷ مقدمہ، ص ۱۷۶

پس آگاہ رہو کہ تم حضرت معاویہؓ کے متعلق گمان نہ رکھنا کہ وہ یزید کے فسق و فجور سے آگاہ تھے..... ان کی ذات والا صفات اس سے بہت بلند ہے کہ وہ اسے فاجر جانتے ہوئے ولی عہد بنا لیں۔ وہ اپنی حیات میں اسے گانے سننے سے روکتے تھے باوجودیکہ گانوں کی سماعت فسق سے کم درجے کی تھی۔

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اور خفیہ جو بد اعمالیاں وہ (یزید) کرتا تھا، اس کی ان کو (حضرت معاویہؓ) کو اطلاع نہ تھی.....“

• کو اطلاع نہ تھی.....

ایسے لایعنی اعتراضات کرنے سے ابھی ہوئی ڈور کبھی نہیں سنا جھی..... بار بار کے چہانے ہوئے لغتوں سے یزیدی ترجمان اپنی ساکھ بچانے کی فکر میں ہیں۔ ہمیں متواتر ڈاک موصول ہوتی ہے۔ جس میں محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، عظیم الدین صدیقی، عزیز احمد صدیقی اور نذیر احمد شاہ کریم مولانا محمد اسحاق سندیلوی مرحوم کی کتب کے اقتباسات درج کر کے بھیجے جاتے ہیں کہ ہمارے ان سوالات کے جوابات دیں۔ ایک تازہ خط ملا، مکتوب نگار نے بڑے طنطنے کے ساتھ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے، اگر دنیا سے بنو حرب اٹھ گئے تو علماء الناس یعنی لوگوں کے علماء اٹھ جائیں گے اور حرب یزید کے پردادا کا نام تھا، لہذا حضرت ابن عباسؓ کے اس قول سے یزید کے مقام کا پتہ چلایا جاسکتا ہے..... الخ

یہ بات مکتوب نگار نے محمود احمد عباسی صاحب کی کتاب ”خلافت معاویہؓ“ میں صفحہ ۴۹، سے چرائی ہے..... لیکن عباسی صاحب یا مکتوب نگار کے لیے اس میں نفع کی کوئی گنجائش نہیں۔ علماء الناس تو دنیا دار اور علماء سوء کو کہتے ہیں۔ ”علماء الناس“ کی طرف اضافت کرنا دلیل ہے کہ یہاں ”علمائے دین“ مراد نہیں، لوگوں کی خواہشات

تک اپنی فکر محدود کرنے والے علماء ہیں..... اب اس میں یزید کی تنقیص ہے یا تعریف ہے ہم بارہا اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ شیعہ و سنی اختلافات کی بنیاد جاننے کی کوشش کرنا ہی اہل تشیع کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف ہے، یزید وجہ اختلاف نہیں..... ہندو پاکستان سمیت پوری دنیا میں متقدمین و متاخرین میں رد ورفض پر کام کرنے والے علماء اہل سنت میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو فسق یزید کا قائل نہ ہو..... قیل و قال کی وادیوں میں سرگرداں ہونے کی بجائے حقائق کی جانب آئیے تاکہ سنی افکار و نظریات کی صحیح معنوں میں پاسداری ہو سکے۔

ایک مکتوب اور اس کا جواب

غلام کبوتروں کی چھاتی میں چیتے کا جگر پیدا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کے خون کی بوندیں جب سے زمین پر گری ہیں، تب سے آمریت و استبداد اور نفس پرست حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہے۔ شہداء احد و بدر کی خونی لکیر پر چنے ہوئے جب حضرت امام حسینؑ نے یزید جیسے ڈکٹیٹر اور خود پرست کو حق و صداقت کے کچھو کے لگائے تو دنیا بھر کی غلام طبیعتوں میں اضطراب پیدا ہوا، جو آج بھی کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو کر پھر ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ دشمنان صحابہؓ خود کو ”مجان اہل بیت“ کہتے ہیں، منکرین حدیث نے اپنا نام ”اہل قرآن“ تجویز کیا۔ منکرین ختم نبوت ”احمدیت“ کا لیبل لگا کر آئے۔ بالکل اسی طرح مجاہد یزیدؑ ”دفاع حضرت معاویہؓ“ کا نعرہ لگا کر سامنے آئے۔

ہم نے پہلے بھی شاید اظہار کیا تھا کہ جب سے فسق یزید اور دفاع شہداء کربلا پر مضامین کا قسط وار سلسلہ جاری ہوا، تب سے ہمیں متواتر ڈاک موصول ہوتی ہے جس سے ہمیں اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ یزیدی جراثیم اندر ہی اندر کسی طرح پل رہے ہیں۔ گذشتہ ماہ ہمیں بیس اور ساٹھ صفحات پر مشتمل تین پیکٹ بذریعہ ڈاک موصول

ہوئے..... کمپوز شدہ اس تحریر کی فوٹو کاپیاں غالباً ملک بھر میں تقسیم کی جا رہی ہیں۔
 کراچی، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور حویلیاں (ہزارہ) سے آنے والے اس لٹریچر
 میں تمام تر عبارات اور اشکالات وہی ہیں، جن کے جوابات کئی کئی مرتبہ قوم کے سامنے
 آچکے ہیں۔ یہ لوگ یزید کی محبت میں کتنے دیوانے ہو چکے ہیں؟ راقم الحروف کے نام ایک
 یزیدی کے خط کا مضمون ملاحظہ ہو۔

السلام علیکم! آپ کا قسط وار مضمون ”یزیدی فتنہ“ ماہ نامہ حق چار یار میں پڑھنے کا
 اتفاق ہوتا ہے۔ اس کا جواب حاضر ہے..... تاکہ تصویر کا دوسرا اور حقیقی رخ بھی آپ
 کے سامنے آئے۔ آپ سے التماس ہے کہ قبر و حشر کو سامنے رکھ کر اپنے موقف سے
 رجوع کریں اور اس کی تردید شائع کر کے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں تاکہ قارئین کی
 گمراہی سے آپ سرخرو ہو جائیں..... ورنہ ایک جلیل القدر تابعی کو بدنام کرنے میں
 عند اللہ آپ مجرم ہوں گے۔

والسلام

عبدالغفار

جامع مسجد فاروق اعظم

منگراں، ماڈل ٹاؤن، راولپنڈی

تبصرہ

مکتوب نگار کی علمی قابلیت کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ وہ ہمیں یزید کے فسق کے
 نظریہ سے دستبردار ہو کر رجوع کا مشورہ دے رہے ہیں اور پھر ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ
 ”تاکہ قارئین کی گمراہی سے آپ سرخرو ہو جائیں۔“ یعنی یزید کو صالح مان کر گویا ہم
 اپنے پڑھنے والوں کو گمراہ کر کے سرخرو ہو جائیں“ سبحان اللہ! اس عبارت نے جس

طرح ”بازار یزیدیت“ کے بیوپاریوں کو اپنے ہی پسینے میں غرق کیا ہے، اس پر تفصیلی تبصرہ کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مکتوب نگار نے محبت یزید سے مغلوب ہو کر لکھا ہے۔ اس لیے خود انہیں بھی علم نہیں کہ وہ کیا لکھ آئے؟ جنہیں اپنے مافی الضمیر کے اظہار پر بھی عبور نہیں، وہ سیدنا امام حسینؑ جیسے آب تیغ کے لذت چشیدہ کے مقابلہ میں یزید کو تابعی بنا کر پرلے درجے کی بد اخلاقی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ہمیں اس غلط نظریے کو اپنا کر چودہ صدیوں کے مفسرین و محدثین اور مورخین و محققین سے ٹکرائے کی دعوت دے رہے ہیں..... فوا اسفاء..... بایں ہمہ لکھتے ہیں کہ آپ بھی ہماری طرح ”اخلاقی جرات“ کا مظاہرہ کریں۔ اس سرطان کے پھوڑے کا علاج کیسے ممکن ہے؟ ہم نہیں جانتے بس اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور معاندت و منافست سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

یزید کو صالح قرار دینے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

مئی ۱۹۳۶ء میں مولانا محمد عالم دیوبند پوری نے اقلیم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ علیہ سے استفتاء کیا تھا کہ اگر زید خود کو یزید یا یزید کا بھائی قرار دے تو کیا ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

حضرت مفتی صاحب ﷺ نے جواباً لکھا۔

”کہنے والے کا مطلب کیا ہے؟ اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دے کر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے“

اب مکتوب نگار جو یزید کو ”تابعی“ قرار دے رہے ہیں۔ اگر یہ امامت کرواتے ہیں تو ان کے مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ فی الفور یزیدی امام کو امامت سے معزول کر دیں۔

① کفایت المفتی، جلد سوم صفحہ نمبر ۵۱

اور یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ فقہاء و مفتیان جہاں مطلقاً لفظ مکروہ لکھیں اس سے مراد "مکروہ تحریمی" ہوتا ہے۔ مکروہ تنزیہی کے لیے صراحت ضروری ہوتی ہے تحریمی کے لیے لفظ "مکروہ" کہنا کافی ہوتا ہے..... لہذا مذکورہ بالا فتوے کے مطابق یزید کو تابعی سمجھنے والا امامت کے قابل نہیں رہتا۔ کراچی سے آمدہ لٹریچر کا ایک جملہ بھی تفسیر طبع کے طور پر پڑھ لیں۔

"ایک محقق عالم دین نے کیا خوب کہا ہے کہ یزید خون حسینؑ سے ایسے بری الذمہ ہے، جیسے بھیڑیا خون یوسف سے"

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ اس مثال میں حضرت حسینؑ کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی اور یزید کو بھیڑیا سے! بھیڑیے نے اگرچہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا لیکن تھا تو بھیڑیا ہی..... ایسے ہی گویا یزید قتل حسینؑ میں ملوث نہیں ہے، لیکن تھا بھیڑیا..... حالانکہ آج تک اہل سنت علماء یزید کو فاسق تو کہتے آئے ہیں مگر بھیڑیا نہیں کہا اور یزیدی دوستوں کی ذہانت سے پھوٹی ہوئی نکتہ آفرینیاں ملاحظہ کریں کہ انہوں نے اس کی جنس ہی بدل دی..... شاخ تحقیق پر ایسے ہی غنچے کھلتے رہے تو بہت جلد دودھ، پانی الگ ہو جائے گا..... ان شاء اللہ۔

یزیدی و کلاء کی تضاد بیاباں

تقریباً ۱۸ صفحات پر مشتمل ایک مقالہ "دو مظلوم بھائی" کے عنوان سے ہمیں موصول ہوا۔ اس کے مرتب محمد عمران نامی کوئی دوست ہیں..... اس مقالہ کے چند تضادات ہم پیش کر کے فیصلہ چاہیں گے کہ ایسے مجذوبانہ مقالات قابل توجہ ہوتے ہیں یا قابل رد؟..... مقالہ نگار کے تضادات ملاحظہ ہوں۔

①..... یزید سے برا و راست ہمیں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہماری دلچسپی صرف اس بات سے ہے کہ پڑھنے والے پر سچائی اور حق ظاہر ہو۔ یہاں بات یزید کی وکالت کی نہیں بلکہ

صحابہ کرامؓ، خاندان نبوت، تابعین اور دو بر خیر القرون کی وکالت مقصود ہے۔

②..... یزید کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ اس کے حق میں بالکل سیدھی اور معقول بات کہتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ واقعہ کربلا کے روایتی تصویرِ محبت نے ہماری دنیاوی یاد دہانی در سگا ہوں کے لکھے پڑھے لوگوں کو بھی تہرائی شیعیت سے اس درجہ ہم آہنگ کر دیا ہے کہ وہ اس سے ہٹ کر کچھ سوچ بھی نہیں سکتے۔ (صفحہ نمبر ۲)

③..... افسوس، یزید کے بارے میں اکثر اہل سنت کا ایمان قرآن و حدیث اور تعامل صحابہؓ کی بجائے اہل تشیع کی جھوٹی روایات پر ہے۔ (ایضاً)

④..... حادثہ کربلا کا تعلق عقائد سے نہیں تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ (صفحہ نمبر ۳)

⑤..... یاد رہے کہ تحفظِ ناموسِ یزید سے صحابہؓ کی عزت و عظمت اور اجتماعی عقیدہ ”الصحابہ کلہم عدول“ کی حفاظت مطلوب ہے۔ (صفحہ نمبر ۴)

①..... یزید بن معاویہؓ، خلیفہ سادس ہیں (ایضاً)

②..... فسقِ یزید کا پروپیگنڈہ دراصل ایک نقب ہے عظمتِ صحابہؓ کی دیوار میں (صفحہ نمبر ۹)

③..... یزید کو برا کہنا صحابہ کو برا کہنے کے مترادف ہے (صفحہ نمبر ۱۰)

④..... حضرت حسینؑ اور یزید کے بارے میں تاریخ ہماری صحیح راہنمائی نہیں کرتی۔

⑤..... نوے فیصد اہل سنت واقعہ کربلا کے پس منظر اور اہل بیت کی صحیح شناخت سے ناواقف ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۸)

ارباب انصاف ملاحظہ کریں کہ دعوے کے مطابق ”ہمیں یزید کی ذات سے کوئی دلچسپی نہیں“..... پھر ایسا دل لگایا کہ امیر المؤمنین اور خلیفہ سادس تک کہہ دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ ان احباب نے آج تک شیعہ دینی کے مابین نزاعی مسائل کو

امٹلاف کو سمجھا اور نہ ہی شرف صحابیت کو! اکابرین اہل سنت جو سرد و گرم آشنا اور
جہلم دیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ پر گہری نظر رکھتے تھے، ان کے علمی تجربہ اور تحقیقی
ذوق کو چنگلی میں اڑا کر عدم اعتماد کی فضاء پیدا کرنا سراسر زیادتی ہے..... اس لیے ہم یہ
کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ ہمیں یزید سے کوئی سروکار نہیں لیکن حمایت یزید میں
حقیقت کا بے ددی سے گلا کاٹ کر اسلاف کی جو ہر شناس نگاہوں کا مذاق اڑانا ناقابل
برداشت ہوتا ہے۔

وہ طائر جس کے سینے میں دل بیدار ہوتا ہے
وہاں قصداً چبکتا ہے، جہاں صیاد ہوتا ہے

کیا یزید تابعی تھا؟

یزید زمانے کے اعتبار سے اگرچہ تابعی نظر آتا ہے، کیونکہ اس وقت اصحاب
رسول ﷺ کے چاند سے بڑھ کر روشن چہرے دیکھنے والے تابعین بکثرت موجود تھے.....
مگر تابعی ہونے کی جو حدود و قیود ہیں، اس معیار پر یزید پورا نہیں اترتا تھا، اس لیے اہل
سنت نے یزید کو کبھی تابعی مان کر شہداء کر بلا کی ارواح کو تر پانے کی سعی مذموم نہیں کی۔
ایمان کی حالت میں اور زہد و تقویٰ کے لباس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے
فائدہ اٹھانے والا تابعی ہوتا ہے اور یزید نے تو خیر سے کبھی اپنے جلیل القدر والد حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی صحبت اختیار نہیں کی تھی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شرف صحابیت کا تاج اپنے سر پر سجائے ہوئے تھے۔ یزید
نے امام عالی مقام کو قتل گاہ تک پہنچانے کے اسباب پیدا کیے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون
سے ہولی کھینے والا بھی حامیان یزید کی لغت میں "تابعی" ہوتا ہے؟ یہ ایک بے مغز، بے
روح اور بے مقصد نظریہ ہے۔ مولانا حیدر علی فیض آبادی رضی اللہ عنہ سے زیادہ رخص و بدعت
کے پرچے کس نے اڑائے ہوں گے؟ "منتہی الکلام" اور "ازالة العین" اہل علم سے

منحرف نہیں ہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”ہر چند یزید از روئے زمانہ تابعی بودہ۔ لیکن از قید مذکور از عدالت و امامت
بروں آمدہ“

”ترجمہ: اگرچہ یزید بلحاظ زمانہ تابعی تھا، لیکن عدالت و امامت کی ذکر کردہ قید
سے خارج تھا“

اسی کتاب میں علامہ فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے بجاگنگ ڈہل یزید کو لیسیم، عنید اور پلید
لکھا ہے۔

نوٹ: مولانا حیدر علیٰ فیض آبادی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر شاگردوں میں سے تھے، علم الکلام کے ماہر مانے جاتے تھے،
کتب شیعہ و سنی پر عمیق نگاہ تھی ردّ شیعیت پر بہت کچھ علمی مواد چھوڑ گئے۔ افسوس آج
کتاب بینی کا ذوق مفقود ہو کر رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ردّ رفض پر منتحی الکلام، ازالۃ
الغمین، رسالہ در نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا، کاشف البشام عن تدلیس المجتہد القم مقام، نفاذ
العینین عن شہادت الحسین رضی اللہ عنہ جیسی علمی و تحقیقی کتب تصنیف کیں۔ ۱۸۸۱ء میں
انتقال فرمایا اور حیدر آباد (بھارت) میں مدفون ہو کر وہاں کی مٹی کو رشک
فردوس بنایا۔

زمین کھا گئی ”آسمان“ کیسے کیسے
کتاب ”منتحی الکلام“ کی تصنیف پر شیعہ حکومت ”اودھ“ نے اُن کی پھانسی
کی سزا کا پروانہ جاری کیا تھا..... بعد ازاں حکم واپس لے لیا گیا لیکن علامہ حیدر
علی رحمۃ اللہ علیہ تا عمر حدوداً اودھ سے باہر رہے۔

① ازالۃ الغمین، جلد دوم، ص ۵۳۸

② ایضاً صفحہ نمبر ۵۹۰

یزیدی ٹولے کا یہ کہنا کہ یزید کے فسق و فجور کے قائل علماء شیعیت کے مُضر اثرات کو نہ بھانپ سکے، نہایت لچر اور بے وزن اعتراض ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ کی ”منہاج السنۃ“ سے، بلکہ اس سے بھی بہت پہلے کے محققین اہل سنت سے لے کر آج تک کسی ایک نے بھی یزید کی حمایت نہیں کی۔ شیعہ و سنی اختلاف کی جڑ مسئلہ یزید نہیں ہے..... شیعہ مذہب کا تو آدے کا آدا بگڑا ہوا ہے۔ یقین نہ آئے تو شیعہ مصنف سید حیدر علی صاحب کی ایک کتاب کا پہلا ورق ہی پڑھ لیں، وہ شیعہ و سنی اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے یوں قلم کا گھوڑا دوڑاتے ہیں:

”ان دونوں کے درمیان بڑے بڑے اختلافات ہیں۔ خدا کی صفات کے بارے میں اختلاف، انبیاء کے بارے میں اختلاف، حضرت رسول خدا ﷺ کی عصمت کے بارے میں اختلاف، امامت کے بارے میں اختلاف، فرشتوں کے بارے میں اختلاف، تقیہ کے بارے میں اختلاف، حمر کے بارے میں اختلاف، پاک پانی، نجس پانی، وضو، تیمم، غسل، نماز میں ہاتھ باندھنے، زور سے بسم اللہ کہنے، قنوت پڑھنے، روزہ افطار کرنے، متعہ کرنے، میراث تقسیم کرنے، نوحہ و ماتم کرنے وغیرہ عبادات میں سینکڑوں اختلافات ہیں، جن کی تفصیل اور تحقیق میں دونوں جماعتوں نے بڑا زور دکھایا، بڑے بڑے مناظرے ہوئے، بڑی بڑی کتابیں لکھیں، ہزاروں مصنفات کے انبار لگا دیئے“^①

مذکورہ بالا اقتباس سے بخوبی ظاہر ہے کہ شیعوں اور سنیوں کا از اول تا آخر اختلاف ہی اختلاف ہے..... یزید کو فاسق کہنے سے اگر حضرت امیر معاویہؓ پر تہمت لگانا دروازہ کھلتا ہے تو پھر بتایا جائے کہ حضرات ابو بکر و عمرؓ اور دیگر صحابہؓ

① معہ حضرت ام کلثوم، صفحہ نمبر ۳، مکتبہ کاظمیہ، شاہد زہ ناڈن، لاہور

پر جو سب و شتم کیا جاتا ہے، اس کا دروازہ کون ہے؟
حقیقت یہ ہے کہ دشمنانِ صحابہؓ گالی گلوچ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں
جانے دیتے..... امامیہ سٹوڈنٹس کا ترجمان رسالہ ”افکار العارف“ لاہور کا ایک
اقتباس پڑھیے۔

”ماہرین کے مطابق خودکش دھماکہ کے لیے ۱۲ سے ۱۵ اکلوبارود استعمال کیا گیا۔
اس خودکش حملے کی ذمہ داری (ایک تنظیم) نے نیوز ایجنسی این این آئی کے دفتر
میں فون کر کے قبول کی اور بتایا کہ یہ کارروائی ان کے ساتھی راشد معادیہ (خدا
اس پر لعنت کرے) نے سرانجام دی“

یہاں دہشت گرد کو نہیں، بلکہ بریکٹ والا جملہ صحابی رسول ﷺ کے بغض میں
لکھا گیا..... اسلاف اہل سنت نے اہل تشیع کے پروپیگنڈے سے دب کر نہیں، بلکہ
حقائق، روشن دلائل اور اسلامی و اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر یزید کو مسترد کر کے امام عالی
مقام حضرت سیدنا حسینؑ کے حق میں فیصلہ صادر کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکیؒ نے
فضائلِ معادیہؑ پر ایک شاندار اور جاندار کتاب ”تطہیر الجمان“ لکھی۔ جس کو ہمایوں
بادشاہ نے سرکاری سطح پر پبیریائی دی، لیکن وہی علامہ ابن حجر مکیؒ جب یزید کی جانب رخ
کرتے ہیں تو اس کے فسق و فجور پر لاتعداد شواہد پیش کر دیتے ہیں۔ بلکہ واقعہ حرہ میں اس
کی بربریت اور خونخواری پر بحث کرتے ہوئے سات سو قاری قرآن صحابہ کرامؓ کے
قتل کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

اس لیے ہم ابتداء ہی سے یہ موقف پیش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حامیانِ یزید

- ”افکار العارف“، اکتوبر ۲۰۱۰ء، صفحہ نمبر ۱۶
- الصواعق الحرقوس، ص ۲۲۲، طبع مصر

محض دفاعِ معاویہؓ کی آڑ لیتے ہیں..... دورِ حاضر کے یزیدی اپنے اپنے انداز میں حضراتِ حسینؑ کریمینؑ اور خلفائے راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علیؑ کو بھی نازیبا جملے کہتے رہتے ہیں اور بالکل یہی مشن ان کے مددوچ یزید کا تھا۔ چنانچہ امام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے یزید کو ناصیبت کا سردار قرار دیا تھا آپؒ کا جملہ ہے۔

• "ازروسائے نواصب است"

یزید کے بُرے افعال سے سیدنا امیر معاویہؓ بالکل بری ہیں۔ روانفسِ حُبِ علیؑ کی بنیاد پر بغضِ معاویہؓ کا شکار ہیں اور حامیانِ یزید حُبِ معاویہؓ کی بنیاد پر بغضِ حسینؑ کے کینچوے اپنے دماغ میں پال رہے ہیں..... یہ کونسی خدمت ہے؟ جس پر یہ دونوں گروہ اترتے پھر رہے ہیں..... یہ دونوں گروہ مجموعہٴ صد خرابی ہیں۔ ان سے خیر، امن، اخلاق اور آشتی کی توقع کیکر کے درخت سے انار کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔ اہل سنت و الجماعت محض شرفِ صحابیت کو بچانے کے لیے نہیں، حقیقت کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کی "بڑی حرکات سامنے آئیں..... امام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں:

"ہاں پس از انتقال او شاں یزید پائی خود از شکم برآ در وہ دل بکام و دست بجام

پرد۔ اعلانِ فسق نمود و ترکِ صلوة در

ترجمہ: ہاں حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید نے خرمستیاں کرنی

شروع کیں اور اپنے دل کو خواہشِ نفس اور ہاتھ کو جامِ شراب پر لے گیا۔ کھلم

کھلا فسق پر اتر آیا اور نماز چھوڑ دی۔"

- مکتوبِ قاسمی در بارہٴ شہادتِ حسینؑ، ص ۳۹
- در تحقیق و اثباتِ شہادتِ امام حسینؑ، ص ۷۸

اہل حدیث عالم مولانا نواب صدیق حسن خانؒ نے لکھا ہے کہ آج پوری دنیا میں سیدنا حسینؑ کی اولاد موجود ہے، جبکہ یزید کی نسل کا کیا بنا؟ انہی سے سنئے!

”وازیزید واخلش یک تن نکلد اشت کہ خانہ آباد آں کند و آتش افروزد واللہ تعالیٰ راست ترین گویندگان است بہ حبیب خود کہ فرمود: ان شائنک هو الابر“ ❶

ترجمہ: ”یزید اور اس کی نسل سے ایک فرد کو بھی (اللہ تعالیٰ) نے باقی نہیں چھوڑا کہ جو گھر کو آباد رکھے اور اس کو روشن کرے اور خداوند کریم نے بالکل بجا فرمایا ہے، اپنے پیارے نبیؐ سے کہ ”یشک تیرادشمن دم کئارہ گیا“

ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ کی چنگاریاں

یزیدی فتنہ کی بحث میں ہم نے اپنی معروضات پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اہل سنت والجماعت کے وصف اعتدال نے ان کے آج تک قدم جاہد حق پر نکا اور جمار نکے ہیں اور اشتعال میں سراسر نقصان ہوتا ہے اور نری افراط و تفریط کا موجب یہی اشتعال بنتا ہے۔ نصیب دشمنان کہ ہمارا وہ مضمون مشتعل اذہان کو مزید مشتعل کر گیا۔ چنانچہ اشتعال کی چنگاری بھڑکی اور ماہنامہ ”نقیب ختم نبوت“ ملتان کے چھ صفحات جل کر بھس ہو گئے۔ سید کفیل شاہ ”نامی“ صاحب نے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ ان کی یاد فرمائی میں کوئی سطر قابل تبصرہ یا قابل تذکرہ نہیں۔ اس لئے ہمارے قارئین خود ہی ”نقیب ختم نبوت“ بابت نومبر کا شمار ملاحظہ کر کے کوئی رائے قائم کر لیں۔ انشاء اللہ سارے ”صفرے، گبرے اور حد اوسط“ واضح ہو جائیں گے۔

قارئین کرام! الحمد للہ چودہ صدیوں سے اسلاف اہل سنت شرف صحابیت کا تحفظ

کرتے چلے آ رہے ہیں اور اس پر وگرام میں یقیناً سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کا تحفظ بھی شامل ہے۔

صحابہ کرامؓ کے متعلق ہمارے نظریہ کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔
(۱) صحابہ کرام پر تنقید روا نہیں۔

(۲) صحابہ کرام کی منقبت بیان کرنا عین دین ہے۔

(۳) صحابہ کرام کتاب و سنت کے امین ہیں۔

پہلی شق کی توضیح یہ ہے کہ اگر کسی ایک صحابی پر بھی تنقید کا دروازہ کھول دیا جائے تو نملہ اصحاب رسول ﷺ پر لب کشائی کرنا بائیس ہاتھ کا کھیل بن جائے گا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ان کے تبعین کی روش کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں، تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔

دوسری شق کی توضیح یہ ہے کہ تمام محدثین کرام نے اپنی کتب اور ذخیرہ احادیث میں مناقب صحابہ کرامؓ کا باب الگ قائم کیا ہے اور تمام مفسرین نے کتب تفسیر میں اپنے اپنے اسلوب میں صحابہؓ کے چمکتے چہروں کو سلامِ محبت پیش کیا ہے۔ یہ اس دعوے کی بین دلیل ہے کہ سنی حضرات ان کی منقبت کو عین دین سمجھتے ہیں اور وہ صحابہ کرامؓ کو محض "تاریخی" نہیں دینی اور اسلامی شخصیات قرار دیتے آئے ہیں۔

تیسری شق کی وضاحت میں ہم یہ کہیں گے کہ کتب احادیث کا مطالعہ کرنے سے حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ ہر صحابی دوسرے صحابی کے اعتماد پر قول رسول ﷺ آگے امت تک پہنچاتا ہے۔ اور کوئی صحابی دوسرے صحابی کی امانت اور ثقاہت پر انگلی اٹھاتا نظر نہیں آتا۔ حتیٰ کہ حضرت ابن عباسؓ جیسے مجتہد اور عیق نقاہ کے حامل صحابی کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ تو ایک وتر پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے نہایت متانت سے جواب دیا "إِنَّهُ فَيَقِيهِ" (کہ وہ نقیہ ہیں)

چھوٹے بڑے اختلافات سے لے کر جمل وصفین کے لرزہ خیز واقعات تک کوئی ایک صحابی بھی دوسرے کے امین ہونے کا انکار نہیں کرتا۔ حضرت امیر معاویہؓ بھی

صحابی رسول ﷺ ہیں تو معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کا حضرت امیر معاویہؓ سے کوئی ایسا کمزور تعلق نہیں ہے کہ یزید کو فاسق و فاجر سمجھنے سے ان کی ذات والا بابرکات پر کوئی حرف آتا ہو۔

یہ کہنا کہ ”بغض معاویہؓ اہل سنت میں سرایت کر آیا اور بعض بزرگ اس نام سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں“ بالکل خلاف حقیقت ہے۔ ہم آگے چل کر یہ ”دفتر“ کھولیں گے کہ اہل سنت اسلاف پر یہ الزام یزید کے متوالوں نے لگایا، جو یزید کی تعریف کیے بغیر مولیٰ کی بھیجا ہضم کرنے پر قادر نہیں ہیں۔

باقی اہل تشیع یزید کو برا بھلا کہنے میں اتنے ہی مخلص ہیں، جتنے وہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے مخلص ہیں۔ معروف شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو صاحب کے زیر نگرانی شائع ہونے والا ماہنامہ ”دقائق اسلام“ کے تازہ شمارے کا ادارہ یہ قابل مطالعہ ہے، ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”ملت شیعہ اس وقت گونا گوں مسائل کا شکار ہے۔ بہت سے قومی اور ملی مسائل اولین توجہ کے مستحق ہیں۔ ہمارے منبر کی حالت زار دیکھ کر رونا آتا ہے، اکثر و بیشتر منبر پر آنیوالے اس منبر کے اہل نہیں ہیں، پھر اس پر مزید یہ کہ وہ علماء کرام کو طعن و تشنیع کرتے تھکتے نہیں ہیں، بزرگ علماء ایران و عراق اور پاکستان کی اہم مذہبی اور علمی شخصیات تک کو معاف نہیں کرتے۔ کھلم کھلا اسلام کے مسلمہ اصول و فروع میں تبدیلی کی جارہی ہے۔ عوام ہیں کہ سب کو دل کھول کر داد دے رہے ہیں۔ تاجران خون حسین علیہ السلام کے نرغ ہالا سے ہالا ہو رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں، کوئی روکنے والا نہیں، اکثر علماء و زعماء خاموش

● ماہنامہ ”دقائق اسلام“ سرگودھا (پابت نومبر ۲۰۲۱ء)

سے وقت گزار رہے ہیں“

ایک یزیدی سپاہی کی سفاکتیت

یزید کے اقتدار میں واقعہ حرہ معروف ہے، جب یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے مقدس زمین کی حرمت پامال کی تھی۔ اس وقت یزیدی لشکر نے اصحاب رسول ﷺ کے ساتھ جو برتاؤ کیا پڑھ کر روٹکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔ علامہ محمود الغفار مصری لکھتے ہیں کہ یزید کے گورنر (مدینہ) مسلم بن عقبہ کے حکم پر ایک سپاہی انصار قبیلہ کی ایک عورت کے گھر داخل ہوا، وہ اپنے معصوم بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ اس نے عورت سے مال طلب کیا۔ هل من مال؟ کیا تیرے پاس کوئی سامان ہے؟ اس نے قسم اٹھا کر کہا ”والله ما ندرسكوا لنا شيئا“ اللہ کی قسم فوجیوں نے ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ اس نے کہا میں تیرا بچہ قتل کر دوں گا۔ تو عورت نے کہا کہ تیرا ناس ہو، تو جانتا ہے یہ صحابی رسول حضرت ابن ابی کعبہ انصاری رضی اللہ عنہما کا لخت جگر ہے۔ یزیدی فوجی نے ماں کی مانتا سے لپٹے بچے کو ٹانگوں سے پکڑ کھینچا، اور اس زور سے دیوار پر مارا کہ ”فانتشر دماغه على الارض“ اس بچے کا دماغ پھٹ کر زمین پر آگرا۔

انا لله وانا اليه راجعون

(نوٹ: یہ واقعہ علامہ العقاد مصری نے اپنی تصنیف ”ابوالشهداء حسین بن علی رضی اللہ عنہما“ صفحہ نمبر ۱۷۹ پر لکھا ہے۔ دارالکتاب العربی، بیروت سے یہ کتاب طبع ہو چکی ہے)۔

حضرت حظلہ رضی اللہ عنہ غسبل الملائکہ کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ۶۳ھ میں وفد کا سربراہ بنا کر دمشق یزید کے پاس بھیجا گیا تھا واپسی پر ان سے پوچھا گیا، آپ نے یزید کو کیسا پایا تو انہوں نے جواب دیا:

قدمنا من رجل ليس له دين يشرب الخمر ①

”ہم ایسے بندے کے پاس سے آرہے ہیں، جس کا کوئی دین نہیں ہے اور وہ

شراب پیتا ہے“

بغض کی گھاتیں

اسلامی سال کے پہلے مہینہ کا پہلا عشرہ اپنے زائچہ میں خون، دکھ اور درد لیے ہوئے ہے کہ انہی ایام میں حضور اکرم ﷺ کے ایک پیارے صحابی، پیارے نواسہ اور آل رسول ﷺ کے قابل فخر کو جمع اہل خانہ تہ تیغ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کا تعلق اس جماعت سے ہے جس جماعت کو نور نبوت نے نکھارا، سنوارا، ظلمت کی گھجیان وادیوں سے نکال کر براہ راست رب العزت سے شرف مخاطبہ کے قابل بنایا۔ بغض کی گھاتیں بہت باریک اور پراسرار ہوتی ہیں۔ نفرتوں نے جب محبتوں پر نہاں در نہاں راستوں سے وار کیا تو یزید کے متوالے بے نقاب ہو کر آئے..... اصحاب رسول ﷺ کا ذکر اہل تشیع کے سامنے آتا ہے تو ان کے ہر نوع کے اخلاقی بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے مہذب، صاحب علم، متین اور سنجیدہ کسی شیعہ کی تہذیب، علم، متانت اور سنجیدگی کا حقیقی مشاہدہ کرنا ہو تو اس کے سامنے حضرات ثلاثہ (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) یا پھر حضرت سیدنا امیر مومنینؓ کا نام لے کر دیکھ لیں اور ان کا لٹریچر پڑھ لیں تو درجہ حرارت سامنے آ جائے گا۔ اسی طرح یزید کے بے اجرت و کلاء جب آل رسول ﷺ پر طنز کرتے ہیں تو بڑے مکروہ مناظر سامنے آتے ہیں اور بعض تو اس ”خدمت“ اپنی میں عزت سادات کا بھی لحاظ نہیں کرتے۔

اللہ کی پناہ، پوری امت حضور اقدس ﷺ کی حیات فی القبر کے عقیدے پر قائم تھی ”سادات“ نے ہی اٹھ کر اس کے برعکس نظریہ پیش کیا اور پوری امت ”فسق یزید“

متفق تھی۔ انہی سادات میں سے بعض نے یزید کو برحق کہہ کر خاندان کی عزت کو داؤ
پر لگا دیا۔ عداوت کے اندھیرے گہرے ہوتے چلے گئے..... اور گھر کے چراغوں سے
گھر جلنے لگے۔

یزید یا حامیان یزید کو قتنہ قرار دینا دراصل اصحاب رسول ﷺ کے دفاع کے جذبہ
سے ہے۔ بعض سادہ لوح طبیعتیں معترض ہوتی ہیں کہ اس عنوان کو اچھالنے کی آخر کیا
ضرورت ہے؟ شاید ایسے دوست ”مقام صحابہ“ سے نا آشنا ہیں، یا پھر وہ حضرت امام
حسینؑ کو صحابی نہیں سمجھتے..... وگرنہ دیگر صحابہؓ کی طرح حضرت حسینؑ کی
صحابت کا تحفظ بھی اہل سنت کا نصب العین ہے..... ہمارے زرد، پیلا ہونے کی وجہ یہ
ہے کہ کم از کم سنی کہلو کر یزید کا دفاع نہ کیا جائے۔ یا پھر چودہ صدیوں میں اپنے موقف
پر کوئی ٹھوس شواہد پیش کیے جائیں کہ اس سے پہلے بھی کبھی اہل سنت دفاع یزید میں مُتم
ٹھوکیں کر نکلے ہیں؟

عاشق ہے یا مریض ہے، پوچھو تو میرے
پاتا ہوں زرد روز بروز اس جواں کو میں

حامیان یزید علامہ ابن تیمیہؒ کی نظر میں
ہاں اس سے قبل اگر کسی نے دفاع یزید کا بیڑا اٹھایا بھی ہے تو اُمت کے علماء نے
انہیں خالی اور جہال جیسے الفاظ سے ملقب کیا ہے۔ مثلاً عراق کے بعض دیہاتوں میں
جب امام حسینؑ کی تنقیص کی جاتی اور یزید کی تعریف کی جاتی تو شیخ الاسلام علامہ ابن
تیمیہؒ نے لکھا:

فطائفة من الجہال یظنون یزید هذا من الصحابة وبعض

غلاتهم يجعله من الانبياء۔^①

① منہاج السنۃ، جلد چہارم، ص ۱۷۹، مطبوعہ مصر

ترجمہ: جہاں کی ایک جماعت یزید کے متعلق گمان کرتی ہے کہ وہ صحابی تھا اور بعض غالی تو اس کو انبیاء میں شمار کرتے ہیں۔

قارئین کرام! گمراہی میں دھیرے دھیرے بڑھوتری ہوتی ہے۔ جن لوگوں کی نشاندہی علامہ ابن تیمیہؒ کر رہے ہیں، انہوں نے پہلے مرحلہ میں ہی یزید کو صحابی یا نبی نہیں کہا ہوگا۔ بلکہ پہلے تابعی پھر فاتح قسطنطنیہ پھر سیدنا کا لاحقہ اور بعد ازاں اگلے مدارج پہ پہنچایا ہوگا۔ کچھ فکر یہ یہ ہے کہ آج کل بھی یزید کو اگرچہ ”نبی“ یا صحابی تو نہیں کہا جا رہا ہے، مگر وہاں تک لے جانے کے لیے احباب رنج سفر باندھ چکے ہیں۔

صحابی رسول ﷺ کی ایک دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک دُعا پڑھ کر حامیان یزید کی ٹوئیں شرم سے تپ جاتی ہیں۔ اگر دل میں صحابی کا احترام ہو تو یہ مذکورہ دعا پڑھ کر دل کے غبار کو بڑی آسانی کے ساتھ دھویا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے:

”اعوذ باللہ من رأس الستین وإمارة الصبیان“

”میں اللہ تعالیٰ سے ۶۰ھ کی ابتداء اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں“

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

”یشیر الی خلافة یزید بن معاویہ لانہا كانت مسنة سنة من الهجرة“

ترجمہ ”یہ یزید کی حکومت کی طرف اشارہ تھا جو ۶۰ھ میں قائم ہوئی تھی“

جب انسان اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو بعض اوقات سائل کی آتش طلب بھڑکانے کے لیے قبولیت میں تاخیر بھی ہو جاتی ہے مگر جب کوئی برگزیدہ انسان کسی شر سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی التجاء کو فوراً قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جلیل القدر صحابی کی اس دُعا پر ابر کرم یوں مچھلکا کہ حضرت ابو ہریرہؓ یزید کی حکومت قائم ہونے

سے لہجہ ایک سال پہلے انتقال فرما گئے۔ "فمات قبلها بسنة۔"
(پس وہ اس کی حکومت کے قیام سے ایک سال قبل ہی فوت ہو گئے)۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور یزید

سوال: حضرت ابو ایوب انصاریؓ عظیم المرتبت صحابی ہیں۔ انہوں نے یزید کی قیادت میں قسطنطنیہ کا سفر کر کے جہاد میں حصہ لیا تھا، کیا فاسق کی زیر قیادت صحابی رسول ﷺ شریک جہاد ہو سکتے تھے؟

جواب

اس بات سے یزیدی قوم اپنے سفلی جذبات کو تسکین نہیں دے سکتی۔ یہ فکری غربت کے سوا کچھ نہیں۔ اس لیے کہ فاسق حکمران کی زیر کمان جہاد ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان لشکر کفر کی طاقت پہ حملہ آور ہوتا ہے اور حکمران وقت فاسق و فاجر ہوں تو شرکاء جہاد کے دامن تقویٰ پر کوئی دھبہ نہ لگے گا۔ چنانچہ امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے عہد میں احناف کے سرخیل تھے ۳۰۵ھ آپ کا سن ولادت ہے۔ آپ کی تفسیر "احکام القرآن" فقہ حنفی کی حمایت و تقویت اور اس کے دفاع میں لکھی گئی ہے۔ ان کی ایک عبارت پڑھ کر اپنی ذہنی و فکری الجھن دور کی جاسکتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ، خلفاء اربعہؓ (چار یاروں) کے بعد فاسق امراء کے ہمراہ شریک جہاد رہے ہیں اور پھر بطور تمثیل فرماتے ہیں "ابو ایوب الانصاریؓ مع یزید اللعین" یعنی حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے یزید لعین کی معیت میں جہاد کیا تھا۔

① فتح الباری، جلد اول ص ۱۹۳، مطبوعہ مصر

② احکام القرآن للجصاص، جلد نمبر ۳، ص ۴۷

فرمائیے! امام بھصام ڈاک تو نسبت آج، زمانہ یزید کے قریب تھے اور ان کا تو مولد، مسکن، تعلیم و تعلم اور مدفن تک بغداد ہے۔ علمی و تحقیقی اعتبار سے جہاں ان کا طائر فکر پرواز کر رہا تھا، وہاں تک بڑے بڑوں کی ذہنی رسائیاں ٹھٹھک کر رہ جاتی ہیں۔ جغرافیائی، علمی، زمانی اور مکانی ہر اعتبار سے فائق ایک جلیل القدر حنفی مفسر یزید کو ”فاسق“ ہی نہیں، لعین بھی لکھ گئے ہیں۔ افسوس ہے حامیان یزید پر کہ وہ تنہا اور نہتے میدان میں اتر آئے ہیں، باوجودیکہ اپنی پشت پر اسلاف اہل سنت میں سے کسی ایک کو نہیں پاتے، خود کو جادو حق پہ سمجھ کر سب پہ دانت پیس رہے ہیں۔ علمی دنیا میں شور و غل نہیں، دلائل چلتے ہیں۔ شور سے دوسروں کو پریشان تو کیا جاسکتا ہے، جھوٹ کو سچ نہیں بنایا جاسکتا۔

جو اس شور سے میرا روتا رہے گا
تو ہمسایہ کا ہے کو سوتا رہے گا

اسلاف کے نوشتے

قارئین کرام! فسق یزید کے متعلق اب تک ہم نے جو خامہ فرسائی کی ہے، اس میں ہمارے دعوتی رنگ کا یہ پہلو غالب رہا ہے کہ اسلاف کے نوشتے اخلاف کے لیے قیمتی میراث کا درجہ رکھتے ہیں..... اہل دانش کو مہذبانہ دائرے میں رائے کا حق حاصل ہے، مگر مورچہ زن ہو کر اسلاف پر تیر برسائے کا حق کسی کو حاصل نہیں..... یزید کے کردار کو پڑھ کر آج بھی سلیم الفطرت انسان کو آبکائیاں آتی ہیں۔ بایں ہمہ ایسے افراد بھی موجود ہیں جو یزید کا نام آجانے پر نہ صرف یہ کہ ہچھکھچھ جاتے ہیں بلکہ اپنی طولانی بحثوں میں حضرت سیدنا حسینؑ پر ہاتھ صاف کر کے ہی اٹھتے ہیں۔ محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، نذیر احمد شاہ اور عزیز احمد صدیقی اسی قبیل کے لوگ تھے۔ صحابہ کرامؓ جن کے چہروں پر عشق رسولؐ کی ایمان افروز تابشیں تھیں، اہل سنت کہلوانے والے ان پر تنقید کرنے کا تصور تک نہیں کر سکتے

اور یہ بات حجب سے ثابت ہو چکی ہے کہ حمایت یزید فقط حمایت تک نہیں، بغض صحابہؓ پر جا کر منبج ہوتی ہے۔

ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی نے ایسی غفلت پر داز طبائع کو یوں جھنجھوڑا ہے۔

”جو لوگ یزید کے اعمال کی تاویل کرتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع

کرتے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ان صحابہ کرامؓ کے قتل سے

بھی راضی ہیں جو کہ نبی اللہ میں پناہ لیے ہوئے تھے اور یزید کی حکومت کو تسلیم

نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جلیل القدر صحابی ہیں اور مدینہ

منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی ہیں، جن کو سب سے پہلی غذا

(تحنیک) رسول اللہ ﷺ کے اپنے دست مبارک سے ملی۔ حضور ﷺ نے

اپنے دندان مبارک سے کھجور چبا کر ان کے منہ میں رکھا تھا۔ گویا اس عالم وجود

میں آنے کے بعد حضور ﷺ کا لعاب دھن تھا جو آپ کی غذا بنا۔ حضرت

حسینؓ کے بعد وہ یزید کے خلاف صف آراء ہوئے۔ اب کوئی شخص ان کے

عمل کو غلط کہے اور ان کو غلط کار ثابت کرنے کی کوشش کرے اور جاہر حکومت کے

فوجیوں کو برسر حق ثابت کرنے کی کوشش کرے تو یہ تاریخ اسلام پر شب و خون مارنا

ہے۔ کونکے کو کافور اور کافور کو مکملہ ثابت کرنے کی کوشش مسلمانوں کے شجرہ نسب و

محبت کو، رسول اللہ ﷺ سے کاٹ دے گی اور اس سے یہ بات ثابت ہوگی کہ

حضور ﷺ کی نہ تو نگاہ میں کوئی تاثیر تھی، نہ آپ کے اسوہ میں، نہ عمل میں، نہ

ترتیب میں، وہ اپنے افراد خاندان اور قریب ترین صحابہؓ کی تربیت نہ کر سکے۔ مدینہ

کے لوگ جو یزید کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے تھے، یہ وہ انصار مدینہ تھے۔ جنہوں

نے بدر کے موقع پر کہا تھا، ہم آپ ﷺ کے دائیں سے لڑیں گے اور آپ کے

بائیں سے لڑیں گے۔ آپ ﷺ کے لیے سمندر میں کود جائیں گے..... کیا وہ اس

لاؤق تھے کہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کو قتل کر دیا جائے؟ کیا اس واقعہ کے بعد

بھی یزید کی کردار سازی کی کوئی منجائش باقی رہ سکتی ہے؟

قلیل تعداد پر مشتمل دوسرا طبقہ وہ ہے جو امام حسینؑ پر تنقید تو نہیں کرتا، لیکن انتہائی فنکارانہ طریقے سے یزید کی چالپوسی اور تائید کرتا ہے..... لیکن اس طبقہ کو بھی اگر اچھی طرح کریدا جائے تو یہ ایک ہاتھ آگے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ یہ یزید کی تائید سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے دفاع کی آڑ میں کرتے ہیں اور دبی زبانوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر طنز کر جاتے ہیں۔ اسی کو ”ناصیت“ کہا جاتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے: النصب ہو بغض علی و تقدیم معاویہ۔

”حضرت علیؑ کے ساتھ بغض رکھنے اور حضرت معاویہؓ کو اُن پر ترجیح

دینے کا نام ناصیت ہے“

آپ ردّ رفض پر لکھی جانے والی ساری کتب پڑھ جائیے۔ اہل سنت علماء اس طبقہ کو بھی اہل سنت میں شامل کرنے کے روادار نہیں ہیں..... خصوصاً علامہ ابن تیمیہؒ نے ”منہاج السنۃ“ میں جگہ جگہ رافضیوں کے ساتھ ساتھ ان کی بھی خبر لی ہے..... امام اہل سنت مولانا علامہ عبدالشکور لکھنویؒ سے بڑھ کر رافضیت کے داؤ پیچ کو سمجھنے والا کون ہوگا؟ چنانچہ مولانا احتشام الدین مراد آبادیؒ نے اپنی بے مثل تصنیف ”نصیحۃ الشیعہ“ میں ایک جگہ شیعہ مذہب کی کتاب اصول کافی کے حوالہ سے ایک راوی ”یزید معاویہ“ کا ذکر کیا تو حضرت لکھنویؒ نے حاشیہ میں اس کی وضاحت یوں لکھی:

”یہ یزید بن معاویہؓ کا قاتل حسینؑ نہیں، بلکہ حضرت عباس علمدار،

شہید کر بلا کا پوتا ہے“

اس لیے ہم پہلے بھی یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ اسلام کی تاریخ میں ردّ رفض نہ کام کرنے

① اسلامی تاریخ پر شب خون، ص ۳

② تدریب الراوی، ص ۲۱۹

③ نصیحۃ الشیعہ، ص ۱۱ (نوٹ: اگرچہ یہ کتبت کی غلطی ہے شیعہ راوی کا نام یزید بن معاویہ ہے نہ کہ یزید بن معاویہ)

والے ایک ذمہ دار عالم دین کا نام بتا دیجیے، جس نے یزید کے دفاع کو سنی مزاج قرار دیا ہو؟ حال ہی میں مولانا تفتیق الرحمن سنہلی کی کتاب ”واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر“ کا انگلش ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ اس کتاب پر سہ ماہی ”فکر و نظر“ اسلام آباد میں تبصرہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی (نئی دہلی) اس کے مبصر ہیں..... ان کا کہنا ہے کہ واقعہ کربلا سے یزید کو پوری طرح بڑی الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا، نیز محمود احمد عباسی نے خام تاریخی مواد سے کھنا کھٹ نتائج اخذ کیے، لیکن مبصر نے سنہلی صاحب کی اکثر ان عبارات کی تائید کر دی ہے، جو اہل سنت مشرب کے خلاف ہیں۔ اگر ڈاکٹر غطریف صاحب محمود عباسی کی کتب سامنے رکھ کر سنہلی صاحب کی تحقیق اینٹیک کا مطالعہ کرتے تو انہیں ضرور محسوس ہوتا کہ یہ بھی عباسی صاحب کی کھنا کھٹ کا ہی نتیجہ ہے۔ ہاں البتہ مولانا سنہلی نے چونکہ یہ لندن کی فضاؤں میں بیٹھ کر لکھی ہے، اس لیے اسلوب اور انداز یورپین ہے۔ جس سے عام قارئین جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک عرصے سے یہ ریت چل رہی ہے کہ کسی مسئلہ پر حمایت یا مخالفت فیشن کے طور پر بھی کر دی جاتی ہے۔ تمام پہلوؤں پر غور و فکر کرنے کے بعد رائے دینے کا رجحان تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ مسئلہ یزید پر بھی یہی روش دیکھنے میں آرہی ہے..... بات محض یزید کی شخصیت تک نہیں، اس کے پس پردہ ایسے عوامل ہیں جو آگے چل کر عقیدے کی خرابی کا باعث بن جاتے ہیں..... اور عقیدہ میں معمولی سی غلطی بھی انسان کو دخول فی النار کا سزاوار بنا دیتی ہے۔

آغا سید سیدین کی ایک کتاب

”ڈاکٹر ڈاکر نائیک کے نام خط“ کے عنوان سے آج کل ایک کتاب گردش کر رہی ہے، جس کے مؤلف ”آغا سید سیدین موسوی“ ہیں، جو شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈاکر نائیک نے اگر کسی لیکچر میں یزید کی حمایت کی ہے تو ظاہر ہے ہم اس کی ہرگز تائید نہیں کر سکتے لیکن مذکورہ کتاب میں حضرت امیر معاویہؓ پر حسب مزاج شیعہ جو تہرا کیا

گیا ہے اور "امیر شام" کے زیر عنوان صحابی رسول ﷺ پر کچھڑا چھا گیا ہے۔ یہ بھی فرقہ وارانہ فضا کو مزید بغض و عناد سے آلود کر کے وطن عزیز کے استحکام کو متزلزل کرنے کی شیعین کوشش ہو رہی ہے۔ اس کتاب کا اختتام مندرجہ ذیل شعر پہ کیا گیا ہے۔

یزید نام ہے دنیا کی کل نجاست کا
 طہارتوں کے خدا کو حسین کہتے ہیں

جس ماحول میں کسی فاسق و فاجر کو کل کائنات کی نجاست قرار دیا جائے اور ایک صحابی پر تبرا کر کے دوسرے صحابی کو "طہارتوں کا خدا" مان لیا جائے۔ وہاں علمی و فکری انداز میں گفتگو کرنا برگد کے درخت سے انار کی توقع رکھنے کے مترادف ہے۔ افراط و تفریط نے ہی فرقوں کو جنم دیا ہے۔ عیسائیت و یہودیت سے لے کر افضیت، خارجیت اور ناصیت تک سب اشتعال اور عدم اعتدال کی پیداوار ہیں۔ اگرچہ گمراہی کا پیمانہ اپنا اپنا ہے۔

سیدنا حسینؑ اور یزید کے متعلق جو نظریہ اہل تشیع کا ہے، اس میں سچائی کی کوئی کھنک نہیں۔ اس لیے فسق یزید کے اجماعی نظریے کو افضیت سے متاثر قرار دینا حماقت ہے یا ضد کے سوا کچھ نہیں۔ شیعیت پورا کا پورا مذہب میدان کربلا کے گرد گھومتا ہے۔ واقعہ کربلا میں اگر جھوٹ کی آمیزش کیے بغیر بھی صحیح صحیح بیان کر دیا جائے تو دل دہلانے کے لیے کافی ہے، مگر خود ساختہ واقعات تراشنے والے اتنے ماہر اور فنکار ہیں کہ سال بہ سال نئی کارگزاری پیش کرتے ہیں اور اصل حقیقت مفروضوں میں دب کر رہ گئی ہے۔ وہ امام عالی مقام جنہوں نے دھرتی کے بے رونق خاکوں میں انقلاب کے رنگ بھر دیئے تھے، آج ان کے نام پر افسانوں کا ایک طومار باندھا جا رہا ہے۔ ایک بار پھر ہمیں شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب یاد آگئے۔ وہ رقمطراز ہیں:

"افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جب سے مجالس غزا کو کچھ لوگوں نے ذریعہ معاش بنا لیا ہے۔ اسی وقت سے مذہب (شیعہ) کی صحیح تبلیغ ختم ہو کر رہ گئی ہے اور اب تو رفتہ رفتہ ان لوگوں کی ہوس زر اس قدر بڑھ گئی ہے کہ حلال و حرام کی

بھی کوئی پروا نہیں۔ یہاں تک کہ بعض پیشرو مقررین و ذاکرین مخصوص پیشرو
تک انسانیت عورتوں کے ہاں مجالس پڑھنا اور ان سے فیس لینا بھی معیوب
نہیں سمجھتے۔ آہ

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

قارئین کرام! یہ گفتگو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یزید کے متعلق اہل سنت کا نظریہ
انصاف اور اعتدال پر مبنی ہے۔ اس انصاف کی کوئی مثال کیا پیش کرے گا کہ اسلاف اہل
سنت یزید کا تعاقب کرتے ہوئے ایک چھینٹا بھی سیدنا امیر معاویہؓ کے دامن پر نہیں
جانے دیتے اور صحابیت کا پورا پورا احترام کرتے ہیں۔ اسی زمانہ کی بات ہے کہ مولانا سید
لعل شاہ بخاری نے ”استخلاف یزید“ میں فسق یزید پر بہت کچھ مواد پیش کر دیا ہے، مگر جب
سیدنا معاویہؓ پر تنقید کر گئے تو علماء اہل سنت نے فوراً گرفت کی اور قائد اہل سنت مولانا
قاضی مظہر حسینؒ نے باقاعدہ ایک کتاب ”دفاع معاویہؓ“ کے نام سے لکھی۔ جس
کا دوسرا ایڈیشن دیدہ زیب طباعت میں ”ادارہ مظہر التحقیق لاہور“ نے شائع کر دیا ہے۔
حضرت قاضی صاحبؒ ایک جانب اپنی ضخیم تصنیف ”خارجی فتنہ“ میں یزید کے فسق و
فجور پر دلائل کا انبار لگاتے ہیں تو دوسری جانب ”دفاع معاویہؓ“ میں یزید کے والد گرامی
کے دفاع میں خم ٹھونک کر سامنے آ گئے۔ کیا اہل بصیرت و بصارت کے سمجھنے کے لیے یہ کافی
نہیں کہ سنی کسی صورت میں صحابہ و اہل بیتؑ کے پاؤں پر پانی نہیں پڑنے دیتے..... علامہ
ابن خلدونؒ کے احترام صحابیت پر قربان جائیے..... تاریخ ابن خلدون کے مقدمہ میں
لکھتے ہیں:

”فایاک ان تظن بمعاویة رضی اللہ عنہ ان علم بذلك من
یزید، فانه اعدل من ذالک و افضل بل کان یعدله ایام حیاته
لمی سماع الغناء وینہاہ عنہ، وهو اقل من ذالک

• سعادت الدارین فی مقتل الحسین، ص ۲۳

ترجمہ ”آگاہ رہنا تم سیدنا معاویہؓ کے متعلق سوہ سخن کے مریض نہ بن جانا کہ وہ یزید کے فسق و فجور سے آگاہ تھے۔ اس لیے کہ ان کی ذات والا باہر کات اس سے بلند تر ہے کہ اُسے قاسم جان کر ولی عہد بنا دیتے بلکہ وہ تو اپنے حسین حیات میں یزید کو گانے سننے سے منع فرماتے تھے، حالانکہ گانا سننا کم درجے کا فسق ہے“

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارت سے دو حقیقتیں آشکارا ہوتی ہیں۔

① یہ کہ سیدنا معاویہؓ یزید کے کرتوتوں سے مکمل آگاہ نہ تھے۔

② یہ کہ یزید کے فسق کی بناء محض موسیقی سننا نہیں بلکہ لہو و لعب کے علاوہ حریمین

شریفین کی بے حرمتی اور آل رسول ﷺ کے مقدس لہو سے ہولی کھیلنا ہے۔

باقی یہ اعتراض کہ بے شمار صحابہ کرامؓ حضرت حسینؑ کو کربلا جانے سے روکتے

تھے لہذا وہ حضرت حسینؑ کے اس اقدام کے مخالف تھے، صحیح نہیں ہے کیونکہ اصحاب

رسول ﷺ کا حضرت امام حسینؑ کو روکنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ یزید کے حمایتی

تھے بلکہ وہ اس لیے روکتے تھے کہ اس وقت یزید اقتدار کے نشے میں مست ہے اور عوام

حکومت وقت کے خلاف اہل حق کا ساتھ کم ہی دیتے ہیں، کیوں کہ عوام کا مجموعی مزاج یہ ہوتا

ہے کہ وہ ”تحت نشینوں“ کے سامنے ”خاک نشینوں“ کے مقام و مرتبہ کو بھول جاتے ہیں۔ آج

کے ماحول نے یہ حقیقت بے غبار کر دی ہے کہ عوام قبیح شریعت لوگوں کی اقتداء میں نمازیں

پڑھتے ہیں، نکاح اور جنازے پڑھواتے ہیں۔ اپنے ذاتی و خانگی معاملات تک میں ان سے

مشاورت کرتے ہیں لیکن جب کبھی الیکشن میں یہی قبیح شریعت لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو عوام

کی وفاداریاں سادوں کے موسم کی طرح بدل جاتی ہیں۔

دوسری مثال بھی آج کے دور ہی کی لے لیجئے۔ صدر مشرف کے دور میں سانحہ لال مسجد

پیش آیا۔ جس نے دل دہلا کر رکھ دیئے..... شہید بچیوں کی آوازیں آج بھی ان کے دوپٹوں

سے "ہَتَّيْ ذَنْبٍ فُكِلْتُ" (کس جرم میں ماری گئی) کی آ رہی ہیں لیکن نوے فیصد علماء کرام لال مسجد والوں کے اس اقدام کی حمایت نہیں کر رہے تھے تو کیا وہ صدر مشرف کے حامی ہو گئے؟ یا وہ ظلم کی حمایت کر رہے تھے؟ نہیں موقع اور محل کی نسبت سے جاہر حکمران کے سامنے کسی کو مصلحت پر آمادہ کرنا جاہر کی حمایت کے مترادف نہیں ہوتا..... ہمارے اس دعوے کی تصدیق برصغیر کے نامور محقق قاضی اطہر مبارک پوریؒ کی رائے پڑھ کر شاید ہو سکے، وہ لکھتے ہیں:

"اس میں شک نہیں کہ حضرت حسینؑ کو بہت سے صحابہ کرامؓ نے اس اقدام سے منع کیا اور اس کے خلاف مشورے دیئے، مگر یہ فہمائش اس لیے نہیں تھی کہ یزید خلیفہ عادل اور امام برحق ہے، اس کے خلاف خروج غلطی ہے۔ بلکہ ان کی تمام تر فہمائش حضرت حسینؑ کو اس بات پر تھی کہ آپ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے اندر اس اقدام میں کامیابی کی طاقت و شوکت ہے تو آپ کا یہ اندازہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ پوری طاقت و شوکت سٹ سٹا کر بنو امیہ میں آ گئی ہے اور وہ اپنی طاقت کے مقابلہ میں کسی کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے"

دو خطوط کے جوابات

بذریعہ ڈاک مزید ہمیں دو عدد مکتوب موصول ہوئے ہیں۔ پہلا خط ضلع لہ سے موصول ہوا۔ ان کے خط کا مضمون یہ ہے:

مکرمی و محترمی!

السلام علیکم!

ماہ نامہ حق چار یا ایک دوست کی وساطت سے ہر ماہ پڑھتا ہوں۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے آپ یزید کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں، مجھے آپ سے برادرانہ شکوہ ہے کہ آپ اپنی توانائیاں رد و رخص پر صرف کرنے کی بجائے لایعنی موضوع پر کر رہے ہیں۔

میں حیران ہوں کہ آپ نے صحیح بخاری کا کبھی مطالعہ ہی کر لیا ہوتا تو آپ کو اپنے کیے پر زبردست شرمندگی ہوتی۔ کیونکہ بخاری شریف میں ”صلوٰۃ الخوف“ کی ایک روایت کا راوی سیدنا یزید ہے۔ محترم آپ کو لکھنے کا ڈھنگ تو آ گیا ہے، مگر آپ نرے جاہل ہیں۔ بخاری شریف کی دوسری جلد کا صفحہ نمبر ۵۹۲ پڑھیں، اور پھر کتب افسوس ملیں..... افسوس! قاضی مظہر حسین صاحب آپ کی علمی تربیت تو کرنہ سکے، بس یزید کا انقض بھر دیا ہے۔ سزا نوائی پر معذرت چاہتا ہوں اور آپ کے جواب کا بھی منتظر رہوں گا“

تبصرہ

قارئین کرام! آپ نے گرما گرم خط ملاحظہ کیا، اس میں ہمیں جاہل، اور لایعنی، عنوان پر مغز کھپائی کرنے والا قرار دیا ہے۔ جس کا ہمیں کوئی دکھ نہیں ہے۔ انہوں نے خط ہمیں لکھا، لیکن گہرا طنز حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ پر کر دیا۔ اس کا بھی ہمیں کوئی دکھ نہیں ہے کہ مکتوب نگار نے حضرتؒ کی شخصیت اور خدمات کو نہ پڑھا نہ سنا..... ردِ فرض اور عظمت صحابہؓ پر کام کرنے کے دعویدار اگر مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے ناواقف ہیں تو ان کی فکری نبضیں ویسے ہی خاموش ہیں اور وہ چلتے پھرتے لاشے ہیں۔ بقول بلھے شاہ:

بلھے شاہ اسان مُردے دیکھے

کھاندے، پیندے، خردے دیکھے

مکتوب نگار بس اٹھے اور آندھی کی طرح چھا گئے لیکن اب ان کے گرد و غبار کی طرح بیٹھ جانے کا دلکش نظارہ کیجیے۔ مکتوب نگار نے خدا جانے کہاں سے سُن لیا کہ صحیح بخاری میں ”صلوٰۃ الخوف“ کی ایک روایت میں اُن کے مددوچ یزید کا نام ہے۔ حالانکہ اس روایت میں یزید بن معاویہؓ نہیں، بلکہ یزید بن زُرَیج کا نام ہے..... امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ
الزَّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ ۝

”ہمارے سامنے مسدد نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے یزید
بن ذریع نے بیان کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے معمر نے زہری سے
اور پھر انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے۔ الخ

قارئین کرام! جاہل کون ہے؟ ہم اس بحث میں پڑ کر وقت ضائع نہیں کرتے، مگر
نظری پستی کا اندازہ کیجیے کہ محبت یزید نے دوستوں کو کہاں تک پہنچا دیا۔ اب وہ بخاری
شریف جیسی عظمت و رفعت والی کتاب حدیث میں یزید کا نام تلاش کرنے لگ گئے ہیں۔
اور بے تاب دیکھیے کہ بس یزید کے لفظ پر نگاہ پڑی اور خوشی سے نہ صرف لوٹ پوٹ ہو گئے،
بلکہ ایک عدد خط بھی ارسال کر دیا اور یہ پرکھنے کی زحمت تک نہ کی کہ اس لفظ یزید کے آگے
کیا ہے؟ وہاں یزید بن ذریع ہے اور اہل سنت جس یزید کو فاسق و فاجر کہتے ہیں، وہ یزید،
قاتل حسینؑ ہے۔ اور وہ یزید بن معاویہؑ ہے۔ صحاح ستہ تو بڑی دُور کی بات ہے
اقوال زریں میں سے کوئی قول بھی مستند طریقے سے یزید کی طرف منسوب نہیں ہے
مکتوب نگار نے بہت بڑی بڑ لگائی تھی لیکن افسوس کہ ان کو ندامت ہوئی۔ اب کف افسوس
کون ملے گا؟ اور یزید جیسے فاجر کا قلع قمع کر کے صحابہؓ و اہل بیتؑ کا دفاع کرنے پر
خدا تعالیٰ کا شکر کون ادا کرے گا؟ یہ سب پر واضح ہے۔ چونکہ مکتوب نگار ہماری نگارشات
باقاعدہ پڑھتے ہیں اور ہمیں خط لکھ کر انہوں نے ”قلمی دوستی“ کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ اس
لیے ہم بھی برادرانہ مشورہ دیں گے کہ محترم تبادلہ فکر و خیال میں جذباتی نہیں ہوتے۔ آپ
نے صحیح بخاری خود نہیں دیکھی۔ آپ کسی جلع بھنے یزیدی کے بہکاوے میں آگئے ہیں۔
آپ فسق یزید پر علماء اہل سنت کی کتب کا بغور مطالعہ فرمائیں تو بہت جلد سلامتی کے

بخاری شریف، جلد ۲، ص ۵۹۲، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی ۝

ساحل پہ پہنچ جائیں گے۔ نیز آپ شروع سے اب تک ہماری تمام اقساط کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ہم نے رفض و بدعت کی تردید بھی ساتھ ساتھ کی ہے کیونکہ رافضیت، ناصیت، خارجیت اور یزیدیت سب اپنے اپنے دائرے میں گمراہی کے جال میں رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور صحیح سنی العقیدہ مسلمان بنائے۔

دوسرا مکتوب اور اس کا جواب

دوسرا خط ہمیں ”حق چاریار میڈیا سروسز“ کے ڈائریس سے موصول ہوا۔ ”تلخ نامہ“ کے عنوان سے یہ تحریر محمد عرفان الحق (اسلام آباد) کی ہے..... ان کی تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ: یزید نام کے کئی صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہوئے ہیں اور خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی کا نام یزید تھا، جو صحابی تھے۔ لہذا ہمیں اپنے بچوں کا یہ نام بھی رکھنا چاہیے۔ مضمون نگار اپنی نگارشات کا اختتام ان جملوں پر کرتے ہیں۔

”سیدنا یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر بھی نام رکھا جاسکتا ہے اور اس زمانہ میں رکھنا چاہیے تاکہ اس عظمتوں والے نام کا احیاء ہو سکے اور امت کو علم ہو سکے کہ صرف ایک ”یزید“ نہیں ہے بلکہ یہ نام تو کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کے حلقہ احباب کا بھی تھا۔ آج کل ایک ریت چل پڑی ہے کہ عوام و خواص کو فقط کربلا سے منسوب نام ”یزید“ ہی یاد ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے یزید نام رکھنے سے پہلو تہی کی جاتی ہے“

تبصرہ

① بعض ناموں کے جملہ حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں..... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کی نفرت اللہ تعالیٰ نے اتنی ڈال دی ہے کہ آج نہیں بلکہ واقعہ کربلا کے بعد کسی سلیم الفطرت

انسان نے، ظرا وہ عربی ہو یا گجی، اپنے بچے کا نام یزید تجویز نہیں کیا..... آج اگر کوئی طریقہ اسلاف سے ہٹ کر یزید نام رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صحابی کی نسبت سے ہے تو بتایا جائے کہ ملامتِ خصیص کیا ہوگی؟ کیا یہ امتیازی بیج وہ اپنے سینے پر لگا کر پھرتا رہے گا؟ کہ میرا نام چاہل حسینؑ یزید کی نسبت سے نہیں، بلکہ صحابی کی نسبت سے ہے؟

① فرعون کسی ذات کا نام نہیں ہے بلکہ قومِ عمالقہ کے ہر بادشاہ کو "فرعون" کہا جاتا تھا، حضرت یوسفؑ کے زمانے کے فرعون کا نام "ریان" تھا اور یہ ایک نیکِ خصلت تھا، جب کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون کا نام "ولید بن مصعب" تھا، جس کی قرآن مجید میں جا بجا مذمت کی گئی ہے..... قومِ عمالقہ میں بادشاہت کے تخت پر آنے والے فراعنہ میں اچھے اور برے ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ آج کوئی اپنے بچے کا نام "فرعون" رکھ لے اور جواز یہ پیش کرے کہ اس کی نسبت بُرے فرعون کی طرف نہیں بلکہ اچھوں کی طرف ہے۔ تو علمی دنیا کا کون سا ضابطہ اسے قبول کرے گا؟ یا پھر مصر کی بادشاہت میں کیا ظالم فرعون کے بعد یہ لقب اگلی نسل کے بادشاہوں میں منتقل ہوا؟ ہرگز نہیں کیونکہ "بد سے بد نام بُرا" کے تحت ہمیشہ بُرے ناموں سے اجتناب کرنا محتاط اور حساس قوموں کا مزاج رہا ہے۔

② تعجب ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی تعداد پونے دو لاکھ سے متجاوز ہے۔ اور اہل سنت والجماعت صحابہؓ کے اسماء پر اپنے نام رکھتے ہیں لیکن "یزید" نام رکھنے کی ہی ترغیب کیوں دی جا رہی ہے؟ کہیں یہ بھی یزیدی ازم پھیلانے کا نیا منصوبہ تو نہیں؟

③ "حق چاریار" کے زیر عنوان یزید نام کی ترغیب دینے والوں کو سوچنا چاہیے کہ اس نعرے کا غلغلہ بلند کرنے والے قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ تھے۔ آپ کو تو ساری زندگی یہ خیال نہ سوجھا کہ یزید نام کے چونکہ صحابہؓ بھی گزرے ہیں..... لہذا کھل کے نام "یزید" رکھنے پر تاکید کی جائے۔ اس سے پہلے ہندو پاک میں علماء اہل سنت

دیوبند جو وصفِ اعتدال سے مالا مال تھے۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یزید کو "پلید" لکھتے ہیں، اسی طرح دیگر علماء دیوبند اہل سنت نے یزید کے فسق پر مقالے لکھے ہیں۔ لیکن ایک جوالہ رحمۃ اللہ علیہ کیا جائے کہ کسی عالم دین نے صحابی کی نسبت سے "یزید" نام رکھنے کا مشورہ دیا ہو؟ یہ خیال آج ہی کیوں انگڑائیاں لے رہا ہے؟ لہذا اگر قلب و دماغ میں کوئی فکری مرض نہیں پل رہا تو خدا را اس ترغیب سے باز آئیے۔

⑤ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندہ کرامت ہے کہ یزید کی حمایت میں خون پسینہ ایک کرنے والوں کو بھی یہ نام رکھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، نذیر احمد شاہ، عزیز احمد صدیقی اور سلطان نظامی جیسے لوگوں نے یزید کی تعریف میں کیا کچھ نہیں کیا۔ لیکن ضمیر کی پکڑ دیکھیے کہ ان میں سے کوئی بھی یزید نام اپنے کسی بچے کا نہ رکھ سکا۔ کیوں کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترپانے والوں کو تاریخ کے ماتھے سے خالق کائنات نے گھرچ کر رکھ دیا ہے اور ایسا نشانِ عبرت بنا دیا ہے کہ فی نفسہ جائز ہونے کے باوجود اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام ہونے کے باوجود بھی کوئی "یزید" نام رکھنے کی تاب نہیں رکھتا۔۔۔۔۔ اگر ہمارا یہ دعویٰ غلط ہے تو ہم مضمون نگار کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ آپ اپنے خاندان میں سے کسی بچے کا نام "یزید" رکھیں اور پھر دیکھیں کہ آپ کا اپنا ضمیر آپ کو کیسے پٹھنیاں دیتا ہے؟

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی اور مسئلہ یزید

مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے ۲۸ ستمبر ۱۹۹۱ء کو تقریباً چار سو علماء کرام کی موجودگی میں اس وقت کے وزیراعظم نواز شریف کو "تاریخی دستاویز" پیش کی تھی، جس میں شیعہ مذہب کی انتہائی دل آزار کتب کے عکس اور عبارات تھیں۔ اس اجلاس میں شیعہ نمائندہ ریاض حسین نقوی نے ایک اعتراض کیا تھا، اس کا جواب مولانا فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جو "تاریخی دستاویز" کی ابتداء میں موجود ہے۔ فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ریاض حسین نقوی نے اپنی تقریر میں سپاہ صحابہؓ پر تھوڑے اور یزید کی حمایت کا الزام لگایا..... راقم نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید کے بارے میں جس موقف کی بات ریاض نقوی کی ہے، وہ بے بنیاد ہے۔ جب سے سپاہ صحابہؓ قائم ہوئی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک کسی ایک چھوٹے سے چھوٹے کارکن نے بھی زبان و قلم سے یزید کی تعریف نہیں کی۔ اگر یہ بات غلط ہو تو ابھی ثبوت پیش کیا جائے۔ یزید کے بارے میں جو موقف امام ابوحنیفہؒ سے لے کر مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا احمد رضا خان بریلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ہے، وہی ہمارا ہے۔ ہم نے کبھی یزید کی وکالت نہیں کی۔ اس پر محفل کے تمام بریلوی علماء داد و تحسین دینے لگے، انہوں نے کہا کہ ہم بھی پہلے اس غلط فہمی میں تھے کہ سپاہ صحابہؓ یزید کی وکالت کرتی ہے ❶

مندرجہ بالا حوالہ نوجوان دوستوں کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے، جو موقع بہ موقع یزید کی دہے لفظوں میں حمایت کرتے رہتے ہیں..... ان جذباتی دوستوں کو اگرچہ ہم "قتلہ" کے ضمن میں نہیں لاسکتے کہ یہ نادانستہ طور پر یہ قدم اٹھاتے ہیں لیکن حامیان یزید کا لڑیچہ پڑھنے والوں پر بخوبی عیاں ہے کہ رفتہ رفتہ انہی لوگوں کے قلم اور زبان سے حضرات حسن و حسینؑ کے متعلق وہی جملے صادر ہوئے، جو کسی تمبر باز شیعہ کی زبان سے حضرات ابوبکر و عمرؓ کے متعلق صادر ہوتے ہیں۔ اہل سنت جب فسق یزید پہ بحث کرتے ہیں تو ان کا مقصد دراصل حضرت امام حسینؑ کے منصب صحابیت کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ یزید کی حمایت سے ایک جلیل القدر صحابی کا منصب مجروح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی یا ان کے دیگر ہم نوا، اپنی صحت کے بہترین ایام اس کھود کر یہ مس کھاتے رہے کہ حضرت حسینؑ صحابی نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایک تابعی تھے۔ گویا ان

لوگوں کا ضمیر بھی فیصلہ دے چکا تھا کہ حضرت حسینؑ کو صحابی مان کر یزید کی حمایت میں کمر بستہ ہونا خاصا مشکل ہے..... اب افراط و تفریط کا حال دیکھیے کہ سبائیوں نے حضرت حسینؑ کو (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے قائم مقام بنا دیا اور یزید یوں نے شرف صحابیت سے ہی محروم کر دیا..... یہ وہ زہریلے برگ و بار ہیں، جن کی مسموم فضاء میں آج امت مسلمہ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے..... امام عالی مقام سیدنا حسینؑ صاحب روایت اور اہل بیت صحابی ہیں، ان کے صحابی ہونے میں کوئی کلام نہیں، تو لامحالہ کتاب و سنت میں جو حقوق دیگر اصحاب رسول ﷺ کے لیے ثابت ہیں، حضرت امام عالی مقام بھی ان کا کامل استحقاق رکھتے ہیں..... اس لیے ہم اہل سنت کے ان دوستوں سے عاجزانہ درخواست کرتے رہتے ہیں کہ وہ یزید یوں کی کھوکھلی باتوں میں آ کر اپنے اسلاف کی قیمتی میراث سے ہاتھ نہ دھو بیٹھا کریں..... حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ لکھتے ہیں:

”حضرت حسینؑ نہ صرف صحابی ہی ہیں، بلکہ قرابت نبوی کی خصوصیت سے بھی مالا مال ہیں۔ جو اہل بیت کا مخصوص حصہ تھا اور اس کی بناء پر ان کی قلبی تطہیر اور رجس و نجس باطن سے پاکی اور بھی زیادہ مؤکدہ ہو جاتی ہے“

فسق یزید کی تشہیر کیوں؟

حامیان یزید کا ایک ہوائی فائر یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی فاسق کے فسق کا پرچار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو جواباً عرض ہے کہ فسق کی تشہیر نہیں کی جاتی، بلکہ امام حسینؑ کے مقابلہ میں اس کی شرعی پوزیشن عیاں کی جاتی ہے..... صدر رضیاء الحق مرحوم نے ایک بار اپنی تقریر میں یزیدیت کو جڑ سے اکھاڑنے کی بات کی تھی، تو قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے اپنے ایک مضمون میں ”یزیدیت کیا ہے؟“ کے زیر عنوان لکھا۔

”ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے نزدیک یزیدیت کیا ہے؟ اگر آپ کے نزدیک

یزیدیت کتاب و سنت کے خلاف کردار و افعال کا نام ہے تو پھر سارا ملک یزیدیت سے بھر پور ہے۔ کیا کلمہ اسلام اور اذان اسلام میں اضافہ جائز ہے؟ حالانکہ یزید نے کلمہ و اذان میں تبدیلی نہیں کی تھی، خلفائے راشدینؓ اور امہات المؤمنین کے خلاف اس نے زہر نہیں اگلا تھا۔ صحابہؓ اور تابعین کے دور میں اس کا کردار فاسقانہ تھا، امام حسینؑ کے مقابلے میں وہ فاسق تھا اور جمہور اہل سنت والجماعت اور ان کی اتباع میں اکابر دیوبند فسق یزید کے قائل ہیں ❶

علامہ عبدالعلی لکھنویؒ، جنہیں ”بحر العلوم“ کہا جاتا ہے۔ آپؒ نے یزید کو ”انجس الفساق“ لکھا ہے..... یعنی فاسقین میں خبیث ترین تھا ❷

اسی طرح مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ نے اپنے مکتوبات میں ایک جگہ لکھا ہے ”بلاریب مشارک ماغازی است یا شہید و مقابل ما ابو جہل است یا یزید“ ❸
یعنی بلاشک و شبہ ہمارے ساتھ معرکہ میں شریک غازی ہے یا شہید، اور جو ہمارے مد مقابل ہے وہ ابو جہل ہے یا یزید۔

قارئین کرام! یہ ایک مرحلہ فکر ہے، کیا یہ ساری علمی دنیا شیعیت سے متاثر ہو گئی ہے؟ جیسا کہ حامیان یزید غوغوئے آرائی کرتے ہیں..... بجائے اس کے کہ ہم ان اسلاف امت کے زیر بار ہوتے کہ انہوں نے اپنی راتیں کاٹ کر زمانے کی محفلیں سجائی ہیں، ان پر طعن کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ سبائی پروپیگنڈے سے متاثر ہیں..... محض یزید کی حمایت میں چودہ صدیوں کے اہل علم پر پھبتیوں کے جھاڑ باندھنا پر لے درجے کی سفاکتی نہیں تو کیا ہے؟

- ❶ صحابہ کرامؓ اور پاکستان، مطبوعہ ۱۹۸۸ء
- ❷ نوائے الرحموت، صفحہ نمبر ۲۲۳، جلد نمبر ۲
- ❸ مکتوبات سید احمد، صفحہ نمبر ۱۳۹

ایک تلخ حقیقت

مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ (علی میاں) سیرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی جانے والی اپنی مایہ ناز تصنیف ”المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ“ کے مقدمہ میں اس تلخ حقیقت کو بھی نوکِ قلم پر لائے ہیں کہ ”انہی مظلوم شخصیات میں“ جن کے حقوق نہ صرف یہ کہ ادا نہیں ہوئے، بلکہ اُن کے حق میں شدید بے انصافی روارکھی گئی، حضرت سیدنا علی رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی طالب کی بلند و محبوب شخصیت بھی ہے۔ مخصوص حالات، خاص قسم کے عقائد اور چند نفسیاتی اسباب کی بناء پر اُن کی سیرت پر بہت گہرے اور دبیز پردے پڑ گئے ہیں، اربابِ بحث و تحقیق تو الگ رہے، خود وہ لوگ جو اُن کی عظمت کے گمن گاتے ہیں اور ان کے نام پر اپنے عقائد کی عمارت تعمیر کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی اکثر اوقات ان کی سیرت کا مطالعہ معروضی و تحقیقی انداز میں نہیں کیا اور پورے ماحول اور اُن کے عہد کے تقاضوں اور دشواریوں کو سامنے رکھ کر امانت و غیر جانبداری کے ساتھ پیش نہیں کیا۔^①

یہی شکوہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر لکھی جانے والی کتابوں میں کیا گیا ہے۔ بلکہ ”مظلوم شخصیت“ آپ رضی اللہ عنہ کے نام کا لاحقہ اور سابقہ بنا دیا گیا ہے۔ محقق بے بدل مولانا محمد نافع مدظلہم لکھتے ہیں:

”ناقدین کے ہاں اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ہنوامیہ کے معائب و نقائص پھیلانے کو خاص کاہ خیر اور دین کی خدمت سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کی تان بے جا حملے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ٹوٹی ہے“^②

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف شیعہ کیمپ سے جتنے تیر نکلتے ہیں، اُن پر ہمیں کوئی تعجب نہیں ہے۔ جن کا فکری نسب مکھوک ہوتا ہے وہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہم و آلہم و سلم پر تبرا کرنے کو اپنا

① المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ، صلی نمبر ۱۸

② سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، جلد اول، ص ۲۴

مذہبی مزاج گردانتے ہیں..... حضرت علیؑ کی حقیقی منقبت بھی گروہ شیعہ کا نصیب نہ ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکے گا۔ ان دونوں شخصیات کی عظمت و منقبت پر بہت کچھ لکھنے کے باوجود بھی سنی علماء و فکدکاروں کو کمی کا شدید احساس رہا، یہ ان کے خلوص و صداقت کا ایک روشن نمونہ ہے۔ اہل سنت صفحات کے صفحات ان کی سیرت و سوانح پر لکھ جاتے ہیں، مگر ہر دو شخصیات سے ان کا قلبی و ایمانی تعلق دیکھیے کہ وہ پھر بھی اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ ان پر خاطر خواہ مواد امت مسلمہ کے سامنے پیش نہ ہو سکا اور یوں وہ اپنے جذبات کے نعروں کو سلگاتے رہتے ہیں..... حقیقی مظلوم سیدنا امام حسینؑ ہیں کہ ایک طرف ان کے سفاک قاتلوں کو ”تابعی“ اور کھڑے مسلمان ثابت کرنے کی ناروا سعی ہو رہی ہے، تو دوسری جانب پورے دین کی عمارت منہدم کر کے فقط ”یا“ اور ”مولا“ حسینؑ کے نعروں سے ہی دامن حیات کو تار تار کیا جا رہا ہے..... اہل سنت کو ایک جانب رکھیے، آپ خارجی، ہامی اور شیعہ تحریروں اور تقریروں کا تقابلی جائزہ لیں، اور پھر ضمیر سے فیصلہ لیجیے کہ لعاب رسولؐ پہ پلنے والے اس عظیم صحابی سے کیسا کھیل رچایا جا رہا ہے؟ ایک مخلص مسلمان ان کا لٹریچر پڑھ کر دل دہکا بیٹھتا ہے۔ نہ مئے خانہ کے ساغر کی پہچان ہوتی ہے اور منافقت کے سودا گروں کی۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ آج جس ماحول میں ہم سانس لے رہے ہیں، سیدنا امام حسینؑ سے بڑی ”مظلوم شخصیت“ شاید ہی کوئی اور ہو۔ جن کے ساتھ تلواریں انصاف کر سکیں اور نہ ہی قلم انصاف کر سکے۔ نا انصافی اور ظلم کی انتہا دیکھیں کہ ایک طبقہ واقعہ کر بلا کو افسانوں کا طومار بنا کر پیش کرتا ہے۔ گویا اصلی ظلم میں ابھی کوئی کمی رہ گئی تھی کہ افسانوں کی آمیزش کرنا پڑ گئی۔ دوسرا طبقہ اس واقعہ کے ذمہ داروں کے چہرے سے نقاب اٹھانے کے حق میں نہیں اور تیسرا ایک ”سکوٹی“ طبقہ برآمد ہوا کہ جو کچھ ہوا اس پر ”خاموشی“ کی چادر ڈال دو۔ نہ قاتل کے چہرے کا نقاب کھینچو، اور نہ ہی مقتول کے کفن کو ہاتھ لگاؤ۔ عقائد ریزہ ریزہ ہوتے ہیں، ہو جائیں۔ ایک جلیل القدر صحابی کی پوزیشن متاثر ہوتی ہے، ہو جائے۔ صحابہ کرامؓ کے متعلق تشکیک کے راستے نکلتے ہیں تو نکلیں، ان کا

سبق ایک ہی ہے۔ سکوت! جو قاتل تھے انہوں نے افسانوں کو اپنایا، جن کے دماغوں پر زنگ چڑھا وہ سکوت کے غار میں جا گھے..... آبا در ہیں اہل سنت والجماعت، جنہوں نے یزید کے ”فسق“ اور حسینؑ کے ”عشق“ پر دو ٹوک موقف اختیار کر کے ”سکوتی“ اور افسانوی کرداروں کو پاش پاش کر دیا۔ احمد حسین کمال یزیدی نے ”داستانِ کربلا“ میں اور محمود احمد عباسی نے اپنی جملہ کتب میں جو کچھ لکھا ہے وہ نظریہ اہل سنت کے بالکل برعکس ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانیؒ نے یہ انکشاف کر کے علمی حلقوں کو حیرت کدہ بنا دیا تھا کہ محمود احمد عباسی جب اہل بیت رسول ﷺ کے خلاف لکھ رہے تھے تو چینی سفارت خانے میں ملازم تھے اور ”داستانِ کربلا“ جب شائع ہوئی تو احمد حسین کمال روسی سفارت خانہ میں بطور ملازم کام کر رہے تھے اور اصحاب رسول ﷺ کے خلاف لکھے جانے والے لٹریچر کے پس منظر میں جو جو طاقتیں کار فرما رہیں، وہ ہر ایک پر عیاں ہے۔ یہیں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خرمن اہل سنت کو جلانے کے لیے کہاں کہاں سے ایندھن برآمد ہوتا ہے؟

ابن زیاد کا اعتراف کہ ”یزید فاسق“ ہے

اکابرین اہل سنت ہر زمانہ میں یزید کے فسق پر متفق رہے ہیں اور گزشتہ بحث میں ہم نے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کا یہ قول بھی پیش کیا تھا کہ ”یزید کی تفسیق پر اتفاق ہے“ تکفیر پر اختلاف ہے“ یہ قول ان کی کتاب ”شہید کربلا اور یزید“ میں ہے۔ جو محمود احمد عباسی کی کتاب ”خلافت معادیہ و یزید“ کے جواب میں آپ نے لکھی تھی۔ یزیدی مزاج لوگ، جو ہر وقت اپنے ممدوح کے متعلق ”ہمہ اوست“ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس کی تعریف و توصیف کو ہی اپنی فکری متاع سمجھتے ہیں۔ انہیں آگاہ رہنا چاہیے کہ ابن زیاد جو یزید کے اشارہ ابرو پر سب کچھ کر گزرنے پر تیار رہتا۔ وہ بھی آخر یزید کے متعلق لفظ ”فاسق“ کہہ کر گویا ثابت کر گیا کہ یزید وہ ہے جسے ”فاسق“ بھی فاسق کہنے پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ حادثہ کربلا کے بعد یزید نے اپنے زمانہ اقتدار کے آخری ایام میں حضرت عبداللہ

بن زبیرؓ کو گرفتار کرنے کا منصوبہ بنایا، تو مکہ معظمہ پر چڑھ دوڑنے کے لیے اس کی نگاہ انتخاب ایک بار پھر ابن زیاد پر پڑی تو اس نے کہا:

”والله لا اجمعهما للفاسق ابدا اقل ابن بنت رسول الله

صلى الله عليه وسلم والنمز والبيت الحرام ۝

ترجمہ: ”اللہ کی قسم میں اس فاسق کے چکمہ میں آ کر دونوں گناہوں کی نموست

اپنے نامہ اعمال میں جمع نہیں کر سکتا، حضور ﷺ کے نواسے کو قتل کر دیا، اب بیت

اللہ پر بھی چڑھائی کر دوں؟“

قارئین کرام! اس عبارت سے یہ عقدہ بھی کھل ہو گیا کہ یزید نے قتل کا حکم دیا تھا،

یزیدی لشکر کا کمانڈر معترف ہے کہ میں نے فاسق (یزید) کے کہنے پر ہی آل رسول ﷺ کا

خون بہایا تھا۔ اہل علم نے اپنا مافی الضمیر پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔

ضمیر کی آواز بے ضمیروں کو قائل نہ کر سکے تو اس میں اُن کا کوئی تصور نہیں۔ بقول غالب

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں

ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

قلم اور زبان کے آگے کوئی گڑھا تو ہوتا نہیں کہ گر جانے کا خطرہ ہو، اس لیے یزیدی

دوست بے دھڑک ہو کر یہ دونوں گھوڑے سرپٹ دوڑاتے ہیں، حقائق سے خواہ کتنے ہی دور

ہوں، بس کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا اٹھا کر بھان متی کا کنبہ تیار کر لیتے ہیں اور اس پر

اثرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یزیدی جماعت کے وہ اراکین جن کے مغز ضد نے چاٹ دیئے

تھے، میں ایک نام ”ابو یزید محمد دین بٹ“ بھی تھا۔ انہوں نے مدح یزید میں ایک کتاب

”رشید ابن رشید“ لکھی تھی، جس پر پہلے ہم تفصیلی تبصرہ کر چکے ہیں، ان کی تحقیق کی داد دیجیے

کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں دعویٰ کیا کہ یزید کی خلافت پر اہمات المؤمنین متفق تھیں

اور محمدؐ کوئی پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یزید کے دور میں سیدہ خضہؓ چھٹا حیات تھیں،

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں۔“ (یعنی ان کا حیات ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ انہیں یزید پر اعتماد تھا) اس نرالی تحقیق اور عمیق دلیل پر یقیناً اہل علم کی پلکیں بھیگ جائیں گی بلکہ عقلیں شکار ہو جائیں گی۔ لیکن جب شعور پر مٹی کی موٹی جہیں ہمیں تو یزیدی حضرات نے اس کتاب کو بغل میں لے کر جشن منایا کہ اس کتاب کا ہر حوالہ ناقابل تردید ہے۔

نوٹ: بریلوی مسلک کے راہنما مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی اس مقالے کا شکار تھے کہ کتاب ”رشید ابن رشید“ محمود احمد عباسی کی ہے۔ چنانچہ ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو میوہ ہسپتال لاہور میں جب وہ زیر علاج تھے تو اپنے ایک مرید کو بطور نصیحت کہا ”محمود احمد عباسی کی کتاب، رشید بن رشید“ دیکھو اور اس کے جواب کے متعلق غور کرو“ ❶

چونکہ یہ کتاب اس کے بعد نہ چھپی اور مفتی صاحب کی ”سوانح حیات“ دستیاب ہے، لہذا غلط فہمی کے ازالہ کے لیے ہم نے یہ تصریح کر دی ہے۔ مفتی احمد یار خان صاحب کھانے پینے کے معاملہ میں کافی دلچسپی لیتے تھے، بقول سوانح نگار

”ناشتہ میں گندم کے آنے کی روٹی، بعد از ناشتہ کشمیری الاچھی والی چائے، دوپہر میں اکثر گوشت آلو، اور بکری کے پہلو کا گوشت پسند فرماتے، نیز، پلاؤ، فرنی، ترکاری میں کدو، لوکی، مٹھائیوں میں قلاقند، مسبن حلوہ، بدایوں والے پیڑے، پچلوں میں آم، بعد نماز عشاء، بھینس کا خالص ایک پاؤدودو، پتلی روٹیاں، ادراک کا پانی اور مولی یا چھندر ضرور کھاتے تھے“ ❷

بہت ممکن ہے کہ مصروفیات کی بناء پر وہ کتاب ہذا نہ دیکھ سکے ہوں، تسامح ہو گیا ہو اور ابو یزید محمد دین بٹ کی کتاب کا مصنف محمود احمد عباسی کو قرار دے دیا ہو!

اب صورت حال یہاں تک آچکی ہے کہ اگر کوئی امام حسین رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کرے تو اس کو شیعی پروپیگنڈے کا شکار سمجھ لیا جاتا ہے۔ مولانا محمد ضیاء القاسمی رضی اللہ عنہ نے اپنی

❶ حالات زندگی، صفحہ نمبر ۱۵۱

❷ حالات زندگی، صفحہ نمبر ۱۸۳

کتاب "خطبات قاسمی" میں یہ مشہور رباعی درج کر دی۔

شاہ است حسینؑ، پادشاہ است حسینؑ
 دین است حسینؑ، دین پناہ است حسینؑ
 سر داد، نہ داد دست دردست یزید
 حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

قطعہ نظر اس سے کہ یہ رباعی کس کی ہے؟ اس میں فقط اس حقیقت کو کھولا گیا ہے کہ سیدنا امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ سردار ہیں، آپ کا وجود اور آپ کی قربانی سراسر دین ہے، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ دین کے محافظ ہیں، سردے دیا لیکن یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیا اور اپنے وقت میں آپ رضی اللہ عنہ نے عزیمت پر عمل کر کے گویا دوبارہ دین کی ابدی صداقتوں کا احیاء کیا۔ ان الفاظ میں کوئی ایسی لچک ہے، جس سے رفض کی یو آتی ہو؟ لیکن جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے یزیدی ونگ نے یہ شعر "مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کی زبان پر" ذاکر انداز" کی جھلک قرار دیا ❶

مولانا سید حامد میاں رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق کہیں کہہ دیا کہ سلاسل اربعہ کے چاروں سلسلے آپ رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتے ہیں تو حکیم فیض عالم صدیقی نے انہیں "رفض سے متاثرہ ذہن" قرار دیا ❷

اور بعد ازاں طویل خط و کتابت بھی ہوئی۔ اب ماہ نامہ "انوار مدینہ" میں یہ خطوط آٹھ اقساط میں چھپ چکے ہیں ❸

گویا اب اہل سنت کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا آپ کے خاندان کا تذکرہ کسی آزمائش سے کم نہیں، ادھر ان کی منقبت میں لب کشائی ہوئی اور ادھرنا صمیمیت کے خیموں سے طعنہ زنی

❶ ماہ نامہ تعلیم القرآن، راولپنڈی، مئی ۱۹۸۳ء، ماہ نامہ نغمہ توحید، مہجرات، ستمبر ۱۹۸۹ء

❷ حقیقت مذہب شیعہ، صفحہ نمبر ۱۸۵

❸ اگست ۲۰۰۷ء تا مارچ ۲۰۰۸ء کے شمارے ملاحظہ فرمائیں

شروع ہو گئی۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرتے ہیں تو شیعیت ڈستی ہے، اہل بیتؑ کو یاد کرتے ہیں تو ناصبی و خارجی اور یزیدی بڑبڑاتے ہیں اور یہی اہل سنت کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ باطل کے ترکشوں سے نکلنے والا ہر تیر یہ اپنی چھاتی پر سبہ جاتے ہیں، لیکن نہ کسی صحابی کا دامن چھوڑتے ہیں اور نہ اہل بیتؑ سے عقیدت میں کمی آنے دیتے ہیں۔

ایک شیعہ رسالے کا تازہ اقتباس

عصر حاضر کے شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو صاحب اپنی قوم شیعہ کو ”خون حسینؑ“ کا تاجر قرار دے چکے ہیں۔ شیعہ علماء اپنی قوم کی زبوں حالی پر کچھ ایسے ماتم کناں ہیں کہ انہیں ماہ محرم کا ماتم تقریباً بھول چکا ہے۔ ڈھکو صاحب کی زیر ادارت نکلنے والا رسالہ ”دقائق اسلام“ بابت جولائی ۲۰۱۱ء کا ادارہ لائق مطالعہ ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”اگر تحقیقی جائزہ لیا جائے تو ہماری یہ مجالس عزنا اپنا حقیقی مقام کھوپچکی ہیں، جو منبر حسینی قرآن و حدیث اور علمی مباحث کا مرکز تھا، اب ان پڑھ اور بد عمل لوگوں کے قبضہ میں ہے..... آج کل اکثر لوگ بد عقیدگی بد عملی اور بد نظمی کا شکار ہیں، اس کی بڑی وجہ اہل منبر کی خرابی ہے۔ اہل علم اور اہل تقویٰ کی بجائے ان پڑھ اور بے دین لوگ منبر حسینی پر براجمان ہیں۔ زانگوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن قوم شیعہ جس انتشار اور خلفشار سے دوچار ہے، انہی تاجران خون حسینؑ کی بدولت رسوا اور پسماندہ ہے۔ نا اہل لوگ علی الاعلان اسلام کے اصول و عقائد اور اعمال کی توہین کرتے نظر آتے ہیں، قوم کی اکثریت انہیں داد و تحسین دیتی نظر آتی ہے۔ عزاداری کے دوران اوقات نماز کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ دوران مجلس نماز کا وقفہ نہیں ہوتا، یہ سب ذاکرین و دو اعظمین کی خطابت کا نتیجہ ہے۔ جو نماز اور عبادات کا مذاق اڑاتے ہیں۔“

① ماہ نامہ دقائق اسلام سرگودھا، جولائی ۲۰۱۱ء

قارئین کرام! سیدنا حسینؑ کے نام پر شیعیت کے اعمال و کردار کا جو ہم نقشہ پیش کرتے ہیں، ڈھکوسل صاحب کے اس رسالہ میں اس کی توثیق موجود ہے۔ لہذا ہمارا یہ دعویٰ اگر قابل قبول نہ ہو تو کم از کم قابل سماعت تو ہونا چاہیے بہر حال اہل تشیع کا یزید کو برا بھلا کہنا فی الحقیقت حضرت معاویہؓ سے ہیؑ سے قلبی عناد کا نتیجہ ہے اور یزید یوں کا یزید کو صالح بنا کر پیش کرنا فی الحقیقت سیدنا حسینؑ سے بغض کا نتیجہ ہے۔ تو اب بتلائیے ان دونوں سے خیر کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟ بنیادی طور پر یہ دونوں گروہ حق کی بیڑی سے اتر کر کوسوں دور جا چکے ہیں۔ یہ دونوں اپنے ادعا میں مخلص نہیں ہیں۔ اہل سنت کی دعوت اور محنت یہ ہے کہ نئی نسلوں کو ان سے بچایا جائے۔ ان کی زنگ آلود فکر میں بگاڑ ہی بگاڑ ہے۔ محدثین کرام بڑے روشن دماغ اور سلیم الطباع ہوتے تھے..... ان نیک خصلت لوگوں نے اصول بنا دیا تھا کہ یزید اس درجہ کا قاسق اور ناقابل اعتبار ہے کہ اس سے کوئی روایت قبول نہیں کی جاسکتی۔ علامہ ذہبیؒ کا یہ قول نظریں جما کر پڑھیے۔

”یزید بن معاویہ لیس باہل ان یروی عنہ وقال احمد بن

حنبل لا ینبغی ان یروی عنہ“ ①

”یزید اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کوئی روایت لی جائے اور حضرت امام احمد

بن حنبلؒ نے فرمایا کہ یزید سے روایت کرنا جائز ہی نہیں ہے“

باپ کے متعلق بیٹے کا بیان

اولاد سے بڑھ کر والدین کے جلی و خفی حالات کا واقف کوئی نہیں ہو سکتا۔ کتب تواریخ میں تو اتنے سے یہ شہادت ملتی ہے کہ یزید نے اپنے جس بیٹے کا نام اپنے والد گرامی کے نام کی نسبت سے ”معاویہ“ رکھا تھا، وہ تقویٰ و طہارت میں اپنے عظیم دادا کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ یہی معاویہ بن یزید اپنے باپ کے انتقال کے بعد جب خلافت کے والی بنے تو پہلے

① میزان الاعتدال، جلد ۴، ص ۴۴۰

دن ہی منبر پر آ کر یزید کے کالے کرتوت رو رو کر بیان کرتے تھے اور فرماتے تھے:

”میرے باپ نے حکومت سنبھال تو لی تھی مگر ”کان غمیر اہلہ“ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں تھا۔“ و صاف ہی قبرہ رہینا ہذا نبویہ ثم ہکسی“ میرا باپ یزید اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر قبر میں چلا گیا، پھر (معاویہ) خوب روئے اور فرمایا ”وقد قتل عترة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ اس نے حقیقتاً رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو قتل کیا..... یہ کہہ کر وہ اقتدار سے کنارہ کش ہو گئے اور بعض نے لکھا ہے کہ انہوں نے جنگل کا رخ کیا اور پھر ساری زندگی ان کا سراغ نہ مل سکا۔ حضرت معاویہ بن یزید کا یہ تفصیلی خطبہ علامہ ابن حجر کی رحلت نے اپنی کتاب الصواعق المحرقة صفحہ نمبر ۱۳۳ پر درج کیا ہے۔

قارئین کرام! جس یزید کی صفائی اس کی حقیقی اولاد تک نہ دے سکی، آج بڑے فخر سے صدیوں گزر جانے کے بعد لنگوٹ کس کر کچھ لوگ میدان میں نظر آتے ہیں اور وہ یہ عزم کیے ہوئے ہیں کہ یزید کے اصلی کردار کو چھپا دیا جائے، ایک جابر اور ظالم کو بچانے کے لیے وہ صحابی رسول (سیدنا حسینؑ) کا تقدس پامال کرنا چاہتے ہیں، اس سے ان کا دنیا و آخرت میں کونسا مفاد وابستہ ہے؟ وہ کیوں کردار یزید سے کالک اتارنے کے لیے جہاب ہیں؟ ہم نہیں جانتے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ موسلا دھار بارش، آندھیوں اور گردش لیل و نہار سے چیتے کی کھال سے دھبے اور نقش کبھی مٹ نہیں سکتے۔

مولانا کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کی صاف گوئی اور منفرد طرز نگارش:

حامیان یزید اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ فسق یزید کا نظریہ دراصل رفض سے متاثرہ دماغوں کی فکری پیداوار ہے۔ اس وقت مولانا کرم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پردہ ذہن پر ابھر رہی ہے۔ اور ان کی شہرہ آفاق کتاب ”آفتاب ہدایت“ پیش نظر ہے۔ ردِ رفض پہ لکھی جانے والی اردو زبان کی تمام کتب میں سے عام فہم، سہل اور منفرد ترتیب سوائے ”آفتاب ہدایت“ کے کسی اور کتاب میں نظر نہیں آئے گی۔ اس کتاب نے ہندو پاک کے شیعیت کی نظریاتی بساط لپیٹ کر رکھ دی ہے۔ آج اگر علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ زندہ ہوتے تو اپنی گروہ سے یہ کتاب چھپوا کر اہل سنت کے متاع دانش کی حفاظت کرتے۔ چکوال کے قصبہ ”بھین“ میں

اس شیر کا کچھار ہے جس نے یہ علمی سرمایہ سپرد قرطاس کر کے سنی قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا۔
 مولانا کریم الدین رضویؒ اپنی اس کتاب میں یہ عنوان قائم کرتے ہیں۔

”سب سے پہلا ماتمی یزید ہے“

اصل تشیع کی کتاب ”اخبار ماتم“ میں لکھا ہے کہ پہلا ماتم یزید کے گھر سے شروع ہوا، چنانچہ یہ حوالہ رقم کرنے کے بعد مولانا دبیر رضویؒ لکھتے ہیں۔

”شیعہ غور کریں کہ وہ ماتم کرنے میں کس کی اتباع کر رہے ہیں، اور پہلا ماتمی شخص کون ہے؟ اور کس کے گھر سے پہلے یہ رسم شروع ہوئی؟ جب شیعہ کی معتبر کتب میں تصریح ہے کہ ماتم کر نیوالوں کا پہلا امام یزید عنید ہے تو ان کو شرم آنی چاہیے کہ کس کی تقلید کر رہے ہیں؟“
 مزید لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ کارنامہ یزید (ماتم) اس شان و شوکت سے ہمیشہ تازہ کیا جاتا ہے کہ رُوح یزید کو اس سے کمال خوشی ہوتی ہوگی۔ اور یوں تو مذاکروں، مرثیہ خوانوں پر یزید علیہ ما علیہ کا ایسا احسان عظیم ہے کہ اس کا شکر یہ ان سے ادا ہونا محال ہے۔ اگر یزید لعین یہ کروت نہ کرتا تو ان ”مکرگداؤں“ کو کون پوچھتا؟ ماہ محرم ان لوگوں کے لیے گویا عید ہوتا ہے، پہلے سے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ بیاضیں لئے رات بھر مرثیے یاد کیا کرتے ہیں۔ حلق سنوارتے، منہ بناتے، اور تال سر پکارتے رہتے ہیں۔ ادھر ماہ محرم نمودار ہوا، ادھر ان پر چاندی برسے لگی۔ جاہجان کی آؤ بھگت ہونے لگتی ہے۔ روٹیاں مفت کی ملتی ہیں اور روپے پیسے الگ، ان کو یزید نام کی ماہ بمہا شیرینی دینی چاہیے اور اس کے نام کا سجدہ کرنا چاہیے“

آفتاب ہدایت، ص ۳۳۱ نمبر ۳۳۱

نوٹ: الحمد للہ مصنف کے اہتمام سے آفتاب ہدایت چار مرتبہ منصف شہود پر آچکی ہے اور اس پر ایک شاندار مقدمہ بھی مصنف کے قلم سے موجود ہے جس میں مولانا کریم الدین دبیر کے مسلک و شرب کے حوالہ سے نہایت دلچسپ تحقیق شامل ہے، علاوہ ازیں مولانا کریم الدین کی دیگر تمام کتب اور سوانح حیات بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ عثمان حسن

۳۳۳

مندرجہ ذیل اقتباس بھی قابل مطالعہ ہے۔

اگر حضرت امیر معاویہؓ (معاذ اللہ) فاسق و منافق ہوتے تو حضرت امام حسنؑ ہرگز ان کی بیعت نہ کرتے۔ بلکہ تلوار اٹھا کر ان سے مقابلہ کرتے، جیسا کہ بعد میں امام حسینؑ نے یزید لعین سے مقابلہ کیا۔ اہل انصاف کے لیے اس قدر بحث اس بارہ میں کافی ہے۔ ہاں ضد کا کوئی علاج ہی نہیں۔^①

جہلم کے ایک شیعہ حکیم جمشید علی تھے۔ ان سے مولانا کریم الدین دبیرؒ نے ایک بار پوچھا کہ حضرت علیؑ نے آخر اپنے فرزندوں کے نام اصحابِ شمش کے نام پر کیوں رکھے؟ مثلاً لیلیٰ بنت مسعود کے لطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کا نام ابوبکر، حبیبہ بنت ربیعہ کے لطن سے پیدا ہونے والے کا نام عمر، اور ام البنین بنت حرام کے لطن سے پیدا ہونے والے بیٹے کا نام عثمان رکھا۔ اسی طریقہ سے امام رضا نے اپنی ایک بیٹی کا نام عائشہ، اور حضرت علیؑ نقیؑ نے بھی اپنی نور چشمی کا نام عائشہ رکھا تھا۔ علاوہ ازیں امام حسنؑ نے ایک کنیز کے لطن سے پیدا ہونے والے دو بیٹوں کا نام ابوبکر و عمر رکھا۔ یہ دونوں معرکہ کربلا میں یزیدی ستم کا شکار ہو کر جام شہادت نوش کر گئے تھے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کے ایک بیٹے کا نام ”ابوبکر“ تھا۔ تو اس بات کا جواب شیعہ حکیم صاحب نے یہ دیا کہ ”ان حضرات نے اپنی اولاد کے یہ نام اس لیے رکھے تاکہ ان کے نام پکار کر ہر وقت گالیاں دینے میں آسانی رہے۔“ مولانا دبیرؒ نے اس یا وہ گوئی کا جواب یہ دیا کہ ”اگر یہی منطوق درست ہے تو اب آپ ہی اس کی کوپورا کر دیں، اپنے عزیزوں میں سے کسی کا نام یزید یا شمر رکھ کر خوب تبرا بازی کریں۔ بس آپ خاموش ہو گئے۔“^②

کیا یزید نام رکھنا چاہئے؟

اس عنوان پر اگرچہ ہم تفصیلی بحث کر آئے ہیں۔ اور ایک خط کا جواب بھی اسی ضمن میں

① آفتاب ہدایت، ص ۲۹۱

② ص ۲۸۲

تھا۔ تاہم مولانا دبیر رضی اللہ عنہ اور ایک شیعہ حکیم کے مندرجہ بالا مکالمہ کی روشنی میں ہم عرض کرتے ہیں کہ شیعوں اور یزیدیوں کو یہ نام ضرور رکھنے چاہئیں، شیعوں کو تو اس لیے کہ وہ آسانی سے گالیاں دے کر اپنا ”مذہبی فریضہ سرانجام دے سکیں“ جب کبھی یزید نام کے بیٹے، نواسے، پوتے یا بھتیجے، بھانجے کو بلایا تو ساتھ ہی دو چار گالیاں دے دیں، تب ہم دیکھیں کہ ان کے عشق و جذب کا ہہمہ کیا رنگ لاتا ہے؟ اور حامیان یزید تو ویسے عشاق ہیں، انہیں بھی اپنے بچوں کا یہ نام رکھنا چاہیے۔ ہمارے اس مشورے پر یزید کے عقیدت مند ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھتے ہیں اور ان کے فکر و نظر کی ساری متاع نمک کی طرح پانی میں گھل جاتی ہے۔

کیا عبدالرحمن ابن ملجم چھوٹا مجرم ہے؟

اہل تشیع پر حیرت ہوتی ہے کہ یزید نام کو تو گالی بنا دیتے ہیں۔ لیکن جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم المرتبت والد گرامی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے، یعنی عبدالرحمن ابن ملجم، شیبلی لٹریچر اس کے متعلق تبصروں سے خالی ہے۔ یزید کی برائیوں کا ذمہ دار تو صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن ابن ملجم پر ان کی تان اس لیے نہیں ٹوٹی کہ اس کا باپ کوئی ”صحابی“ نہیں تھا۔ انہیں تو بغض صحابی سے ہے، نہ کہ قاتل اہل بیت رضی اللہ عنہم سے۔ اور ہم علی وجہ البصیرت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بالفرض والحال یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا نہ ہوتا تو شیبلی دنیا شاید اس کے نام سے بھی واقف نہ ہوتی، اور اگر ہوتی بھی تو فقط ابن ملجم جتنی! لہذا اہل تشیع کا یزید کو گالیاں دینا فقط قاتل حسین رضی اللہ عنہ ہونے کی وجہ سے نہیں، صحابی رسول ﷺ کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور یزیدیوں کا یزید کی بڑھ چڑھ کر وکالت کرنا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی الفت کی وجہ سے نہیں، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض کی وجہ سے ہے۔ لہذا یہ دونوں شر کے جوہر ہیں۔ ان سے بچنے، اور بچائیے۔ اہل سنت والجماعت کوئی دو چار گھونٹ پہنکنے والے نہیں ہیں۔ اعتدال اور فقط اعتدال اہل سنت کا

شیوہ ہے۔ یزید کی تفسیق بھی کی ہے تو ”صحابی رسول“ کے دفاع میں کی ہے۔ ہمارے نزدیک سارے کام کاج چھوڑ کر صرف یزید کو ”فاسق“ کہنا عبادت نہیں، سیدنا امام حسینؑ کا دفاع کرنا اور آپ کی محبتوں کے جام مسلمانوں کے قلوب میں انڈیلنا عبادت ہے۔

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کی ایک اور بڑھک:

ماہ نامہ ”دقائق اسلام“ سرگودھا، بابت اگست ۲۰۱۱ء میں شیعہ مجتہد جناب محمد حسین صاحب ڈھکو کی ایک بڑھک شائع ہوئی ہے۔ ڈھکو صاحب چونکہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں، محسوس ہوتا ہے ان کے دماغ نے اب ان کے کام آنا چھوڑ دیا ہے، اس پر ان کی مندرجہ ذیل بڑھک دلیل ہے۔

”ماضی بعید میں ہمارے متحدہ ہندوستان میں بعض علماء اہل سنت نے ایک بہت بڑی زہریلی کتاب ہمارے مذہب کے خلاف لکھ کر شائع کی تھی۔ جس کا نام تھا ”آفتاب ہدایت رد فرض و بدعت“..... اور ان لوگوں کا زعم یہ تھا کہ وہ ایسی لاجواب کتاب ہے کہ قیام قیامت تک شیعہ اس کتاب کا جواب نہیں لکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور آل محمدؑ کے صدقہ سے اس احقر کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں نے اس کتاب کا دندان شکن جواب لکھ کر شائع کیا۔ اور تمام علماء اہل سنت کو دعوت دی کہ وہ سب مل کر اس کا جواب لکھیں، مگر اب تک کوئی مائی کا لعل نہیں لکھ سکا جسے تقریباً چالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اس کتاب کا نام ہے ”تجلیات صداقت بجواب آفتاب ہدایت“^①

تبصرہ:

مولانا قاضی کرم الدین دبیر دہشتہ کی کتاب ”آفتاب ہدایت“ ستمبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہوئی تھی اور ڈھکو صاحب کا جواب، دسمبر ۱۹۷۳ء، دن کے ڈیڑھ بجے مکمل ہوا۔ بتائیے

① ماہ نامہ دقائق اسلام سرگودھا، اگست ۲۰۱۱ء

چالیس سال تک کے قلم اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی؟ اور خدا کی شان دیکھیں کہ ٹھیک ایک سال کے بعد، دسمبر ۱۹۷۴ء میں حضرت دیر دہشت کے رشک زمانہ فرزند مولانا قاضی مظہر حسین دہشت نے ”اجمالی نظر“ کے نام سے ڈھکو صاحب کی کتاب کا جواب شائع کر دیا تھا۔ اور تقابلی جواب سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ کا ”تجلیات آفتاب“ کے نام سے مطر عام پر آ گیا ہے۔ جس کی پہلی جلد ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اپنا مافی الضمیر اور نقطہ نظر ہر ایک کو پیش کرنے کا بنیادی حق ہے۔ مگر کند چھری کے ساتھ دیانت کا خون کرنا ڈھکو صاحب کو ہی شاید زیب دیتا ہو۔ یاد رہے کہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دہشت کی کتاب ”تجلیات صداقت پر ایک اجمالی نظر“ کا دوسرا ایڈیشن ”سنی اکیڈمی اور ادارہ مظہر التحقیق“ کی جانب سے بھی دیدہ زیب طباعت میں چھپ چکا ہے۔ یہ جوابی کتاب اگرچہ مختصر ہے، مگر اہل نظر پر بخوبی واضح ہے کہ ”تجلیات صداقت“ میں دیئے گئے فریب کیسے آشکارا کئے گئے ہیں؟ ڈھکو صاحب بلاوجہ الٹی سیدھی زقندیں لگاتے رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے تازہ شمارے میں بڑھک پر تبصرہ ضروری سمجھا، جو مختصر آپیش کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام! ہم نے شروع میں عرض کیا ہے کہ یزیدی حضرات فسق یزید کا نظریہ، رفض کا تاثر قرار دیتے ہیں۔ مصنف ”آفتاب ہدایت“ سے زیادہ رفض شناس کون ہوگا؟ دیکھئے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع بھی کر رہے ہیں اور بڑے توازن کے ساتھ اہل سنت کا مسلک دربارہ یزید پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ صرف مصنف آفتاب ہدایت ہی نہیں، غیر فلک کے نیچے بسنے والے ہر سنی مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ آسمان طریقت کے روشن آفتاب حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے۔

”یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جائز سمجھا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ناجائز سمجھا۔ اور گو کراہ (مجبوری) میں انقیاد (حکم ماننا) جائز تھا، مگر واجب نہ تھا اور متمسک بالحق (حق پر عمل پیرا) ہونے کے سبب امام مظلوم تھے۔ اور متحمل مظلوم شہید ہوتا ہے۔ شہادت غزوہ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بس ہم اسی بنائے

مظلومیت پر ان کو شہید مانیں گے، باقی یزید کو اس قتال میں اس لیے معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کر اتا تھا؟ اس کو تو عداوت ہی تھی۔ مسلط کی اطاعت کا جواز ہونا ایک بات ہے، مگر مسلط ہونا کب جائز ہے؟ خصوصاً (یزید جیسے) نااہل کو، اس پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا۔ پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بناتے۔^①

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس ارشاد میں کئی ایک باتیں تحریر کر دی ہیں کہ چونکہ فاسق مسلط ہو چکا تھا۔ اب مسلط کی اطاعت کا اگرچہ بعض حالات میں جواز ہے، لہذا باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس فتوے پر عمل کیا، لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جو استبداد سے ٹکر لی وہ بھی فتوے سے خالی نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مجتہد صحابی تھے۔ اور یزید کو کیا حق پہنچتا تھا کہ وہ مجتہد کو اپنی تابعداری پر مجبور کرتا، انتظامی اختلاف کا واحد حل کیا فقط تلوار ہوتی ہے؟ خصوصاً اختلاف کرنیوالا جب صحابی اور نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو؟ تیسرا یہ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہیں اور مظلوم ہیں۔ کیا شہید کرنیوالا قاتل، اور ظلم کرنیوالا ظالم نہیں ہوتا؟ حامیان یزید اس اوکھلی سے اپنا سر نکالنے کی تدبیر کریں کہ اگر وہ امام عالی مقام کو واقعی شہید یا مظلوم سمجھتے ہیں، تو انہیں یزید کو ظالم و قاتل ماننا پڑے گا، جو ظلم اور قتل کا مرتکب ہو، اس کے فاسق ہونے میں کسی کو کیا کلام ہے؟ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حوالہ دو معروف بریلوی علماء نے بھی اپنی اپنی تصانیف میں درج کیا یعنی مولانا محمد علی نقشبندی مرحوم نے اپنی ضخیم کتاب ”عقائد جعفریہ“ جلد دوم ص ۳۹۵ پر اور مولانا شفقات احمد نے ”تحقیق مزیدی مسئلہ یزید“ ص ۲۳۱ پر۔

قارئین کرام! علامہ اقبال مرحوم کا نظریہ بھی یہی تھا کہ واقعہ کربلا سے یزید کو بے تعلق ثابت کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کو لا تعلق ثابت کرنے کے مترادف ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے تخیل کی رگ یوں پھڑکتی ہے۔

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید

اس قوت از حیات آمد پدید

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون، امام حسینؑ اور یزید، یہ دونوں حق و ناحق کی قوتیں ہیث آپس میں دست و گریباں ہوتی آئی ہیں۔ ”اقبال اور امیر شریعت“ کے تعلقات پر فخریہ سطر لکھنے اور چھاپنے والے اس شعر پر بھی غور کریں۔ یزید کے ایک متوالے حکیم فیض مالم صدیقی نے لکھا ہے۔

”ڈاکٹر اقبال جیسے عبقری بھی اس تسامح کا شکار ہو کر کہہ اٹھے ”موسیٰ و فرعون، شبیر و

یزید۔“¹

یعنی اقبال ہے تو عبقری صفت، مگر چونکہ یزید کو قبول نہیں کرتے، اس لیے وہ ”تسامح“ کی بیعت چڑھ گئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانیؒ کی کتاب ”شرح عقائد نسفی“ ہر اسلامی مکتب میں پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہے۔ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ جیسے جہاں اعلم نے اس کی عربی شرح ”نبراس“ تحریر فرمائی۔ علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں۔

وَالْحَقُّ أَنَّ رِضًا يَزِيدٌ بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاسْتِيشَارَةِ بِلَدْلِكَ وَاهَانَةِ اَهْلِ

الْبَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ²

اور صحیح یہی ہے کہ یزید کا قتل حسینؑ میں اظہار رضامندی اور استبشار نیز اہل بیت رسولؐ کی حد درجہ اہانت، یہ مفہوم و معانی کے طور پر متواتر ہیں۔

علامہ تفتازانیؒ کی اس مکمل عبارت پر تبصرہ، اور ایک جذباتی خطیب کے ان کے متعلق بے رحمانہ ریمارکس پر ہم آئندہ سطور میں بحث کریں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

ایک کتابچہ ”مسئلہ فسق یزید“

حال ہی میں مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذیؒ کا مولفہ ایک رسالہ لاہور سے طبع ہوا

¹ حقیقت مذہب شیعہ، ص ۱۰۱

² شرح عقائد، ص ۱۱۳

ہے، جس کا نام ”مسئلہ فسق یزید اور اکابر علماء امت“ ہے۔ یہ شاہ نفیس رضویؒ نے اکادمی نے شائع کیا ہے۔ ہر سنی مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ حضرت مفتی صاحب رضوی نے انتہائی اختصار کیساتھ یزیدی دسوس کا قلع قمع کر دیا ہے۔ تاہم ناشرین نے اس کتابچے کے بیک ٹائٹل پر جو امام شافعیؒ کا شعر درج کیا ہے وہ بلا توضیح شائع نہیں کرنا چاہیے، وہ شعر یہ ہے:

ان کا رفضا حب آل محمد

فلیشهد الثقلان انی رافض

(اگر آل نبی سے عشق و محبت بھی رفض ٹھہرے تو پھر جن و بشر شاہد ہیں، میں رافضی ہوں)

علماء کرام تو بخوبی سمجھتے ہیں، مگر عوام تذبذب میں آجاتے ہیں، کہ شاید محبت اہل بیتؑ اور رفض لازم و ملزوم ہیں، جبکہ ایسا قطعاً نہیں ہے۔ اور شیعہ حضرات بھی اس شعر کو انہی معانی میں استعمال کر کے غلط فہمی پیدا کرتے ہیں۔ نیز یہ ایک مکمل نظم ہے جس کی ابتداء میں حضرات ثلاثہ کی منقبت بھی ہے۔ شعر بالکل صحیح ہے۔ لیکن چند سطروں میں رفض کا اصل نقشہ اور مفہوم لکھ کر پیش کیا جائے تو دیکھ پیدا نہیں ہوتی۔ فتنوں کے خلاف کام کرتے ہوئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کے حال پر رحم فرمائیں۔

علامہ تفتازانیؒ کے متعلق غیر مؤدبانہ لب و لہجہ:

ایک کتاب ”اسم معاد یہ“ علمی و تحقیقی جائزہ پڑھنے کا اتفاق ہوا ابو معاد یہ مولانا مسعود الرحمن عثمانی صاحب کا نام بطور مؤلف درج ہے۔ یہ کتاب چونکہ ہمیں تبصرے کے لیے نہیں ملی، اس لیے ہم پوری کتاب پر تبصرہ نہیں کریں گے۔ البتہ اپنے موضوع سے متعلقہ ایک دو باتیں قارئین کے سامنے رکھیں گے۔

”علامہ تفتازانی کی توہین اور انجام“ کے زیر عنوان مؤلف لکھتے ہیں:

بسا اوقات دشمن کا پھیلا یا ہوا فتنہ اتنا موثر اور کارگر ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے

صاحب علم و دانش اور صاحب تقویٰ اس کا شکار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایسے ہی بہت بلند پایہ ہستیاں آپ کو ملیں گی جو شیعہ کے لٹریچر سے متاثر ہو کر صحابہ کرامؓ کے متعلق بہت کچھ کہہ دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک صاحب علامہ سعد الدین تفتازانی ہیں۔ ایک مثال دیتے ہوئے "مختصر المعانی" میں رقم طراز بقلم دراز ہیں (عربی سے اردو)

پس تعظیم لفظ علی سے ماخوذ ہے کہ اس میں علو یعنی بلندی کا معنی و مفہوم پایا جاتا ہے اور اہانت لفظ معادیہ سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ وہ "دعویٰ" سے لیا گیا ہے اور وہ بھیڑیے اور کتے کا بھونکنا ہے۔۔۔ اور مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں، "رَكِبَ عَلِيٌّ وَهَرَبَ مَعَادِيَهُ" علی سوار ہوئے اور معادیہ بھاگ گیا (معاذ اللہ) اتنے بڑے علاقے فہامے سے ایسی جاہلانہ حرکت کی توقع نہیں تھی۔ یہ صرف اور صرف بغض صحابہؓ یا شیعیت کے اثرات ہیں۔ یہ بھی اس سازش کا حصہ تو نہیں جس کے تحت نحو، صرف کی ابتدائی کتب میں مثال کے لیے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت زیدؓ کے نام استعمال کئے جاتے ہیں (صَوَّبَ زَيْدٌ بَكَرًا) اس گھناؤنی حرکت پر ہم کوئی تبصرہ کریں تو بے ادبی شمار ہوگا، چھوٹا منہ اور بڑی بات۔۔۔ اگر بے ادبی نہ ہو تو یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ علامہ تفتازانی جیسے اتنے بڑے فنون کے امام نے جب صحابی رسولؐ کا حیا نہ کیا تو خود علامہ تفتازانی کے ساتھ بھی یہ ہوا کہ یہ بادشاہ تیمور کے دربار کے خاص مقام والے افراد میں سے تھے۔ دربار میں علمی مباحث ہوتے رہتے تھے۔ ایک دن اپنے شاگرد میر سید شریف جرجانی سے مناظرہ ہوا۔ نعمان معزلی حکم تھا۔ اس مناظرہ میں علامہ موصوف اپنے شاگرد سے ہار گئے۔ اس دربار میں ان کی بڑی سبکی ہوئی۔ چنانچہ موصوف علامہ اسی صدمہ میں صاحب فراموش ہو گئے۔ کوشش کے باوجود تندرست نہ ہو سکے۔ بالآخر ۲۲، محرم ۹۲ھ کو سمرقند میں جاں بحق ہو گئے۔ اتنی بڑی شخصیت کا اتنی سی بات کو دل پر رکھ کر اسی صدمہ سے دنیا سے رخصت ہو جانا یہ حضرت امیر معادیہؓ کی بے ادبی و گستاخی کا ہی نتیجہ ہے۔

تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباس میں علامہ تفتازانیؒ کی مختصر المعانی سے جو مثال پیش کی گئی ہے اس سے پہلے ہم مؤلف ”اسم معاویہ“ پر علمی و تحقیقی جائزہ“ کے دیئے ہوئے ریمارکس پر تبصرہ کریں گے۔ مؤلف کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ

① علامہ تفتازانیؒ جیسے علمائے فہامے سے جاہلانہ حرکت سرزد ہوئی

② یہ بغض معاویہؓ اور شیعیت کے اثرات کی بناء پر ہے

③ علامہ تفتازانیؒ کی یہ گھناؤنی حرکت ہے

④ علامہ تفتازانیؒ نے صحابی کا حیا نہ کیا

⑤ صدے سے انتقال ہو جانا یہ حضرت معاویہؓ کی بے ادبی کا نتیجہ تھا

قارئین کرام: علامہ سعد الدین تفتازانیؒ (متوفی ۱۳۹۰ء) دنیائے علم میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں ان کی کتب صدیوں سے مدارس میں داخل نصاب چلی آ رہی ہیں۔ شرح عقائد نسفیہ آج بھی علماء کرام جمجوم جموم کر پڑھتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی شرح عربی زبان میں ”نبراس“ کے نام سے علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ نے لکھی۔ اور علامہ فرہارویؒ کے متعلق مولانا شمس الحق افغانیؒ فرمایا کرتے تھے اگر یہ شخص دہلی میں ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پایہ کا شخص تھا۔

اور یہ نبراس کتاب مصر کے ”جامعہ الازہر“ میں داخل نصاب ہے۔ علامہ تفتازانیؒ کی شرح عقائد پڑھنے اور پڑھانے والے ”نبراس“ سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ ضلع مظفر گڑھ کے ایک قصبہ ”پرہاڑ“ میں یہ عظیم علمی شخصیت محو استراحت ہے، جس نے محض ۳۲ سال کی عمر میں دو سو سے زائد علوم پر کتب اور بیاض لکھیں۔ علامہ ”تفتازانی“ کی اس کتاب کی ایک شرح ”خیالی“ بھی ہے جس پر مولانا عبدالکیم سیالکوٹی جیسے ذی

مرتب عالم دین نے حاشیہ لکھا اور "مختصر المعانی" کی علمی حیثیت بھی مسلمہ ہے۔ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے اس پر حاشیہ لکھا۔ یہ کتاب فن بلاغت پر بے مثال اور مشکل انداز میں لکھی گئی ہے۔ درس نظامی کا کوئی مدرسہ ایسا نہیں جہاں یہ داخل نصاب نہ ہو۔ اس کے بغیر طلبہ کی استعداد کامل ہی نہیں ہوتی۔ علماء احناف اور خصوصاً دیوبند مکتبہ فکر کے جید علماء کرام نے اس کی اردو زبان میں شروحات لکھیں، غرض یہ کہ علامہ تفتازانیؒ اہل سنت کے اتنے بڑے اور قد آور محقق عالم ہیں کہ ان کے علم کی چوٹی دیکھ کر بڑے بڑوں کی ٹوپیاں گر جاتی ہیں۔ کاش آج علامہ عبدالعزیز پرہارویؒ، مولانا عبدالکیم سیالکوٹیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ زندہ ہوتے تو مولانا عثمانی صاحب ان کی اصلاح کرتے کہ جناب تفتازانیؒ تو "جاہل" علامہ فہامہ ہے۔ وہ تو شیعیت سے متاثرہ ہیں اور بغض معاویہؓ کے مریض ہیں، اُن میں تو صحابی کا حیا نہ تھا، افسوس یہ سب حضرات مولانا عثمانی صاحب سے اصلاح کروائے بغیر دنیا سے چلے گئے۔ دراصل آج کل بڑوں کی پگڑیاں اچھالے اور ان کی ڈاڑھیوں پر دھول اڑائے بغیر ماہر خطیب، ادیب اور محقق بننا مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ کمال حاصل کرنے کا معیار کبھی یہ ہوا کرتا تھا کہ اسلاف کی لفظ بہ لفظ یا قدم بمقدم تقلید نہ سہی، کم از کم ان کا ادب اور ان کے تبحر علمی کا اعتراف کیا جاتا تھا۔ ان کا ذکر آنے پر احترام کے سر جھک جایا کرتے تھے۔ راقم الحروف نے علامہ خالد محمود مدظلہ جیسی ذی علم شخصیت کو علامہ تفتازانیؒ کے نام کی مالا چھتے دیکھا ہے۔ اور ان کی کوئی بات یا حوالہ بیان کرتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے "سبحان اللہ" کہتے سنا ہے۔ لیکن آج؟ صد افسوس، جس معاشرے میں دھڑلے سے علامہ تفتازانی جیسوں کو جاہل قرار دے دیا جائے وہاں سے علم و فن کی برکتیں اٹھالی جاتی ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ جب سے یہ حوالہ پڑھا ہے، طبیعت بے یمن ہے۔ آخر ہم اتنے بے مہار کیوں ہو جاتے ہیں؟ جیسا کہ ہم نے شروع میں لکھا کہ یہ کتاب برہمابریس سے داخل نصاب ہے۔ جہاں ہر روز گار علماء کے مطالعہ میں یہ کتاب رہی، اور آج بھی ہے۔ لیکن اتنے بے رحمانہ ریمارکس شاید ہی کسی نے دیئے ہوں۔ ہم مؤلف

کتاب ”اسم معاد یہ“ کو مشورہ دیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ اس قسم کی تحریروں سے بچتے رہیں۔ اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی بڑی علمی شخصیت کی کتاب سے اس قسم کی کوئی بات ملے تو اس کی تاویل کی جائے۔ اس کے سیاق و سباق کو اچھی طرح دیکھا جائے۔ ان کے معاصرین اور اپنے متقدمین اہل علم کی آراء کو بھی مد نظر رکھا جائے تب کوئی فیصلہ کن رائے قائم کی جائے اور اس میں بھی احترام کے ضابطے نہ ٹوٹنے پائیں۔ علم و تحقیق کے سپاٹ خاکوں میں متانت و سنجیدگی کا رنگ بھرے بغیر محض مشتعل اور جذباتی فضاء پیدا کرنا اہل مذہب کو زیب نہیں دیتا۔

علامہ تفتازانی مقام صحابہ رضی اللہ عنہم اور مذکورہ، مثال:

علامہ تفتازانی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ”مختصر المعانی“ کی ابتداء میں تمہید و تقدیس کے بعد فرماتے ہیں ”وَنُصِّلِيَّ عَلٰی نَبِيْكَ مُحَمَّدٍ الْمُوْبَدِ دَلَائِلُ اِعْجَازِهِ بِاسْرَارِ الْبَلَاغَةِ وَعَلٰى اَلِهٍ وَصَحَابِهِ الْمُحْرَزِيْنَ قَصَبَاتِ السَّبْقِ فِي مَضْمَارِ الْفَصَاحَةِ، وَالْبَرَّاعَةِ“

”اور ہم آپ (اللہ تعالیٰ) کے نبی، محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، جن کے واضح و روشن دلائل کی پورے کمال کے ساتھ اسرارِ بلاغت کی تائید کی گئی ہے۔ اور آپ کے آل اور اصحاب پر بھی درود بھیجتے ہیں جو فصاحت و ادب کے میدان میں سبقت کرنوالے ہیں“

علامہ تفتازانی اہل سنت کے مزاج و طریقے کے مطابق سب سے پہلے حمد، پھر درود شریف اور بعد ازاں اصحاب و اہل بیت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ جس کے دل میں بعض صحابہ کے کینچوے پل رہے ہوں وہ بھلا ”اصحاب“ کا تذکرہ کرتا ہے؟ علامہ تفتازانی فنِ بلاغت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کبھی مسند الیہ کو نام کے ساتھ بطور معرفت اس لیے لاتے ہیں کہ اس سے مسند الیہ کی تعظیم یا توہین مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ بات بھی تب متحقق ہوگی جب نام اور القابات، تعظیم یا توہین کی صلاحیت رکھتے ہوں مثلاً رَسَبَ عَلِيٌّ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سوار ہوئے ہرَب معاویہؓ تو معاویہ بھاگ گئے۔ اول الذکر جملہ میں لفظ علیؑ، مسند الیہ تعظیم کے لیے ہے۔ کیونکہ علیؑ، علوی یعنی بلندی سے ماخوذ ہے۔ اور دوسرے جملہ میں مسند الیہ تو بین کے لیے ہے، کیونکہ معاویہ عواء سے ماخوذ ہے۔ یہاں علامہ تفتازانی کے پیش نظر مقام صحابیت نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت علیؑ و معاویہؓ کے مابین ہونے والی لڑائی میں چونکہ اہل سنت کا نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ و معاویہؓ حق پر ہیں اور حضرت معاویہؓ و خطاء اجتہادی پر۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے جنگ صفین کے احوال لکھنے کے بعد فرمایا:

”وہذا هو مذهب اهل السنة والجماعة ان علیاً هو المصیب

وان كان معاویة مجتهدا، وهو ماجور ان شاء اللہ“ ❶

”اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ حضرت علیؑ و معاویہؓ پر تھے، اگرچہ

حضرت معاویہؓ بھی مجتہد ہونے کی بناء پر انشاء اللہ اجر سے محروم نہیں

رہیں گے“

تو طبعی طور پر علامہ تفتازانیؒ کا جھکاؤ چونکہ حضرت علیؑ کی طرف تھا، وہ بات سمجھانے کے لیے ایک مثال دینا چاہتے تھے۔ قلم ہاتھ میں تھا، یہ دو نام ذہن میں آئے اور انہوں نے ”رَبِّ عَلِيٍّ وَهَرَبِ مُعَاوِيَةَ“ کہہ دیا۔ یہ تو ایک ذوقی بات ہے اور جو جتنا بڑا سلیم الفطرت عالم ہوتا ہے اس کا ذوق اتنا ہی لطیف اور دقیق ہوتا ہے۔ علامہ تفتازانی اہل سنت کے مسلمہ عالم ہیں۔ اس میں تو بعض نے اختلاف کیا ہے کہ وہ خفی تھے یا شافعی المسلمک! لیکن ان کے سنی العقیدہ ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ علامہ تفتازانیؒ جیسا سنی عالم ہو اور وہ صحابہ کا حیا نہ کرے، یہ کہنا بذات خود بے حیائی ہے۔ باقی علامہ سید میر شریف جرجانی سے مناظرہ ہارنے کی بناء پر صدمے سے فوت ہو جانا، یہ تو سبب موت ہے جو ظاہری ہے۔ اس کے علاوہ خدا جانے کون سے اسباب ہوں گے۔ علامہ تفتازانیؒ کے مقام علمی کا اعتراف خود علامہ جرجانیؒ کو بھی تھا۔ بلکہ علوم ادبیہ اور علوم فقہیہ میں علامہ تفتازانیؒ، جرجانی سے کہیں آگے تھے۔ نیز یہ صدمہ مباحثہ ہارنے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ نعمان الدین خوارزمی

(معتزلی) کے فیصلے کی بناء پر تھا۔ علامہ تفتازانی کا موقف یہ تھا کہ میرے دلائل بھاری اور قوی ہونے کے باوجود میرے حق میں فیصلہ نہ کیا گیا جن کی چھاتیوں سے علم کے چشمے بہ رہے ہوتے ہیں، ان کے مزاج نازک ہوتے ہیں۔ صرف اتنی سی بات ہے جس کو "بغض صحابہ" کی پھینکار کہہ کر اتنے بڑے عالم کو اہل سنت کی صفوں سے نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

علامہ تفتازانی کے خلاف اصل پروپیگنڈا یزیدیوں کی جانب سے ہوتا ہے: علامہ تفتازانی نے اپنی شرح عقائد میں یزید کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ بلکہ وہ یزید پر لعنت کرنے میں بھی توقف نہیں کرتے۔ ہاں البتہ لعنت کرنے کو جمہور علماء نے ایک بے فائدہ اور لا حاصل فعل قرار دیا ہے۔ شرح عقائد کی عبارت گزشتہ شمارہ میں پیش کی گئی ہے۔ اب دوبارہ ملاحظہ فرمائیں:

وَالْحَقُّ أَنَّ رِضًا يَزِيدًا بِقَتْلِ الْحُسَيْنِ وَاسْتِيشَارَةِ بِذَلِكَ وَاهَانَةَ
 أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّا تَوَاتَرَ مَعْنَاهُ وَإِنْ كَانَ تَفَاصِيلُهَا
 أَحَادًا فَتَحَسَّنْ لَا تَتَوَقَّفْ فِي شَأْنِهِ بَلْ فِي إِيمَانِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 وَعَلَى أَنْصَارِهِ وَأَعْوَانِهِ ①

”اور سچ یہی ہے کہ یزید کا قتل حسین میں اظہارِ رضامندی اور اہل بیت رسول کی اہانت ایسی باتیں ہیں جو مفہوم و معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اگرچہ تفصیل خبر واحد کے ذریعے مذکور ہے۔ اسی تواتر معنوی کی بناء پر ہم یزید پر لعنت کرنے میں توقف نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں تو اس کے ایمان میں بھی شک ہے۔ اس کے معاونین و انصار پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

① شرح عقائد نسلی ص ۱۱۳، مطبوعہ محمد سعید ایڈیٹرز کراچی

شرعی مسئلہ:

کسی معین شخص کے بارے میں جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی وفات کفر پر ہوئی ہے، اس پر لعنت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ گو وہ کتنا بڑا فاسق ہو، یہی بات علامہ شامی کے حوالہ سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھی ہے۔^①

اور علامہ تفتازانی نے بھی اسی شرط کی بنیاد پر لعنت کی ہے، کیونکہ وہ یزید کو ایمان سے محروم سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ امام احمد بن حنبل اور ان کے معتقدین کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہی نظریہ تھا۔ جب وہ اس کو مسلمان ہی نہیں جانتے تو ان کے نزدیک لعنت کرنا جائز ہوا۔ اس لیے ہمارے اکابر صراحت فرما چکے ہیں کہ یزید کے فسق پر تو پوری امت کے اہل علم کا اجماع ہے، ہاں البتہ کافر ہونے میں اختلاف ہے۔ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب کی یہ عبارت پہلے بھی پیش کر دی گئی ہے کہ

”اختلاف اگر ہے تو یزید کی تکفیر میں ہے، تفسیق میں نہیں اور امام احمد بن حنبل جبکہ یزید کے کفر تک کے بھی قائل ہو گئے تو فسق کے بطریق اولیٰ قائل تسلیم کئے جائیں گے اس لیے یزید کے فسق پر اتفاق علماء کیساتھ ایک امام مجتہد کی مہر بھی لگ جاتی ہے“^②

قارئین کرام! اب تو کشتی کنارے لگتی نظر آگئی ہوگی کہ علامہ سعد الدین تفتازانی کے نام سے یزیدی لوگ کیوں بدکتے ہیں؟ اور جب انہیں ”مختصر المعانی“ میں ان کی پیش کردہ ایک مثال ملی تو مصالحوں کا کران کے خلاف بدظنی پیدا کرنا شروع کر دی۔ اس لیے ہم یہ درخواست کرتے آئے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؑ پر کام کرنے والے رفض کے جراثیم سے خود کو بچائیں، اور سیدنا امیر معاویہؓ پر کام کرنے والے یزیدیت کے اثرات سے خود کو بچا کر

① معارف القرآن جلد ۲، ص ۳۳۶

② شہید کربلا اور یزید ص ۱۳۰

چلیں۔ ان دونوں جلیل القدر صحابہؓ میں سے کسی ایک کی منقبت بیان کرتے ہوئے اصحابِ ثلاثہ سے یا پھر سیدنا امام حسینؑ سے بدظن ہو جانا گھمانے کا سودا ہے۔ اور اعتدال کی ضمانت یہی ہے کہ بڑوں کے جلائے ہوئے دیپوں سے روشنی حاصل کی جائے۔ تحقیق کا میدان وسیع ہے۔ اس میں محنت اور دماغ اپنا ہو، مگر فہم اور ادراک اسلافِ اہل سنت و الجماعت کا ہو، تو ٹھوکریں نہیں لگتیں۔ اول تو طنز و تعریض سے احتراز کیا جائے اور اگر اس کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو تو پھر اس فن میں پہلے کمال حاصل کیا جائے، یہ نہیں کہ اسلاف کی کتب جو صدیوں سے پڑھی، پڑھائی جا رہی ہیں۔ ان میں کوئی ایک آدھ بات خلافِ طبع پا کر فتوے بازی شروع کر دی جائے کہ ان میں صحابہؓ کا حیا نہ تھا، یہ علاقے فہامے جاہلانہ حرکتیں کرتے رہے۔ یہ بغضِ معاویہ اور شیعیت کے زیر اثرات تھے۔ وغیرہ ذالک۔ اس بحث کا اختتام ہم شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے ایک اقتباس پر کرتے ہیں۔

”اگر کسی کو طنز و تعریض کا ایسا ہی ذوق ہو تو پھر انشاء کی صنف تھوڑا سا ریاضِ چاہتی ہے۔ اس کی نزاکتوں پر قابو پانے کے لیے محنت کی ضرورت ہے، اور اس محنت کے بغیر انسان کو طنز اور جھنجھلاہٹ کا فرق سمجھ میں نہیں آتا۔ اس فن کا سب سے پہلا سبق یہ ہے کہ طنز، جھنجھلا کر دانت پینے کا نہیں، بلکہ تبسمِ زیر لب کے ساتھ چٹکی لینے کا نام ہے۔ اور یہ سبق ذہن نشین نہ ہو تو یہ گولی خود اپنے ہی اوپر چل جاتی ہے۔“^①

ڈھکوصاحب کی ایک نرالی تحقیق:

ماہ نامہ ”دقائق اسلام“ سرگودھا، بابت ستمبر ۲۰۱۱ء میں شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکوصاحب سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی کتاب ”تجلیاتِ صداقت“ میں یا علی مدد کا جواز پیش کیا ہے۔ جبکہ فیضان الرحمن (اور اصلاح الرسوم) میں بالواسطہ اس کے الٹ موقف پیش کیا ہے۔

① حضرت معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۱۶۳

اس کی وجہ کیا ہے؟ تو ڈھکو صاحب نے اس کا جو جواب دیا ہے، اس کو پڑھ کر شیعہ علماء کو چاہیے، وہ ڈھکو صاحب کا ماتھا چوم لیں۔ مجتہد صاحب جو اب میں لکھتے ہیں۔

”اس کی وضاحت یہی ہے کہ مولوی کرم الدین آف بھیں نے یہ کہہ کر کہ شیعہوں کا سلام بھی مسلمانوں سے جدا ہے، کیونکہ مسلمان جب آپس میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں ”السلام علیکم“ اور دوسرا کہتا ہے ”وعلیکم السلام“ مگر شیعہ جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں ”یا علی مدد“ دوسرا جواب دیتا ہے پیر مولا علی مدد (مولوی کرم الدین) ہمیں کافر ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ لہذا ہمیں اصول مناظرہ کے تحت کچھ کھینچ تان کر اس کا جواز ثابت کرنا پڑا، لیکن ”فیضان الرحمن“ میں اصل حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اسلامی سلام وہی ”السلام علیکم“ ہے۔ یہ (یا علی مدد) ملنگوں کا من گھڑت سلام ہے، جو صرف پنجاب اور سندھ میں بولا جاتا ہے۔ یا پھر آغا خانیوں کا مذہبی شعار ہے۔

تبصرہ

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کے اس جواب سے مندرجہ ذیل اجزاء نکلتے ہیں:

① ”تجلیات صداقت“ میں محض کھینچ تانی کی گئی ہے، جبکہ اصل مذہب میری دوسری کتب میں ہے۔ ڈھکو صاحب چونکہ پرانے اور تجربہ کار مجتہد ہیں، اس لیے وہ اپنے اس فعل کو بددیانتی، جھوٹ، لاجوابی، دوغلا پن یا تقیہ وغیرہ سے تعبیر کرنے کی بجائے ”اصول مناظرہ“ کے تحت ”کھینچ تان“ کا نام دیتے ہیں۔ سبحان اللہ، فن مناظرہ کی یہ ایک نئی اصطلاح وجود میں آگئی ہے۔ کتاب ”آفتاب ہدایت“ نے دماغوں میں ایسا ارتعاش پیدا کر رکھا ہے کہ ابوالفضل مولانا قاضی کرم الدین دیر کی علمی ہیبت ابھی بہت کچھ ان مجتہدین سے اگلوائے گی۔

② ڈھکو صاحب کے اس اقتباس سے واضح ہوا کہ فرقہ شیعہ میں ”ملنگ“ بھی ہوتے ہیں اور یہ ملنگ پنجاب و سندھ میں رہتے ہیں۔ نیز یہ ”آغا خانیوں“ کا مذہبی شعار ہے۔ اب

نتیجہ کیا نکلا؟ کہ ڈھکو صاحب نے اپنی کتاب ”تجلیاتِ صداقت“ میں ملنگوں کا من گھڑت اور آغا خانوں کے مذہبی شعار ”یا علی مدد“ کا جواز پیش کیا تھا، لیکن وہ تو صرف اصول مناظرہ کے تحت تھا۔ ”اصل حقیقت“ کے تحت نہیں۔ اصل مذہب انہوں نے اپنی دیگر کتب میں درج کر دیا ہے۔ اب آفتاب ہدایت کے جواب ”تجلیاتِ صداقت“ کی ساری قلعی کھل گئی ہے..... یہ تو صرف ایک بات کا اعتراف ہے، اگر قارئین مندرجہ ذیل کتب کا تقابلی مطالعہ فرمائیں۔

①..... آفتاب ہدایت..... مولانا کرم الدین دبیر

②..... تجلیاتِ صداقت..... محمد حسین صاحب ڈھکو

③..... تجلیاتِ صداقت پر ایک اجمالی نظر..... مولانا قاضی مظہر حسین

④..... تجلیاتِ آفتاب..... علامہ ڈاکٹر خالد محمود

تو مزید حقائق سامنے آئیں گے کہ ڈھکو صاحب نے اپنی اس کتاب (تجلیاتِ صداقت) میں کہاں کہاں، اور کیسی کیسی قلابازیاں کھائی ہیں۔

قارئین کرام! ماہ نامہ ”دقائقِ اسلام“ کے اسی شمارہ میں ڈھکو صاحب سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ آپ اپنی کتابوں میں اذان کی شہادت ثالثہ (أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَكَانَ اللَّهُ) کو بدعت کہتے ہیں جبکہ آپ کے اپنے مدرسہ ”سلطان المدارس“ سرگودھا میں جواز اذان دی جاتی ہے، اس میں یہ الفاظ کیوں پڑھے جاتے ہیں؟ ڈھکو صاحب کا جواب پڑھیے۔

میں نے صاف اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے کہ اصلی اور حقیقی اذان کونسی ہے؟ جو سرکار محمد و آل محمد ﷺ نے دی ہے۔ اب ڈنڈے سے منوانا میرا فریضہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی مدرسہ میری ذاتی ملکیت ہے۔ اور نہ ہی سب اساتذہ اور طلبہ میرے مقلد ہیں۔ ①

تبصرہ:

کیا علمی اور تحقیقی جواب ہے۔ مذہب شیعہ میں رواداری اور نظریاتی آزادی کی جو مثال ڈھکو صاحب نے قائم کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، کہ مدرسہ میری ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ اس لیے میں وہاں ”اصلی اذان“ نہیں دلواسکتا۔ حالانکہ ڈھکو صاحب اس مدرسہ کے مونس ہیں۔ اگر وہاں ان کے اختیارات نہیں ہیں، تو وہ اس سے الگ کیوں نہیں ہو جاتے۔ کیا قیامت کے دن ایسی موٹھا گائیوں سے وہ اپنی جان چھڑوا لیں گے؟ افسوس، جو لوگ اپنی عبادت گاہوں میں اتنے بے بس ہیں کہ اپنے نظریے کے مطابق اذان تک کہلانے پر قادر نہیں، وہ کتنی بے باکی سے لکھ دیتے ہیں کہ

”ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے، وہ صرف اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی تمام اصحاب و امت سے افضل جانتے ہیں اور ہم ان کو دولت ایمان و ایقان اور اخلاص سے جہی دامن جانتے ہیں“^①

اہل سنت پر یزید کی حمایت کا الزام:

مندرجہ بالا اقتباس ہم نے ڈھکو صاحب کے زیر ادارت چھپنے والے رسالہ ”دقائق اسلام“ کے تازہ شمارے سے پیش کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجتہد صاحب قلابازیاں کھانے میں دیر نہیں لگاتے، مسئلہ یزید پر بھی وہ یہی کرتب دکھا گئے۔ رقم طراز ہیں۔

”اب تو اہل سنت کے بعض قلم کار کھلم کھلا یزید کی نہ صرف خلافت بلکہ اس کے خلیفہ راشد ہونے پر مستقل کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں خلافت معاویہ و یزید، خلافت رشید امین رشید خاص طور پر قابل ذکر ہیں“^②

① تجلیات صداقت ص ۲۰۱

② تجلیات صداقت ص ۲۳۰

تبصرہ:

ڈھکوصاحب کی کسی بات کا اگرچہ کوئی اعتبار نہیں ہوتا، تاہم یہ بات قابل افسوس ہے کہ جن دو کتابوں کا ذکر کر کے انہوں نے اہل سنت پر حامی یزید ہونے کا الزام عائد کیا، ان دو کتب کے رد میں درجنوں کتب اور مقالات شائع ہو کر اہل سنت والجماعت کے نظریے کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اب بلاوجہ کچے گھڑوں پر اعتبار کر کے الزام تراشی کی فضاء پیدا کرنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ دو کتابیں اہل سنت کے ناپختہ ذہنوں کو بیمار کرنے میں معاون ضرور ثابت ہوئی ہیں۔ اور کسی نہ کسی درجہ میں یہ بیماری اب بھی موجود ہے۔ بیشتر تو دماغی فالج کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق "خطا اجتہادی" جیسا علمی اور باوقار جملہ آتا ہے، تو وہ اس کو "خطا کار" قرار دے کر اتنا شور مچاتے ہیں کہ بسا اوقات ان کی آواز ہزارہ سے ملتان جا لگراتی ہے، پھر یہ آواز کاغذوں تک محدود ہو جاتی ہے اور کاغذ دھیرے دھیرے دیمک کی خوراک بن کر نا کامیوں کے "نقیب" بن جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ان کتابوں میں اہل سنت کا نظریہ پیش کیا گیا ہے، بالکل غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اب الحمد للہ خارجیوں اور یزیدیوں کے جراثیم کافی حد تک ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن سکوتی فرقہ اذہان کو مشوش کر رہا ہے۔ جب کبھی امام حسینؑ کی منقبت پر گفتگو ہو، اور یزید کی شرعی پوزیشن واضح کرنے کی نوبت آتی ہے تو یہ سکوتی لوگ سامنے آکھڑے ہوتے ہیں کہ مسئلہ یزید پر اکابر نے سکوت کا حکم دیا ہے اس عنوان پر ہم تفصیلی بحث کر آئے ہیں کہ اکابر کے تحریر کردہ سکوت کا مفہوم کیا ہے؟ یزید کی حمایت میں جب کبھی قلم اٹھتا ہے یا زبان کھلتی ہے تو اس وقت سکوتی فرقہ دم دبا کر بیٹھا رہتا ہے، لیکن جب ان کا تعاقب ہوتا ہے اور اہل سنت کی نظریاتی سرحدوں کا پہرہ دیا جاتا ہے تو "سکوت" کا سبق دینے والے فرزاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لہذا شیخ مجتہدین بھی اور حامیان یزید بھی محمود احمد عباسی، ابو یزید محمد دین بٹ، عزیر احمد صدیقی وغیرہم کو جو سنی نظریات کا داعی قرار دیتے ہیں، یہی بر حقیقت نہیں ہے۔

یزید کے نقشِ پاءِ پہ کون چل رہا ہے؟

شیعہ مجتہد ڈھکو صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ڈاڑھی منڈوائی، وہ یزید ہے۔ لہذا آج جو ڈاڑھی منڈواتے ہیں وہ یزید عنید کے طریقہ پر ہیں ❶

تبصرہ:

یزید کی ڈاڑھی تھی یا نہیں، ہمیں اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ جو آل رسول ﷺ کا خون پی جائے اور ڈکار نہ لے، اس کی ڈاڑھی کیا اور مونچھیں کیا؟ لیکن ڈھکو صاحب کے اس اجتہاد نے کافی آسانی پیدا کر دی ہے کہ جو ڈاڑھی منڈے ہیں، وہ یزید عنید کے طریقہ پر ہیں۔ علامہ طالب جوہری، علامہ عطفن عباس، ناصر عباس ❷، امجد جوہری، اسد جوہری، اور عبدالحکیم بوترا بی سمیت تمام ذاکرین و نوحہ خواں ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ لہذا ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے کہ یہ طبقہ یزید کا پیرو ہے۔

سچی بات نکل جاتی ہے، جس کے منہ سے مستی میں

فقیر مصلحت میں سے وہ رند بادۂ خوار اچھا

کاش ڈھکو صاحب تھوڑی سی وضاحت اور کر دیتے کہ ڈاڑھیاں رکھوانے والے حضرت حسینؑ کے قبوعین ہیں۔ تاکہ اہل سنت کے حسن کردار پر جناب کی بھی مہر لگ جاتی۔ اب بحث و مباحثہ یا تحقیق و تدقیق کی کوئی زیادہ ضرورت نہیں رہی۔ شکل و صورت دیکھ کر نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حسینی کون ہے اور یزیدی کون؟ البتہ حامیانِ یزید کے لیے خاصی مشکل پیش آئے گی، اگر واقعی یزید ڈاڑھی منڈواتا تھا تو ان دوستوں کو بھی اپنے ممدوح کی اتباع کرنی چاہیے۔

❶ اصلاح الرسوم الظاہرہ بکلام الحرة الظاہرہ ص ۳۲۲

❷ انتہائی تبرہ باز اس شیعہ ذاکر کو چند ماہ پہلے لاہور میں کسی خاندانی تنازع پر قتل کر دیا گیا (عثمان حسن)

مخالفین معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی تعاقب:

آج تک کسی سلیم الفطرت سنی نے یزید کے فسق کا نظریہ رکھتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید نہیں بنایا۔ لہذا یہ فلسفہ ہی غیر معقول ہے کہ یزید کو فاسق کہنے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کا دروازہ کھلتا ہے۔ یہ صرف اور صرف مقام صحابیت کو نہ سمجھنے کی بناء پر ہوتا ہے۔ اہل تشیع کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر کوئی کسی صحابی سے بدظن ہو جائے، یہ تو ممکن ہے مگر یزید کے متعلق شیعہ اثرات کم ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔ افراط و تفریط کی بناء پر کوئی یزید کو کافر کہہ جاتا ہے اور کوئی مومن کامل کے درجہ پر لے آتا ہے۔ یہ شیعہ و سنی مسئلہ نہیں، خالص نفسیاتی اور کمون طبع کی وجہ سے ہے۔ حویلیاں (ہزارہ) کے ایک بریلوی اہلسلک پی سید محمود شاہ ہزاروی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک تحریک اٹھائی تھی۔ اور اس کے بیٹے غلام محی الدین شاہ نے بیرون ملک جا کر اپنے والد کی اس بیمار فکر کو پروان چڑھانے کی کوشش کی۔ ہمیں خوشی ہے کہ بریلوی علماء بروقت خبردار ہوئے اور انہوں نے اس کا قلع قمع کیا۔ چنانچہ بھکھی شریف کے مولانا سید عرفان شاہ مشہدی نے ۱۲ ستمبر ۱۹۹۹ء کو ماچھسٹر کی وکٹوریہ مسجد میں اور بعد ازاں محی الدین شاہ کے مکان پر جا کر مناظرہ کیا۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خوب خوب دفاع کیا۔ اس مناظرہ کی ویڈیو بھی موجود ہے اور اس کی روئیداد کا کچھ حصہ مولانا عرفان مشہدی نے اپنی کتاب میں بھی شائع کر دیا تھا ❶

بریلوی مسلک کے بعض علماء اگر شدت پسندی سے باز آجائیں تو مثبت کاموں میں اپنی توانائیاں صرف کر کے فتنوں کی یلغار روکنے میں معاون بن سکتے ہیں۔ محمود شاہ ہزاروی کی طرف سے اٹھائے گئے جملہ اعتراضات کے تسلی بخش جوابات مولانا محمد علی نقشبندی نے ”دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ“ کی دوسری جلد میں دے دیئے ہیں۔ مولانا محمد علی نے دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ میں ایک ہزار سے متجاوز صفحات لکھ ڈالے

❶ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل حق کی نظر میں ص ۱۶

ہیں۔ اسی مقدار میں مولانا محمد نافع مدظلہ اور دیگر علماء کرام نے اپنی تحقیق قوم کے سامنے پیش کر دی ہے۔ اور یہ سارے رد ورفض پر اپنی زندگیاں صرف کرتے رہے۔ یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے نام پر جان دینے والے ہیں، مگر یزید کو اپنے دل و دماغ کے کسی گوشہ میں پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ نبوی آغوش کے پروردہ حضرت امیر معاویہؓ ہیں، نہ کہ یزید۔ ایسے ہی رسالت کے شیریں لب چوسنے والے حضرت حسینؓ ہیں نہ کہ یزید۔ صحابیت کی عظمت پر مولانا سید عطاء المعتم شاہؒ کی ایک کتاب کا مندرجہ ذیل اقتباس خود اُن کے خاندان کے لیے بھی اکسیر ہے۔

”یہ لفظ لکھے ہیں بزرگوں نے فقہاء نے، کہ صحابہؓ جب قیامت میں آئیں گے تو اللہ میاں اُن سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کیا دولت ہے؟ وہ کہیں گے کہ حضور ﷺ کا، آپ کے نبی ﷺ کا چہرہ دیکھا تھا، اس کی روشنی اور جلی ہم پر پڑی ہوئی ہے، اور ہم کچھ نہیں جانتے“ ❶

نوٹ:

یہ مولانا عطاء المعتم شاہؒ کی ایک تقریر ہے، جو انہوں نے ۲۹ جون ۱۹۷۸ء کو دہاڑی میں کی تھی۔ بعد ازاں اس تقریر کو جنوری ۱۹۸۳ء میں کتابی صورت دے دی گئی۔ اور ناشرین نے کتاب کے نائٹل پر حضرت معاویہؓ کے نام کے ساتھ ”ابو یزید“ بھی لکھا ہے۔ صحابی رسول کا نام روشن رکھنے کے لیے بھلا مٹی کا دیا اور وہ بھی بچھا ہوا، ساتھ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ ابو کنعان کہنے سے کیا حضرت نوحؑ کا رتبہ نبوت بڑھ سکتا ہے؟ اور ابو مکرمہ لکھنے سے ابو جہل کی جاں بخشی ہو سکتی ہے؟ اگر یہ زرا وہم ہے تو پھر حضرت معاویہؓ کے تعارف کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ صحابی رسول ﷺ ہیں، صحابی رسول ﷺ کے بیٹے ہیں، امام الانبیاء ﷺ کے برادر نسبتی ہیں، کاتب وحی ہیں، حضور ﷺ

❶ یرت سیدنا حضرت معاویہؓ

کے تبرکات آپؑ نے عمر بھر اپنے پاس محفوظ رکھے۔ آل رسولؑ کے ساتھ آپ کے خاندان کے رشتے ناٹے ہوئے۔ اپنے دور حکومت میں اہل بیت رسولؑ کی عمل سرپرستی فرماتے رہے۔ اب آپؑ کے تعارف میں ”یزید“ کا نام دینا بیٹھے باداموں میں کڑوا بادام ڈال کر سارا منہ بدمزہ کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت معاویہؓ کی طرح حضرت امام حسینؑ بھی صحابی ہیں، اور کسی بھی صحابی کے خون سے ہاتھ رگھنے والا غیر صحابی نہ امت کی نگاہوں میں بیچ سکتا ہے، نہ حقیقت کے ترازو پہ ٹل سکتا ہے۔

یزیدیوں کا ایک پمفلٹ

اس بار محرم الحرام کے موقع پر ایک پمفلٹ ”سیدنا حسین ابن علی“ کے نام سے تقسیم کیا گیا..... ٹائٹیل پر ایک چوکھٹے میں ”بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت و محبت، تذکار و اذکار حسینؑ اور حقیقت حادثہ کربلا“ کی عبارت بھی درج ہے۔ یہ پمفلٹ ”مجلس مہمان آل و اصحاب رسول علیہم الرضوان“ نے شائع کیا ہے۔ جب سے آل و اصحاب رسولؑ کا ذکر ”مجلسوں“ میں لگا ہے، دارالکلام میں کالا کالا ضرور ہوتا ہے۔ کراچی میں ”مجلس حضرت عثمان غنیؓ“ کے نام سے سالہا سال تک خارجیت و ناصیت کے جرائم پھیلائے جاتے رہے۔ مولوی عظیم الدین صدیقی اور دیگر پانچ فکر کے لوگوں کا لٹریچر اسی ”مجلس“ سے شائع ہوتا رہا۔ اہل تشیع کی ”مجلس“ اور ادھر ”مہمان آل“ کی مجلس میں قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں میں حضرت حسینؑ کا نام نامی خوب خوب استعمال ہوتا ہے۔ ایک ”مجلس“ میں ذکر حسینؑ حسینؑ کے تحت ”بعض صحابہؓ“ نکالا چلتا ہے اور دوسری ”مجلس“ میں ذکر حسینؑ علی کے تحت یزید کے پاؤں چائے جاتے ہیں۔ حضرت حسینؑ کی کرامت پر قربان جائیے کہ آج صدیوں بعد بھی یزید کے متوالے سیدنا حسینؑ کی آڑ میں ہی اپنے من کی بات کہہ سکتے ہیں۔ جوں جوں زمانہ آگے بڑھ رہا ہے۔ فکری بیمار بزدل ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ یزیدی ٹولہ کے کارپردازان کھلے عام منقبت یزید پر قلم کشائی کرتے تھے۔ ”حیات سیدنا یزیدؑ“ جیسی کتابیں چھاپتے تھے، لیکن اب اخلاف کے گھٹنوں میں وہ

پانی نہیں رہا۔ یہ ٹائٹیل پر سیدنا حسینؑ کا نام دے کر یزید کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ نظریہ ہی کیا، جس کو کئی پردوں میں لپیٹ کر پیش کیا جائے۔ نظریہ وہ ہوتا ہے جو کھلے عام نظر آئے۔ عقیدہ وہ ہوتا ہے، جس کی گرہیں مضبوط ہوں..... یہ آزادی کا دور ہے، ہم کسی کو نرا نہیں کہتے، مگر غلط کو صحیح بھی نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح سچ کو سچ تسلیم کرنا حق ہے، ایسے ہی جھوٹ کو جھوٹ کہنا بھی حق ہے۔

قارئین کرام! اس پمفلٹ میں وہی چبے چبائے لقمے پیش کیے گئے ہیں، جن کی مراد پچھلے پچاس سالوں سے دماغ کو خوشبوؤں سے محروم کیے ہوئے ہے۔ جو لوگ اپنے دل کے دروازوں پر جمود اور ضد کے تالے لگا کر چابیاں اپنے نفس کی راکھ میں گم کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں اسلاف کے نوشتوں سے کوئی غرض ہے، اور نہ ہی وہ انہیں قابل التفات جانتے ہیں۔ اس وقت حامیان یزید کی پوزیشن اس شخص کی سی ہے، جو پانی میں مسلسل مدہانی چلا کر مکھن اور لسی کی توقع لیے بیٹھا ہو اور دوسری طرف اکابرین اہل سنت نے نرم و ملائم انداز میں سچ کو اتنا طشت از بام کر دیا ہے کہ ان کے افکار زہنوں کی نازک جڑ کی طرح سنگ مرمر کا سینہ بھی چاک کر چکے ہیں۔ ان کی صدائوں کے سامنے کوئی مائی کامل نہ پہلے کبھی ٹھہر سکا، نہ آئندہ ٹھہر سکے گا..... اس پمفلٹ میں ثابت کیا گیا ہے کہ یزید نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا جنازہ پڑھایا تھا، ہم اس پر گذشتہ سطور میں پوری تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ یہ جنازہ واقعہ کر بلا، قتل حسینؑ اور واقعہ 7ہ سے پہلے پڑھا گیا، یا بعد میں؟ جب یہ پہلے ہوا ہے تو پھر اپنے یہ نادر مخطوطے سنبھال لیجیے، اس لیے کہ ایک صحابی کا جنازہ پڑھا کر دوسرے صحابی کا جنازہ نکالنے والوں کو تاریخ زنائے دار تھپڑ رسید کر کے کب کا ٹھکرا چکی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ ”بہر کیف وہ کلمہ گو تھا، مسلمان تھا، کریکٹر ہم نے نہیں دیکھا“
جب آپ نے کریکٹر دیکھا ہی نہیں تو پھر اس کے زہد و تقویٰ کا ڈھنڈورا کیوں؟ جی

ہاں، فاسق کلمہ کو مسلمانوں میں ہی ہوتے ہیں۔ وگرنہ کافر کو ”فاسق“ کہنے کی کوئی منطق نہیں ہے۔ چودہ صدیوں سے یزید کو مسلمان ہی سمجھا جاتا رہا ہے۔ اگر تعصب کے عفریت نے عقلوں کو نگل نہ لیا ہوتا تو یہ بات سمجھنا کوئی مشکل نہ تھی..... اسلاف امت نے ہمیشہ اس کے فسق کا پرچار کیا ہے۔ اس کو فاسق ماننے سے ہی صحابی رسول ﷺ کا دامن محفوظ رہتا ہے..... مگر صحابہؓ کے مقام کو سمجھنے کے لیے بھی روشن دماغ اور محتاط زبان کی ضرورت ہے۔ خلافت راشدہ کے تیسرے تاجدار سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کو ”گھر میں بلا کر بکرے کی طرح مذبوح“ قرار دینا بھی دانش مندی کی اعلیٰ مثال ہے ❶

حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے حضرت علیؓ کی کعبہ میں ولادت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

”ابوطالب اپنی بیوی فاطمہ بنت اسد کو دردہ زہ سے خلاصی کے لیے بتوں کے سامنے لے کر گئے ہوں گے، وگرنہ کوئی تک نہیں کہ ایک عورت بچے کی پیدائش کے لیے کعبہ جائے اور وہاں غلاظت پھیلائے“ ❷

انہی حکیم صاحب نے ایک اور کتاب میں خلیفہ بلا فصل حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو زخمی سانپ کی طرح تڑپنے سے تشبیہ دی ہے..... ❸

کہیں صحابی کی والدہ کو غلاظت پھیلانے والا، کہیں کسی صحابی کو زخمی سانپ کی طرح تڑپنے والا اور کہیں کسی صحابی کو بکرے کی طرح ذبح ہونے والا قرار دیا جا رہا ہے..... کہنے اور لکھنے والوں کی نیت کچھ بھی ہو، پڑھنے والا اسے بے ادبی پر محمول کرے گا..... یہ کوئی آرٹلڈ،

- ❶ پمفلٹ میں ایک عبارت ہے کہ ”صحابہؓ موجود ہیں، عثمانؓ کیسے تعلق ہو گئے؟ گھر میں لانا کر بکرے کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ (ص ۷) نوٹ: یہ الفاظ مولانا عطاء المصمم شاہ کے ہیں (عثمان حسن)
- ❷ سیدنا علیؓ، شخصیت و کردار، ص ۳۹
- ❸ سیدنا ابوبکر صدیقؓ، ص ۲۷۳

برہمان، ہوسلی، گوسے یا پوہین کی شخصیات نہیں، اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
 مگر فرق مراتب نہ مگنی زندگی

چودہ صدیوں کی تحقیق سے برگشتہ ہو کر جن لوگوں نے یزید کی مدح سرائی کی، بہت جلد ان کے دلوں سے صحابہ کرامؓ کا ادب اٹھ گیا۔ یہ نسبت یزید کی پہلی اور بڑی نحوست ہے..... اس لیے یزید کا نام لینے سے ”وضو تو نہیں ٹوٹتا“ البتہ صحابہ کا دامن ادب مٹھوٹ جاتا ہے اور جس کا صحابہؓ سے ادب کا رشتہ منقطع ہو جائے وہ باوجودہ کر بھی کچھ کمانے کے قابل نہیں رہتا۔ باقی رہا یزید کا اس قدر ڈیفنس کہ صحابہ کی توہین نہ ہو۔ جانے دیجیے مہربان من! یزید کا ایک ریت کے ذرے کے برابر بھی دفاع کرنا صحابی رسول اور نواسہ رسول ﷺ کے خون کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ بشمول سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کوئی صحابی اس نظریہ کا محتاج نہیں ہے کہ یزید کی اچھائیاں تلاش کی جائیں مگر نہ توہین صحابہؓ ملازم آئے گی۔

پمفلٹ کے ص ۶ پر لکھا گیا کہ ”تمام صحابہؓ سمیت سیدنا حسینؓ نے بھی یزید کی قیادت میں شرکت جہاد کی طرح اس کی (یزید) امامت میں نماز جنازہ ادا کی تھی۔ حضرت ابویوب انصاریؓ کی نماز جنازہ سے متعلق ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، رہا اس کی قیادت میں صحابہ کرامؓ کا جہاد کرنا، تو آئیے علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سے پوچھ لیتے ہیں جن کے علم و فضل کے سامنے بڑے بڑوں کی پگڑیاں اتر جاتی ہیں، بلکہ حامیان یزید کے تو گرتے تک بھٹ جاتے ہیں..... فرماتے ہیں:

”وفيه مشروعية الجهاد مع كل امام لتضمنة الشاء على من
 غدرا مدينة قيصر وكان امير تلك الغزوة يزید بن معاویة،

ویزید یزید ①

فتح الباری جلد نمبر ۱۱، ص ۶۵

ترجمہ: اس (حدیث) سے ثابت ہوا کہ جہاد ہر حاکم کی سربراہی میں ہو سکتا ہے کیونکہ مذکورہ روایت حدیث غازیانِ قیصر کی تعریف پر مشتمل ہے حالانکہ اس لشکر کا امیر یزید بن معاویہ تھا اور یزید تو یزید ہی تھا۔

قارئین کرام! علامہ عسقلانیؒ نے یزید کے کرتوتوں کی تفصیل بتانے کی بجائے ”یزید تو یزید تھا“ فرمادیا۔ گویا کہ یہ نام ہی فسق و فجور اور نالائقی کا مرقع ہے۔ (یہاں یزید بن معاویہؓ کا ذکر ہو رہا ہے، نہ کہ یزید نامی کسی صحابی رسول ﷺ کا) تو معلوم ہوا فاسق کی سرکردگی میں بھی جہاد ہو سکتا ہے بلکہ علامہ حصاصؒ نے تو اس سے بھی سخت تبصرہ فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ خلفاء راشدینؓ کے بعد فاسق امراء کے ہمراہ شریک جہاد ہوتے تھے اور حضرت ابویوب انصاریؓ نے یزید لعین کی معیت میں جہاد کیا تھا..... ان کی عبارت یہ ہے۔

وقد كان اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يغزون
بعد الخلفاء الاربعة مع الامراء لفساق وغزا ابويوب

الانصاري مع يزيد اللعين ❶

لعین یزید کے عنوان پر ہم بحث کر آئے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ، علامہ سعد الدین تفتازانیؒ یا حصاصؒ جیسے اہل علم جو لعین یزید کے قائل تھے، وہ اس لیے کہ یزید کو مسلمان نہیں جانتے تھے۔ باقی جمہور لعین سے منع کرتے ہیں، کیونکہ امت کا اجماع یزید کی تفسیق پر ہے، تکفیر پر نہیں۔ پمفلٹ کے ص ۱۳ پر ہے ”حادثہ کر بلا کا تعلق عقائد سے نہیں، تاریخ سے ہے۔ عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ بعض لوگوں نے تاریخ کی بنیاد پر عقیدہ گھڑ لیا ہے..... جو یقیناً جہالت اور گمراہی ہے“

اس دنیائے آب و گل میں جو کچھ بھی پیش آتا ہے، اس کو تاریخ ہی محفوظ کرتی ہے۔ گردشِ لیل و نہار میں پیش آمدہ واقعات کو محض ”تاریخی“ کہہ کر دھتکار دینا ایسا ہی ہے، جیسے

کوئی خلیب جلے کی تاریخ دے کر مگر جائے..... لیکن سیدنا حسینؑ کی ذات بھی کیا فقط تاریخی ہے؟ اور ان کی محبت و عقیدت جزو ایمان نہیں ہے؟ یاد رکھیے غیر صحابی کے مقابلہ میں صحابی کا دفاع کرنا، عقیدہ اہل سنت ہے۔ تاریخ کی بنیاد پر عقیدے گھڑنے والوں کے چہرے کہاں ڈھکے چھپے ہیں؟ ہاں تاریخ کی بنیاد پر یزید کے کرتوتوں پر پردہ ڈال کر باطل کی ہموائی کرنا یقیناً گمراہی ہے۔ یازید کی بد اعمالیوں کی بنیاد پر اس کے والد سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی تنقیص کرنا واقعتاً جہالت ہے..... لطیفہ یہ ہے کہ اسی پمفلٹ کے ایک مقام پر بڑی تعلق سے لکھا گیا ہے کہ ”پڑھیے ابن کثیر اور ابن جریر کو“ (ص ۷) تو تاریخ پڑھ کر اس کو اپنے افکار کی بنیاد کون بنا رہا ہے؟

عجب مشکل میں آیا سینے والا جب و دامان کا

یہ ناکا تو وہ ادھر، وہ ناکا تو یہ ادھر

عقیدہ اور تاریخ

یزیدی پارٹی کا چونکہ ابتداء سے ہی یہ اصول ہے کہ جب خود یزید کی حمایت کریں گے تو کتب تواریخ کا سہارا لیں گے اور جب انہی کتب سے فسق یزید پیش کیا جائے تو کہتے ہیں، یہ تو تاریخی باتیں ہیں، نہ کہ عقائد کی..... اس کاغذی کشتی کے موجد دراصل محمود احمد عباسی ہیں اور انہی عباسی نظریات کی تبلیغ زیر تبصرہ پمفلٹ میں بڑی چالاکی کے ساتھ کی گئی ہے..... حادثہ کربلا کا تعلق فقط تاریخ سے ہے یا پھر عقیدے سے بھی؟ اس پر ہم حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی نہایت حکیمانہ رائے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

”حضرت حسینؑ اور یزید سے متعلق عقیدہ سے چونکہ واقعات کی ایک تاریخ وابستہ ہے اور اس تاریخ کا ذکر ہی عقیدہ کا ذکر ہے۔ اس لیے نہ تو اس معاملات کی تاریخی ریسرچ کے وقت عقیدہ سے قطع نظر کی جاسکے گی اور نہ ہی اس کی تاریخ کو عقیدہ سے الگ کر کے محض تاریخ کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے گا۔ بلکہ عقیدہ کے معیار سے جانچ کر ہی اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جہاں تک

سبائی پارٹی کی جعلی روایتوں کا تعلق ہے ان سے تاریخ کو صاف کر کے ان غلطیوں پر دوں کو چاک کر دیا جانا بلاشبہ تاریخ کی ایک اہم خدمت ہے لیکن اول تو یہ خدمت انجام پا چکی ہے۔ محققانہ تاریخوں کے اوراق میں جہاں بھی کسی سبائی جلسازی کا وجود نظر آیا تو وہیں تشبیہات ملتی ہیں کہ یہ جعلی یا مشتبہ روایت سبائیوں کی دسیسہ کاری ہے..... یزید کی حمایت میں بے سند ہو کر حضرت امام ہمام (حسینؑ) کی مذمت پر اتر آنا نہ کوئی تاریخی ریسرچ ہے، نہ مذہبی اور نہ دینی خدمت، بلکہ پرانی بدشگونی میں اپنی ناک کاٹ لینے کے مترادف ہے۔ یقیناً اسے معتدل طریق کار نہیں کہا جاسکتا کہ آدمی فریق مخالف کا رد کرتے کرتے خود اپنا بھی رد کر جائے..... اس لیے سبائیت کی تردید تو بلاشبہ تاریخی خدمت تھی، مگر زور میں آ کر ناصیت کی تائید کرنا نہ تردید رہتی ہے، نہ تائید، مگر اس کا واحد منشاء یہ ہے کہ اس بارہ میں مذہب اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر تائید و تردید کی راہ اختیار کی گئی ہے تو پھر اعتدال کہاں میسر آسکتا تھا؟ مسلک اعتدال تو صرف نصیب اہل سنت ہے“ ❶

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس اقتباس سے واضح ہو گیا کہ سیدنا حسینؑ کی شخصیت محض تاریخی نہیں، ان کے ساتھ مسلمانوں کے عقائد و نظریات وابستہ ہیں..... حضرت حسینؑ صحابی ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حادثاتی واقعات میں نہیں، کتاب و سنت کے نور سے دیکھا جاتا ہے..... اس لیے حادثہ کر بلا کو تاریخی کہنے کا مقصد اگر یہ ہے کہ یزید کی ترجمانی کرنے کا کوئی چور راستہ نکالا جائے، اور ”حسین ابن علیؑ“ لکھ کر اندر کے صفحات پر یزید سے ناطہ جوڑنے کی ترغیب دی جائے تو قطعاً باطل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پمفلٹ کے مندرجات کا اس کے ٹائٹل پر دیئے گئے عنوان سے دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

❶ شہید کر بلا اور یزید، ص ۱۲

حامیانِ یزید سے ایک سوال

کہا جاتا ہے کہ قتل حسین میں یزید کا کوئی کردار نہیں، بلکہ اس نے تو بعد میں آنسو بہائے، اور اس واقعہ میں بچ جانے والی خواتین کو پورے اعزاز و تکریم کے ساتھ مدینہ منورہ رخصت کیا..... مذکورہ پمفلٹ میں بھی یہی داویا کیا گیا ہے لیکن سوچنے کی بات ہے کہ کیا یزید نے یہ بھی کہا تھا کہ حسینؑ کو ظلماً (مجھے لاعلم رکھ کر) مار دیا گیا، لہذا پہلی فرصت میں ہم ان کا جنازہ پڑھتے ہیں، یا اگر وقت زیادہ بیت گیا تھا تو چلیں نواسہ رسولؐ کی تربت پہ جا کر دعا کر لیتے ہیں؟ جبکہ تاریخ اس پر بالکل خاموش ہے نہ اس نے سیدنا حسینؑ کا جنازہ پڑھا، نہ اہتمام سے تدفین کا حکم دیا۔ آل رسولؐ کو پردیس کے ایک لقمہ و دق صحرا میں بے یار و مدگار چھوڑ کر ان کی بے بسی کا تماشا دیکھنے والوں کے منہ سے نحوست کے داغ دھبے مٹانے کے لیے یہ کہہ دینا کہ یہ محض تاریخی واقعہ ہے۔ سفاکیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جو لوگ محض ضد بازی پر اتر کر قاتلان حسینؑ کی حمایت کرتے ہیں، انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ کبھی پہ کبھی مارتے رہیں، مگر جلد اور بہت جلد ایک بڑی عدالت میں صحابیؑ کے خون کا مقدمہ پیش ہونے والا ہے۔

”خارجی فتنہ“ کی جدید اشاعت، یزیدی حلقوں میں فکری تھر تھلی

قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے مولانا محمد اسحاق سندیلوی (کراچی) کے نظریات پر بڑا مفصل تبصرہ فرمایا تھا، جس نے ”خارجی فتنہ“ کے نام سے شہرت پائی۔ مولانا سندیلوی مرحوم نے اپنی کتاب ”اظہار حقیقت“ دراصل مودودی صاحب کی ”خلافت و ملوکیت“ کے جواب میں لکھی تھی۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ اور سیدنا حضرت معاویہؓ کا دفاع کرتے کرتے وہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد پر تنقید کرتے چلے گئے۔ پھر محمود احمد عباسی اور ان کے حلقہ کے دیگر افراد کے ساتھ راہ و رسم بڑھنے سے اصرار نظر یہ میں مزید پختگی آگئی..... حضرت قاضی صاحبؒ نے ”خارجی فتنہ“ حصہ اول جون

۱۹۸۲ء میں اور دوسرا حصہ جولائی ۱۹۸۶ء میں مکمل فرمایا تھا۔ ان دو کتابوں میں تحقیق و تدقیق کے موتی لٹائیے گئے ہیں۔ کافی عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی، کیونکہ اس کا پہلا ایڈیشن ہی طبع ہوا تھا، اس کے بعد طباعت نہ ہو سکی تھی، اس کتاب کے جواب میں مولانا عبدالغفور سیالکوٹی نے ایک کتاب ”سبائی فتنہ“ تحریر کی تھی جو واقعاً سبائی فتنہ تھی، مگر اس میں حضرت رضی اللہ عنہ کے خارجیت اور یزیدیت کے خلاف دیئے جانے والے دلائل کا توڑ نہ تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس قاضی صاحب رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی مفصل تبصرہ ”سبائی فتنہ پر ایک نظر“ کے نام سے کر دیا تھا۔

اہل ذوق کو اس کتاب کی بڑی تلاش اور طلب تھی۔ چنانچہ انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ از سر نو اس کی کمپوزنگ کروا کر دیدہ زیب طباعت میں اس کی اشاعت کی گئی ہے۔ پہلی جلد ۳۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بحث ہے، اور یہ تقریباً ساڑھے تین سو عنوانات ہیں، دوسری جلد ”فسق یزید“ پر ہے، یہ ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے اور چار سو کے قریب اس کے عنوانات ہیں۔ راقم نے اس پر مقدمہ تحریر کیا ہے۔

ہدایین کو امام اناصیت اور خارجیت نیز یزیدی فکر کے حامل افراد بھی ہدایت اور تحقیق کی نیت سے اس کا مطالعہ کریں تو قوی امکان ہے کہ ان کو اپنے نظریے پر نظر ثانی کا موقع ملے گا۔ آج جب کہ مختلف اطراف سے گمراہ لٹریچر شائع کر کے تذبذب پیدا کیا جا رہا ہے۔ ضروری ہے کہ اسلاف اہل سنت کی قیمتی کتب سے استفادہ کیا جائے۔

زیتون کے چراغ جلانے سے روشنائیاں نہیں ہوتیں، جب تک روشن دماغ معاشرے میں موجود نہ ہوں۔ فکر و نظر کی دنیا میں یہی روشن دماغ انسانیت کی راہنمائی کرتے آئے ہیں۔ کتنے ہی خوفناک اندھیرے کیوں نہ ہوں، مذہبی حمیت کے ساتھ تحمل و رواداری سے متصف راہنماؤں نے امت کا شیرازہ بکھرنے سے بچایا ہے۔ اسلاف اہل سنت کے اس حسن کردار پر ایک نہیں، لاکھ شہادتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ خطہ برصغیر میں علماء دیوبند نے ہمیشہ اعتدال کے نقطے پر مسلمانوں کو جمع کیا ہے۔ جن حضرات نے اشتعال سے ماحول کو گرمایا تھا۔ آج وہ

خود اس اشتعال کی زد میں ہیں۔ لیکن اب تو یہ اشتعالی ٹولہ اپنے ہم مسلک لوگوں پر بھی کفر کے فتوے لگانے لگا ہے، چنانچہ آج خیال آیا کہ اُف! اعتدال، توازن اور تحمل کتنی بڑی نعمت ہے، مگر افسوس کہ اب اس سیلاب کو روکنے کی ہمت کسی میں نہیں ہے۔ اپنے مزاج میں تملطف رکھنے والوں نے ”حامیانِ یزید“ سے بھی یہی کہا تھا کہ حمایتِ یزید کو اپنا مشن بنانے سے بہت جلد تمہاری زبانیں اور قلم اصحابِ رسول ﷺ پر اٹھیں گے۔ مگر تلوٰنِ مزاجی کا بُرا ہو کہ اس کا علاج آج تک جدید دنیا در یافت نہ کر سکی۔ کبھی حضرت معاویہؓ کی محبت کی آڑ میں اہل بیتِ رسول ﷺ کی کردار کشی، اور کبھی اہل بیتِ رسول ﷺ کے پردہ میں یارانِ رسول ﷺ و ازواجِ رسول ﷺ جیسی مقدس ہستیوں پر بغض و عناد کے گولے پھینکے جاتے ہیں..... اگر کہیں ”اہلِ عشق“ ہیں تو وہ اہل سنت ہی ہیں، جن کے پاؤں چودہ صدیاں قبل جہاں تھے، آج بھی وہیں ہیں۔

دو نئے یزیدی پمفلٹوں کی تقسیم

نئے سال کا سورج طلوع ہوا تو دو نئے پمفلٹ بعض حلقوں میں دنگل سجاتے نظر آئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام غزالیؒ کا فتویٰ اور امیر یزید بن معاویہؓ

(۲) خلیفہ راشد، سیدنا معاویہؓ کے بارے میں چند غلطیوں فہمیوں کا ازالہ

• اول الذکر پمفلٹ کافی عرصہ قبل مکتبہ جاء الحق ۱۶، ناظم آباد کراچی سے چھپا تھا، جسے اب نئی اشاعت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مدرسہ انوار العلوم ملتان کے مفتی صاحب، علامہ پیر سید عبدالستار شاہ کا فتویٰ نقل کیا گیا ہے کہ امام غزالیؒ یزید کی خلافت کے قائل تھے، بلکہ قتلِ حسینؓ میں وہ انہیں بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ نیز امام موصوف یزید کے نام پر لفظ ”ترحم“ کا استعمال بھی جائز جانتے تھے۔ وغیرہ ذالک۔

یہ دراصل محمود احمد عباسی کا چہ بہ ہے، جسے مفتی عبدالستار شاہ صاحب کے نام سے

حامیان یزید "فخریہ پبلیکیشن" کے طور پر منظر عام پر لائے ہیں۔ امام غزالیؒ سے منسوب ان تمام اشکالات و ادوہامات کا نہایت علمی و تحقیقی محاسبہ قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے اپنی مشہور تصنیف "خارجی فتنہ" جلد دوم میں کر دیا ہے۔ جس کا نیا ایڈیشن نہایت خوبصورت انداز میں چھپ گیا ہے۔ طبع جدید کے صفحہ نمبر ۶۰ تا ۸۰، یہ بحث دیکھی جاسکتی ہے۔ اس یزیدی پمفلٹ سے متاثرہ افراد فی الفور کتاب مذکورہ (خارجہ فتنہ) کا مطالعہ کر کے تشریح و تسلی کر لیں۔ دوسرا پمفلٹ "پروفیسر محمد عمران" اور "مولانا محمد اسماعیل جاروی" کے نام سے بڑے سائز پر شائع ہوا ہے۔ یہ ہمیں جہلم سے مولانا قاری ضییب احمد عمرؒ کے فرزند قاری عمر فاروق صاحب نے بذریعہ خط ارسال کیا ہے۔ اور دیگر مختلف حلقوں میں بھی یہ دندنا نظر آیا ہے۔ یہ پمفلٹ شائع کرنے والے دونوں حضرات خدا جانے کس دنیا کے باسی ہیں؟ اس میں محبت یزید سے بے سندھ ہو کر قلم اٹھایا گیا ہے اور دھما چوڑی کے ذریعے کچے ذہنوں کو فتح کرنے کی اپنی سی کوشش کی گئی ہے۔ جگہ جگہ خلافت راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کی بے باکی سے بے ادبی کی گئی ہے اور اپنی سفاہت و غباوت کا اظہار کر کے امت کے معتبر اور ثقہ علماء دین کو طعن و تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

"حضرت معاویہؓ کی طرف منسوب "خطائے اجتہادی" رفض کا پروپیگنڈہ ہے جس کے اثر سے اپنے عہد کی بڑی بڑی شخصیات بھی نہ بچ سکیں۔"

یہاں حضرت معاویہ و علیؓ کے مابین ہونے والے تنازعہ میں حضرت معاویہؓ کی خطا اجتہادی کا نہ صرف انکار کیا گیا، بلکہ اہل سنت کی جملہ علمی شخصیات کو رفض سے متاثرہ قرار دیا گیا ہے۔ ہم اس پر بڑی تفصیلی بحث کر کے مطمئن کرنے کی کوشش کرتے، مگر مضمون نگار چند سطر بعد اسی صفحہ پر حضرت علیؓ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"حضرت علیؓ ہماری آنکھوں کا نور اور سروں کے تاج ہیں۔ ہم ان کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی کا تصور نہیں کر سکتے مگر بشر ہونے کے ناطے سے

ان سے بھی خطائے اجتہادی سرزد ہو سکتی ہے، بالخصوص جب وہ سبائیوں کے
زمنے میں آگئے تھے۔" ❶

تبصرہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کا نظریہ تو رفض کے پروپیگنڈہ کا شاخسانہ ہے،
مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطا اجتہادی پر قرار دینا خالص سنییت اور شان علم و کمال تحقیق ہے۔
پھر پمفلٹی حضرات کا یہ لکھنا کہ "بشر ہونے کے ناطے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی خطا اجتہادی
ہو سکتی ہے۔"

جناب من! خطا اجتہادی صرف بشر سے نہیں ہوتی، مجتہدین سے ہوتی ہے اور جب
مجتہد شان صحابیت بھی رکھتا ہو، کاتب وحی بھی ہو، تو "سونے پہ سہاگہ" کا محاورہ بھی یہاں
منصب صحابیت کی بے ادبی ہے۔ معلوم ہوتا ہے یزیدی حضرات مجتہدین اور بشر کو علیحدہ
علیحدہ صنف قرار دیتے ہیں۔ یہ بھی یزید کی بُری قسمت ہے کہ اُسے ایسے ایسے عجوبے دفاع
کے لیے میسر آئے۔ مذکورہ پمفلٹ لکھنے والے احباب تو خدا جانے کس قسم کی ورائٹی ہیں،
یہاں تو بعض علماء کہلوانے والے بھی "خطا اجتہادی" کو کوئی ناقابل برداشت سا جرم سمجھتے
ہیں اور محققین علماء اہل سنت کے اس اجماعی نظریہ کا مذاق "خطا وار" کہہ کر اڑاتے ہیں۔
حالانکہ مطلقاً خطا اور "خطا اجتہادی" میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔ اندازہ کیجئے جو لوگ
"خطا اجتہادی" کے مفہوم و معانی تک سے نا آشنا ہیں، وہ بھی اکابر اہل سنت پر تیشہ الزام
رکھ کر اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے..... پھر یہ بات بھی کسی لطیفہ، بلکہ "کشیفہ" سے کم
نہیں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب "خطا اجتہادی" رفض کا پروپیگنڈہ
ہے..... ہمارا چیلنج ہے کہ گیارہ سو سال کے شیعہ لٹریچر میں ایک جگہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی
جانب خطا اجتہادی کی نسبت کوئی حوالہ پیش کیا جائے۔ رفض تو صحابہ دشمنی کا نام ہے۔ جو
لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مومن ہونے کے بھی قائل نہیں

ہیں اور رات دن ان کی زبانوں پر تیرائی تبصرے اڑدھا کی طرح بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ بھلا ایک مجتہد صحابی کے مقامِ اجتہاد کو کیا جانیں؟ یزیدی دوستوں کے یہ شگوفے محض گونگے کے خواب ہیں۔ جو سمجھنے، سمجھانے سے تعلق نہیں رکھتے..... پمفلٹ شائع کرنے والے دوست

نے دوسری بار پھر تحریر کیا۔ ”خطا اجتہادی“ کا ارتکاب پہلے حضرت علیؑ سے ہوا۔^① قارئین کرام! دماغی بد پرہیزی عادت بن جائے تو اصلاح مشکل ہی نہیں، ناممکن ہو جاتی ہے۔ ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ اگر اس جملے کی نسبت حضرت امیر معاویہؓ کی طرف ہو تو وہ رفض کا پروپیگنڈہ ہے (حالانکہ یہ انتہائی طفلانہ بات ہے) جب کہ یہی لفظ پمفلٹ مذکور میں بار بار حضرت علیؑ کی نسبت استعمال کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ حضرت معاویہؓ کی خطا اجتہادی پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ مگر حامیان یزید پوری امت پر دانت پیتے ہوئے ایک غیر معقول اور ریتلا نظریہ پیش کر رہے ہیں۔ اس لیے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ”یزیدیت“ کسی نظریے کا نام نہیں ہے۔ یہ ایک کیفیت اور مزاج کا نام ہے..... اور تحقیق کے معرکوں میں مزاج نہیں، انداز فکر چلتا ہے..... اس پمفلٹ کے ایک مقام پر پیٹ کی بات نکل ہی آئی چنانچہ مضمون نگار رقم طراز ہیں۔

”یہ یاد رہے کہ ہم اس وقت تک خلیفہ راشد، سیدنا معاویہؓ کا کامیاب دفاع نہیں کر سکتے، جب تک یزید کی ولی عہدی، شہادت حسینؑ، واقعہ حرہ، بے حرمتی و آتشزدگی کعبہ اور فسق و فجور کے حوالہ سے یزید پر لگائے گئے، غلط الزامات کی تردید نہیں کرتے۔“^②

تبصرہ:

اردو کا ایک محاورہ ہے کہ ”ناچنے لگی تو گھونگھٹ کیسا“ یعنی جب کام ہی بے حیائی والا کرنا ہے تو پھر حیا فضول ہے..... چنانچہ ایک عزم مصمم کر لیا گیا ہے کہ ہم نے بہر صورت قاتلان حسینؑ سے ناٹھ جوڑے رکھنا ہے۔ لہذا اب اس کی آسان ترکیب یہ نکالی جائے

کہ کونسا واقعہ کر بلا؟ کونسا خون حسینؑ؟ یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں تھا..... جیسا کہ مرزا حیرت دہلوی نے دعویٰ کیا تھا کہ واقعہ کر بلا کبھی تاریخ میں ہوا ہی نہیں..... اور اہل تشیع نے جب اپنا حسب نسب "سل اییب" کی طرف جاتے دیکھا تو عبد اللہ بن سبا کی شخصیت کا ہی سرے سے انکار کر دیا۔ یزیدیوں اور شیعوں میں یہ ایک ہار یک سی فکری مماثلت ہے اور اس فارمولے پر دونوں کا اتفاق ہے کہ جب دلائل سے کوئی چیز ثابت نہ کی جاسکے تو بجائے اعترافِ شکست کے اس چیز کے وجود کا ہی انکار کر دیا جائے۔ اہل تشیع تو پھر بھی "تقیہ" کے غلاف میں اپنا جھوٹ چھپانے پر قادر ہیں، قابلِ رحم تو حامیانِ یزید ہیں، جن کے بڑوں نے ان کے بچاؤ کی کوئی تدبیر تر کے میں نہیں چھوڑی..... علم و ادب اور صبر و رواداری سے بے نیازی انسان کو کہیں سے کہیں لاکھڑا کر دیتی ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی کرامت

اسے سیدنا معاویہؓ کی کرامت کہیے کہ یزیدی مضمون نگار نے حضرت معاویہؓ کے دفاع کو واقعہ کر بلا، واقعہ حرہ اور یزید کے فسق و فجور سے بریت کے ساتھ مشروط کیا ہے، نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھانا چے گی۔ میدان کر بلا میں آل رسولؐ پر یزید کی جانب سے ہونے والا ظلم ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کے بعد مدینہ منورہ پر پتھراؤ، اور بلد رسولؐ کی بے حرمتی یزید کے کالے کارناموں میں نمایاں ہیں..... یہ سب کچھ ایک روشن حقیقت پر مبنی ہے، لہذا کسی بھی حامی یزید کو سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے دفاع کرنے کا کوئی فطری و اصولی حق نہیں ہے..... حضرت امیر معاویہؓ کا دفاع ان کا نصیب ہے، جو حضرت علیؓ اور حضرت حسینؑ کو عقیدت و محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضابطہ ہے کہ جس کے دل سے ایک صحابی کی قدر نکل جاتی ہے، وہ تمام صحابہؓ کی تعظیم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے اولاً حضرت عثمان غنیؓ پر اقرباء پروری کی تہمت لگائی تھی، پھر حضرت معاویہؓ پر قلم چلایا، بعد ازاں حضرت حفصہؓ کی بے ادبی کی، آخر کار دستور پیش کر دیا کہ کوئی صحابی تنقید سے بالاتر نہیں ہے۔ اللہ اللہ خیر سلا اگر بہت پیچھے جا کر دیکھیں تو اہل تشیع نے خلافتِ بلا فصل کا استحقاق حضرت

علیؑ کو دینے کے لیے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نشانہ تنقید بنایا اور پھر دھیرے دھیرے کالمین کی پوری جماعت سے دست کش ہو گئے۔ حامیان یزید نے بھی اولاً حضرت سیدنا امام حسینؑ پر تنقید کی، پھر حضرت علیؑ کی شان میں بے ادبی و بے توقیری کی، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو تحقیر کا نشانہ بنایا..... ہم انتہائی فکر مند کی اور درد دل سے کہیں گے کہ اگر یہی روش رہی تو بہت جلد یہ بدنصیب گروہ جملہ اصحاب رسول ﷺ سے اعتقاد کھو بیٹھے گا۔ لگے ہاتھوں ذرا اہل حدیث بھائیوں کا ذکر بھی ہو جائے۔ فطری طور پر اس مسلک کا ہر فرد شند خواہ من موچی ہوتا ہے۔ جب گرم مزاج اور غصیلی طبیعت والا حامی یزید بھی ہو تو وہ ”نیم چڑھا کر یلا“ کے مصداق ہوتا ہے۔ چنانچہ ابوعتیق امین خادم صاحب نے برملا لکھا کہ:

”ہنظر غور دیکھا جائے تو صاف روشن ہے کہ واقعہ کر بلا نے اسلام زندہ کرنے

کی بجائے اسلام کو مردہ کر دیا ہے“^①

صرف اس پر یزید کی روح کہاں خوش ہو سکتی تھی؟ مزید لکھتے ہیں:

”غور کریں، وہ کونسا اسلام ہے؟ جو حضرت امام کی شہادت سے زندہ ہوا ہے،

اگر نہ شہید ہوتے تو اسلام مردہ ہو جاتا؟“^②

اور ایک مقام پر یوں لکھا ہے: ”آپ نے امام حق (یزید) کے خلاف خروج کیا تھا“^③

یہ کتاب انجمن شبان اہل حدیث کا مونگی نے شائع کی ہے۔ ایک جلیل القدر صحابی کو خون

میں نہلا کر جو اسلام کی خدمت نہ کر سکا، وہ کا مونگی کی شبان اہل حدیث نے سر انجام دے دی۔

یہ وہ پلکے ہوئے کیڑے ہیں جو نسل نو کے دماغ کو چاٹ رہے ہیں اور اسلام دشمن قوتوں کی یہی

فشاء ہے کہ تاریخ کو اتنا مسخ کر دیا جائے کہ پڑانے چرانگوں کا کوئی طالب نہ رہے۔ غالباً

خورشید احمد گیلانی مرحوم نے کہیں لکھا ہے کہ دنیا لاکھ الٹی، سیدھی زقتیں لگالے، مہر و ماہ پر ہزار

① معارف یزید صفحہ نمبر ۵، ناشر انجمن شبان اہل حدیث کا مونگی

② ایضاً صفحہ نمبر ۱۲ ③ صفحہ ۱۳

کندیں ڈالے اور ہر آن نت نئے شوق پالے، انسان کو انسان بننے اور اپنا آپ ڈھونڈنے کے لیے "پرانے چراغ" اپنے ہاتھ میں لے کر نئے سرے سے اپنے سفر کا آغاز کرنا پڑے گا۔

زیر تبصرہ یزیدی پہاٹ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک جملہ لکھا گیا ہے..... کہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تھے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا؟ انہوں نے اس کا بڑا حکیمانہ جواب دیا کہ ماں بغیر قصور کے بیٹے کو تھپڑ مار سکتی ہے، مگر بیٹا ماں کا قصور ہو بھی تو تھپڑ نہیں مار سکتا۔ یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔ اس اشارہ سے ایک ذی عقل انسان یہ مسئلہ سمجھ سکتا ہے۔ ❶

تبصرہ: سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جانب جتنے اقوال زیریں منسوب ہیں، ان میں صرف تیس فیصد صداقت ہوتی ہے۔ ہر بیٹھی بات کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اور ہر نمکین پارہ امیر شریعت کا شہ پارہ قرار دینا ایک رواج بن گیا ہے..... علم و تحقیق کے میدان میں ایسے صدری شربت نہیں چلتے۔ جو صدر، یعنی سینہ بسینہ منتقل ہوتے آئے ہیں..... جنگ جمل میں جو کچھ ہوا، وہ ایک تاریخی المیہ ہے اور غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کڑی آزمائش تھی، جس میں ایک عام سنی مسلمان بھی محتاط رائے رکھتا ہے۔ چہ جائیکہ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایسی ذمہ دار شخصیت اس قسم کے جملے کہیں..... اور امیر شریعت کے متعلق جو بات معتبر اور ثقہ ہے، وہ حامیان یزید ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک مشہور مقدمہ میں ہائی کورٹ لاہور میں امیر شریعت نے اس الزام کی تردید کی تھی کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا ❷

نوٹ: ابوذر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مورخہ ۱۹، اپریل ۱۹۸۰ء میں غالباً خانپور، مدرسہ مخزن العلوم میں "اتحاد علماء دیوبند کانفرنس" میں خطاب کیا تھا۔ اس تقریر میں انہوں نے اپنے والد گرامی کا کوئی جملہ سامعین کو سنانے سے پہلے، مخصوص انداز میں کہا تھا۔

❶ صفحہ نمبر ۳

❷ مقدمات امیر شریعت، ص ۲۵۷

أَبُو ذَرِّ الْبُخَارِيِّ عَرَضَ عَنْ أَبِيهِ عَطَاءِ اللَّهِ الْبُخَارِيِّ،
وَالْبُخَارِيُّ ثَقَّةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ۔

(ابو ذرا اپنے والد عطاء اللہ شاہ بخاری کے حوالہ سے عرض کرتا ہے اور بخاری معتبر ہے، ان شاء اللہ)

تو ”مقدمات امیر شریعت“ کتاب کے مرتب مولانا ابو ذر عطاء اللہ معتمدؒ ہیں، جس میں امیر شریعت کا مذکورہ بالا جملہ یزید کے متعلق موجود ہے۔ اس کی ثقاہت کے لیے ”سند“ بھی ہم نے پیش کر دی ہے۔ اب فرمائیے، جامیان یزید امیر شریعت کو کس برتے اپنے کھاتے میں ڈالتے ہیں؟ اللہ کے فضل سے پردہ شب کافی حد تک چاک ہو چکا ہے۔

آثار سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

مولانا عطاء اللہ معتمدؒ کی اس تقریر کو مولانا تنویر الحق تھانوی نے اپنے ایک نایاب مضمون میں ”کفن پھاڑ تقریر“ قرار دیا ہے۔ تھانوی صاحب کا یہ مضمون بذات خود بھی کفن پھاڑ ہے۔ اس کا نام ہے ”ایک گمنام خط اور تلخ حقائق، اینٹ اور پتھر کا تبادلہ“..... یہ رسالہ چھپا تھا، پھر یکا یک منظر سے غائب کر دیا گیا، خدا جانے کیا حکمت کا فرما تھی؟ ہمارے پاس یہ رسالہ موجود ہے..... اور اپنے ”خاص اسلوب“ کی بناء پر ہر ایک کے لیے لائق مطالعہ نہیں۔

محمد اسماعیل جاروی لکھتے ہیں: ”اب بھی وقت ہے کہ ہم اس غلط العام شعر

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

کی صحت کے عقیدت سے تائب ہو جائیں اور اللہ کی ناراضگی نہ مول لیں“^①

مولانا محمد علی جوہر کے اس شعر میں حضرت حسینؑ کے ساتھ ایک والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار ہے مگر ہمارے دوست اس کو ہضم نہیں کر پارے۔ اس سے پہلے ہم اہل

مدیٹ مکتبہ فکر کے ایک مصنف کا حوالہ درج کر آئے ہیں..... حکیم فیض عالم صدیقی کو بھی یہ شعر کافی ناپسند تھا اور وہ جو ہر مرحوم کو "کان کترا" قرار دیتے تھے۔ جرم کیا ہے؟ کہ انہوں نے نواسے رسول ﷺ کی شہادت کو مرگِ یزید قرار دیا ہے۔ اس لیے نہایت لجاجت کے ساتھ اس شعر کی صحت سے تائب ہونے کی درد مندانہ دعوت دی جا رہی ہے..... جب مامیان یزید علم و دانش کی روشنی میں اپنے ممدوح کا دفاع نہیں کر پاتے تو پھر سادہ لوح لوگوں کو اُکسانے اور بھڑکانے کے لیے کہتے ہیں، یزید کا مسئلہ عقائد سے نہیں ہے، تاریخ سے ہے۔

یہ سچ ہے کہ یزید کا مسئلہ عقائد سے نہیں، تاریخ سے ہے۔ مگر یہ تاریخ سے تب تک تعلق رکھتا ہے جب تک یزید کے فسق پر یقین رہے۔ بصورت دیگر یہ المناک شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے کہ یزید کی حمایت آخر کار سیدنا حسینؑ کی عقیدت اور ادب سے برگشتہ کر دیتی ہے اور جب کسی صحابی کا ادب دل سے اٹھ جائے تو وہ تاریخ نہیں رہتی۔ فکری تاریکی کا زور دھاڑ لیتی ہے۔ ہم یہاں اس امر کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کوئی صحیح العقیدہ سنی عالم جب میدان تحقیق میں اترتا ہے تو بعض اوقات بتقاضائے بشریت اس کے قلم سے کوئی ایسی بات اُگل آتی ہے جو آنے والے وقتوں میں بے ادبی پر محمول کی جاتی ہے۔ حالانکہ قائل کی مراد کا اس سے دُور دُور تک کوئی تعلق یا شاہد نہیں ہوتا۔ ایسی کوئی بھی بات رتہ رتہ قلم کا نتیجہ ہوتی ہے نہ کہ دماغ سے برآمد ہوتی ہے۔ قائل کی مراد کو جانے، یا پہچانے بغیر گستاخی کا اُس پر الزام تھوپ دینا، یہ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کا کام ہوتا ہے۔ انشاء اللہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آج کل حامیان یزید متقدمین و متاخرین کی کتب سے ایسے الفاظ تلاش کرتے رہتے ہیں، تاکہ بوقت ضرورت وہ ان سب پر صحابہ کرامؓ کی بے ادبی کا الزام لگا کر اندھوں کی ہستی میں اُلفتِ یزید کا چراغ جلا سکیں۔

"لباسِ خضر میں مد اہرن" کے نام سے محمد یزید احمد نامی ایک صاحب کا مضمون کوئی دن

پہلے پڑھنے کا موقع ملا۔ یہ یزید احمد نام ماں باپ کا رکھا ہوا نہیں ہے، ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ یزید نام کے یہ صاحب ذرا اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی تو ارسال کریں، تاکہ یقین کرنے کی کوئی سبیل بن سکے۔ یہ محض ضدی فرضی اور کاغذی نام ہے۔ جن کے دماغوں میں دھوئیں کے مرغولے اٹھ رہے ہوں اور دن رات ان کے کالے دلوں میں چگا ڈڈاڑ رہے ہوں، وہ بھی یزید نام رکھنے کی ہمت نہیں پاتے، کہ انسان کے لیے اپنے ضمیر کے ہاتھوں پٹنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔

اس دور ورتی پمفلٹ میں کاغذی یزید نامی دوست نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی ایک کتاب مکثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ کے حوالہ سے کسی ایک آدھ جملے کی بنیاد پر ایک محدث جلیل کو مجبان صحابہ جنابہ کی صف سے نکالنے کی اپنی سی کوشش کی ہے اور ان کی خدمات علمیہ کو ”شیعیت زدگی“ اور بے سرو پا روایات کا طومار قرار دیا ہے۔ اپنی خفت مٹانے کے لیے اور اپنے سر سے بغض حسینؑ کی گٹھڑی اتارنے کے لیے یزیدی لوگ خدا جانے کس کس کی قبر میں ہاتھ ڈال چکے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہماری معلومات کے مطابق اکثر حامیان یزید اب منکر بن حدیث کی بولی بولتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ جو احادیث قرآن سے ٹکراتی ہیں، ہم وہ نہیں مانتے۔ اور یہ کہ اکثر روایات احادیث میں رافضی راوی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان مغالطات کے جوابات صد ہا کتابوں میں دیئے جا چکے ہیں اور اب حال ہی میں ماہ نامہ ”الندوہ“ اسلام آباد میں ایک تحقیقی مضمون بعنوان ”علم حدیث اور اہل بدعت“ کے نام سے مفصل شائع ہو چکا ہے۔ اس لیے تمنا عمادی اور مولانا حبیب الرحمن صدیقی کا ندھلوی جیسے لوگوں کے فلسفہ انکار حدیث کو بغور دیکھا جائے تو یہ لوگ بنیادی طور پر حامی یزید تھے۔ اس لیے یہ کہنے میں قدرے گنجائش نکلتی ہے کہ قاتلان حسینؑ کی وکالت کرنے والے ذخیرۃ احادیث سے بھی رفتہ رفتہ ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ یزیدی احباب نے انگلش میں بھی ایک رسالہ بعنوان (Tragedy of Karbala) شائع کیا ہے۔ یہ رسالہ پہلے اردو میں بھی تقسیم ہو چکا ہے اور ہم اس پر بحث بھی کر آئے ہیں کہ کس صفائی کے ساتھ عبارات میں قطع و برید کر کے یہ لوگ اپنے خلاف حقیقت نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔

واقعہ کربلا، حقیقت اور افسانے (ایک نیا پمفلٹ)

گذشتہ دنوں ہمیں بذریعہ ڈاک ایک رسالہ موصول ہوا جس کا نام ہے ”واقعہ کربلا، حقیقت اور افسانے“ ڈاکٹر سیف الدین اُندلسی کا نام بطور مرتب درج ہے یہ فرضی نام محسوس ہوتا ہے ۱ اور مکتبہ مجانب اہل بیت، ناظم آباد، کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔ تازہ موصول ہونے والے اس یزیدی پمفلٹ کے کل ۲۸ صفحات ہیں اور صفحہ بہ صفحہ عقائد قبیحہ کا اظہار کیا گیا ہے..... ایک مقام پر جا کر (فرضی) اُندلسی صاحب لکھتے ہیں:

”تعب ہے کہ جس یزید پر سوائے ایک شخص (عبداللہ بن زبیرؓ) کے اس وقت کی پوری امت متفق ہوئی تھی۔ اُسے کافر، زانی، شرابی، فاسق، فاجر، دشمن اسلام، باطل پرست کہتے ہوئے لوگوں کی زبان ذرا بھی کانپتی نہیں اور ان کا ضمیر انہیں ملامت بھی نہیں کرتا، اور ان سے زیادہ تعجب ان اہل سنت کہلانے والے علماء اور عوام پر ہے جو اصحاب رسولؐ کے دفاع اور عظمت کے مشن پر مرثیے کا جذبہ رکھتے ہیں اور پھر اہل تشیع کے مذموم پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یزید کی شخصیت کو گالی کے مترادف سمجھ بیٹھے ہیں۔ کیا ہم ان سے دست بستہ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ یزید اگر واقعی ایسا تھا جس طرح تاریخ کی جھوٹی روایات میں آپ نے دیکھا اور پھر اسے اپنا ایمان بنا لیا۔ تو پھر ان سینکڑوں اصحاب رسولؐ کی پوزیشن کیا ہوگی جنہوں نے اس کے ہاتھ پر ولی عہدی اور بیعت خلافت کر لی تھی؟ پھر امیر معاویہؓ کی امانت و دیانت کی ضمانت کون دے گا جنہوں نے شرابی بیٹے کو امت پر زبردستی مسلط کر دیا تھا؟ پھر حضرت حسینؓ کی شجاعت و بہادری اور استقامت کا دفاع کس طرح کرو

۱ مصنف کا اندازہ بالکل درست ہے، یہ پمفلٹ کراچی سے شائع نہیں ہوا اور نہ ہی بطور مرتب درج شدہ نام کے کوئی صاحب کہیں پائے جاتے ہیں، بلکہ یہ مجلس احرار اسلام لاہور کے دفتر سے تقسیم کیا جاتا رہا ہے (عثمان حسن)

گئے؟ جنہوں نے اضع یدی فی ید یزید (میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دینے کے لیے تیار ہوں) کہہ کر تمہیں رسوا کر دیا“ ❶

قبصرہ: (فرضی) اُنڈسی صاحب کی اس عبارت میں تین سوالات اٹھائے گئے ہیں۔

(۱) اگر یزید فاسق و فاجر تھا تو صحابہ کرامؓ نے اس کی ولی عہدی کیوں قبول کی؟

(۲) کیا حضرت معاویہؓ نے شرابی بیٹے کو جانشین بنا دیا تھا؟

(۳) حضرت حسینؓ نے فرمایا تھا کہ میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دینے کے

لیے تیار ہوں۔

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے کہ یزید کی ولی عہدی کو صحابہ نے تسلیم کیوں کیا، تو اس

کا جواب یہ ہے کہ جس وقت یزید کی بیعت ہوئی تھی اس وقت اس کے فسق کی شہرت نہ تھی۔

پھر اصحاب رسول ﷺ کا یہ موقف بھی تھا کہ اگر ظالم بادشاہ اپنی رعایا پر ظلم ڈھائے اور

حالات انتہائی ناساز ہوں بغاوت مشکل ہو تو رعایا صبر کرے، اور اگر حاکم عادل ہو تو شکر

کرے۔ نامساعد حالات میں حکومتِ وقت سے ٹکرا جانا مشکل ہوتا ہے۔ علامہ

سرخسیؒ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ ❷

مولانا عبدالرشید نعمانیؒ لکھتے ہیں:

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ حضرات صحابہ کرامؓ یزید کے درباری تو تھے

نہیں اور نہ ان کو یزید کے ساتھ خلوت و جلوت میں رہنے کا موقع ملا تھا، جو یزید

کے کرتوت ان کو معلوم ہوتے۔ ❸

مولانا نعمانیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یزیدیوں کا یہ شبہ بعینہ روافض کی طرح ہے ❹

کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ یہ اس بات کی

❶ واقعہ کربلا، حقیقت اور افسانے، صفحہ نمبر ۱۰

❷ اصول سرخسی، جلد اول صفحہ ۱۰۸

❸ حادثہ کربلا کا پہلا منظر، ص ۳۱۵

دلیل ہے کہ باقی صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اختلاف رکھتے تھے اور یزیدی لوگ بھی کہتے ہیں کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ کیوں نہ دیا، یا انہوں نے یزیدی کی ولی عہدی قبول کیوں کر لی؟ یہ دلیل ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ حق پر نہیں تھے۔ (فرضی) اُنلکی یزیدی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو شرابی جان کر قطعاً ولی عہد نہیں بنایا تھا۔ محقق اہل سنت مولانا محمد نافع مدظلہ لکھتے ہیں:

”اس دور میں یزید کے ظاہری اعمال و احوال عموماً اس درجہ کے نہ تھے کہ اس کی مخالفت ضروری ہو اور اسلام کے خلاف اس کا کردار نہیں تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس دور میں اس کا انتخاب کیا یا اس کی نامزدگی کی تو اس میں اہلیت سمجھ کر ہی ایسا کیا گیا تھا۔ آئندہ کے لیے کسی کو کیا معلوم ہوتا ہے کہ کیا حالات پیش آئیں گے؟ والغیب عند اللہ تعالیٰ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرہ اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ جو کتابوں میں پائے جاتے ہیں، ان کا ذمہ دار خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ! ان کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنا بڑی زیادتی ہے اور آنجناب اس کے ذمہ دار نہیں۔^①

تیسرا سوال یہ اٹھایا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ”ان اضع یدی فی

یدیذید بن معاویہ“ یعنی میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دوں گا۔ یہ بھی نیرا وہم ہے۔ عربی زبان کے دامن میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکالا جاسکتا جس سے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا مطلب بلاقرینہ بیعت سمجھا جائے۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولاً تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی، اور حامیان یزید بھی اس کو بغاوت اور حکومت طلبی وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ عین حالت لڑائی میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کیا سوچھی کہ

① سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر ۶۴۰

وہ یزید کے خونِ ہاتھوں میں دستِ صحابیت تھما دیتے؟ یہ بات تو عقلاً بھی ناقابلِ تسلیم ہے۔ ہمارے اس موقف کو ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی کی مندرجہ ذیل عبارت کے ذریعے آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

”دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے سربراہ جب باہم ملتے ہیں تو وضع الید فی الید کا واقعہ ہی پیش آتا ہے۔ لیکن وہاں کوئی کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتا۔ فریق مخالف کے لوگ بھی گفتگو کے لیے باہم ملتے ہیں تو مصافحہ کرتے ہیں اور نیچا آزمانی سے لے کر مہلبہ تک کے لیے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ امام حسینؑ جیسی شخصیت جو شروع سے بیعت کے خلاف ہو، کرب و بلا کے اندیشے سے فوراً بیعت کے لیے یا سر جھکانے کے لیے آمادہ ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہاں ہاتھ میں ہاتھ ڈالنے سے مراد نہ تو بیعت و انقیاد ہے اور نہ مقابلہ و پیچہ آزمائی! بلکہ مراد اصل حریف سے نفس معاملہ پر گفتگو ہے“ ❶

کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ یزید نے پڑھائی؟
(فرضی) ڈاکٹر سیف الدین آندلسی ”البدایہ والنہایہ“ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:
”بالآخر ۲۳ رجب ۶۰ھ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو یزید نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی“ ❷

حالانکہ حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے دوسری بات کو ترجیح دی ہے کہ یزید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت شکار کھیلنے گیا ہوا تھا، وہ گھر پہنچا ہی نہیں اور حضرت ضحاک بن قیس نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بلکہ خود محمود احمد عباسی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ:
”امیر یزید موجود نہ تھے۔ کسی مہم پر گئے تھے۔ محترم والد کی شدید علالت کی اطلاع ملتے ہی واپس آئے، مگر تدفین کے بعد پہنچے“ ❸

❶ حادثہ کربلا کا دینی اور نظریاتی پس منظر، ص ۳۳

❷ واقعہ کربلا، حقیقت اور افسانے، صفحہ نمبر ۸

❸ تحقیق مزید، صفحہ نمبر ۱۷۱

حضرت قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے عباسی صاحب کی اس عبارت پر یوں گرہ لگائی ہے:

”عباسی صاحب اس ٹہم کی نشاندہی بھی کر دیتے، جس کو سر کرنے کے لیے ولی عہد صاحب سفر میں تھے؟ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں: قال غیر واحد فحن حضرت معاویۃ الوفاۃ کان یزید فی الصید ایک سے زیادہ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی وفات کے وقت یزید شکار پر تھا“ ①

حضرت معاویہؓ کی سیرت پر لکھی گئیں اکثر کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید کو حضرت معاویہؓ کا جنازہ نصیب نہ ہوا۔ اب یزیدی احباب ہتھیان بھینچ بھینچ کر ہوا کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں مگر بات بن نہیں پاتی۔ کھری بات وہی ہے، جو ہم ابتداء سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ یزید کو بچانے کے لیے سیدنا معاویہؓ کا سہارا کام آ سکتا ہے نہ حضرت ابوالیوب انصاریؓ کا، حامیان یزید سادہ لوح لوگوں کو بھڑکانے کے لیے کہتے ہیں کہ چونکہ یزید نے حضرت ابوالیوب انصاریؓ کا جنازہ پڑھایا تھا، لہذا وہ بڑا پارسا تھا جبکہ واقعہ کربلا اور واقعہ 7 جیسے واقعات کے بعد اس کے دامن میں کانٹے ہی کانٹے رہ گئے تھے۔

مولانا محمد علی جوہر کا ایک شعر

ڈاکٹر اندلسی کا کہنا ہے کہ:

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

جھوٹ کا پلندہ ہے جو کہ غلط طور پر مولانا محمد علی جوہر کے نام منسوب کیا گیا ہے..... اس شعر میں شیعہ شاعر یہ تاثر دیتا ہے کہ نعوذ باللہ کربلا سے پہلے اسلام مردہ تھا حالانکہ وہ خیر القرون کا زمانہ تھا اور اسلام زندہ و تابندہ تھا۔ یہ کفر یہ شعر جو کہ غیر شعوری طور پر ہمارے جلسہ گاہوں کے سٹیج کی زینت بنتا ہے، صحابہ کرامؓ پر بہت بڑا تبرا ہے کیونکہ میدان کربلا میں بقائے اسلام کے لیے کوئی جنگ نہیں لڑی گئی ②

① البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۱۳۳، بحوالہ، خارجی فتنہ، جلد دوم، ص ۲۱۶، ۲۱۷، طبع جدید

② صفحہ نمبر ۱۶

تنبصرہ: یہ ذمہ داری یزیدی مضمون نگار پر ہے کہ اگر مذکورہ شعر مولانا جوہر کا نہیں ہے تو پھر کس کا ہے؟ لطف کی بات یہ ہے کہ اہل تشیع کو بھی یہ شعر اچھا نہیں لگتا۔ بلکہ انہوں نے اس شعر کی تردید میں ایک پوری کتاب لکھی ہے، جو بہت عرصہ پہلے ایک شیعہ مصنف نے لکھی تھی اور آگے چل کر کسی موقع پر ہم اس کا ذکر کریں گے۔ اس کتاب میں شیعہ قلم کار نے اعتراض اٹھایا ہے کہ کربلا تو ایک ہی مرتبہ پایا ہوئی تھی ”ہر کربلا کے بعد“ کہنا تو معرکہ کربلا کی توہین ہے۔ اس شعر کی مخالفت میں شیعہ و یزیدی ایک ہی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ اور رہا یہ کہنا کہ وہ کونسا کفر و اسلام کی جنگ تھی؟ اگرچہ اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے، لیکن سردست ہم عرض کریں گے کہ اس شعر میں کہاں لکھا ہے کہ یہ کفر و اسلام کی جنگ تھی؟ کیا اسلام کا نکھار اور تازگی صرف کفر سے مقابلہ کر کے ہی ہوتی ہے؟ یزید ظالم اور فاسق تھا، معاشرے کفر پر قائم رہ سکتے ہیں، مگر ظلم پر قائم نہیں رہ سکتے تو جابر اور جائر حکمران کے خلاف بغاوت کرنا، اس کے کرتوتوں کو طشت از بام کرنا، بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے، اور پھر ہمارا تو عقیدہ ہے کہ صحابی جب بھی کسی غیر صحابی سے ٹکراتا ہے تو اس کا مقصد صرف احیاء دین ہوتا ہے۔ حامیان یزید کو اس شعر میں صرف ”مرگ یزید“ کا جملہ تکلیف دینا ہے تو آج دنیا کا کونسا خطہ ہے جہاں یزید کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے؟ یہی تو مرگ ہے۔ اس سے بڑی موت اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ کوئی حکمران اپنی گردن پر کسی صحابی کا خون لے کر دنیا سے رخصت ہو۔ جو ہر مرحوم نے اسی معنی میں حق کی ترجمانی کی ہے۔

طبقاتی تقسیم اور یزیدیوں کا شمار

علامہ ابن جوزیؒ نے الرد علی المتعصب العنید المانع من ذمہ یزید کے نام سے ایک مختصر سی کتاب لکھی تھی۔ یہ دراصل ان کے ایک ہم عصر شیخ عبدالمغیث جنبلی کے رد میں ہے۔ وہ مسئلہ یزید پر نرم گوشہ رکھتے تھے تو علامہ ابن جوزیؒ نے ان کے نظریات کا توڑ کیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ ابن جوزیؒ نے لوگوں کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

ذیل میں ہم ان کی عربی عبارت کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ (۱) ایک آدمی جانتا ہے اور اس کو بھی علم ہے کہ وہ جانتا ہے، وہ عالم ہے اس سے استفادہ کرو۔ (۲) دوسرا آدمی وہ ہے جو جانتا ہے، مگر وہ لا علم ہے کہ وہ جانتا ہے، ایسا آدمی نھولا ہوا ہے اسے یاد دلا دو۔ (۳) تیسرا آدمی وہ ہے جو نہیں جانتا، مگر تسلیم کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا، وہ ہدایت اور راہنمائی کا طلب گار ہے اور حق دار ہے (۴) چوتھا وہ آدمی ہے جو بالکل جاہل ہے، مگر اُسے یہ بھی نہیں پتہ کہ وہ جاہل ہے۔ پس اُسے اپنے حال پہ چھوڑ دو۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم عصر مخاطب، حامی یزید کو اس چوتھے گروہ میں شمار کیا ہے۔ یہیں سے اندازہ لگا لیجئے کہ آج کئی سو سال کے بعد اس طبقے کی شدت پسندی، تعصب اور سینہ زوری میں کس قدر اضافہ ہو چکا ہوگا؟ کیونکہ آج کے یزیدی اپنی بے خبری و جاہل سے غافل ہیں۔

الرَّدُّ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيدِ كَے اردو تراجم

علامہ ابن جوزی کی اس مایہ ناز کتاب کا ایک ترجمہ مولانا مفتی شعیب احمد نے کیا ہے اور یہ مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کے مقدمہ کے ساتھ نفس اکادمی لاہور نے نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے اور دوسرا ترجمہ بریلوی مسلک کے ایک عالم نے ”صفہ فاؤنڈیشن“ لاہور سے شائع کیا۔ دونوں تراجم بہترین سلیقہ اور احتیاط سے کیے گئے ہیں۔ بعض بریلوی علماء کرام الحمد للہ اب علمی و تحقیقی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں۔ ”عقیدۃ اہل سنت“ کے نام سے مولانا عطاء محمد چشتی بندیا لوی کا نہایت علمی کتابچہ بھی مکتبہ جمال کرم لاہور نے شائع کر دیا ہے۔ جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع اور فسق یزید پر خاطر خواہ مواد موجود ہے۔

حضرت حسن اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح کن شرائط کے تحت ہوئی تھی؟
قارئین کرام! ہمارے ایک کرم فرمانے اپنے مکتوب میں دو سوالات اٹھائے ہیں

ایک تو یہ کہ حضرت حسنؑ نے حضرت معاویہؓ سے جو صلح کی تھی، کیا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ خلافت اولاد میں منتقل نہیں کریں گے؟ اور دوسرے نمبر پر یہ کہ کیا حضرت علی المرتضیٰؑ نے حین حیات میں حضرت حسنؑ کو اپنا جانشین بنایا تھا، یا وصیت کی تھی؟ ان دو سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں، لیکن اس سے قبل ایک خط اور اس کا جواب پیش کیا جاتا ہے۔

ایک مکتوب

بسم الله الرحمن الرحيم

بخدمت گرامی! خدا کرے آپ بعافیت ہوں۔ آپ کا قسط وار سلسلہ ”یزیدی فتنہ“ ماہ بمابہ ملاحظہ کرتا ہوں۔ میں نے اپنی سروس کے زمانہ میں محمود احمد عباسی کو بہت پڑھا تھا۔ بلکہ میں انہیں ملنے کراچی بھی گیا تھا، اور میرے دماغ پر ایک لمبے عرصہ تک اس کے نظریات قائم رہے۔ مگر آپ کے مضامین پڑھ کر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آپ صحابہ کرامؓ کی محبت میں اپنے قلم کو ڈبو ڈبو کر لکھتے ہیں، اور خوب لکھتے ہیں۔ میں اس وقت چلنے پھرنے سے معذور ہوں، خدا کا شکر ہے کہ بینائی قائم ہے کہ اہل حق کی تحریریں پڑھ کر وقت گزار لیتا ہوں۔ میری صحت اجازت دیتی تو میں آ کر آپ کے ہاتھ چوم لیتا۔ میری تمنا ہے کہ آپ میرے لیے حسنِ خاتمہ کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل میں اور اضافہ کرے۔ آمین ثم آمین

میرے ایک جاننے والے شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اہل سنت کے امام شعی نے ایک بار کہا تھا کہ اگر شیعہ لوگ چاندی سے میرے گھر کو بھر دیں تو میں حضرت علیؑ کی تعریف میں جھوٹی سچی باتیں ملا کر لمبی لمبی تقریریں کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کیا اس کی کوئی حقیقت ہے؟ براہ کرم ضرور ضرور آگاہ فرمائیے۔ اسی طرح ان کا کہنا ہے کہ بخاری شریف میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے

ہو گئے تھے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

یہ یقیناً جھوٹ ہے، مگر اس جھوٹ کی بنیاد بھی تو وہ کوئی رکھتے ہوں گے؟ چاہتا ہوں
کشفی ہو جائے۔ دعاؤں میں نہ بھولے گا۔ شکر یہ۔

بشیر احمد سکھیرا

P.c.s.i.r کالونی نزد شوکت خانم ہسپتال لاہور

تبصرہ

محترم بشیر احمد صاحب نے اپنے جذبات بذریعہ خط ارسال کیے ہیں، کاش وہ مکمل
اڈریس درج کرتے تو ہم خود جا کر ان کے پاؤں پجوم لیتے کہ وہ اس پیرانہ سالی میں صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے، اور ہم سب کا خاتمہ
بالایمان فرمائے۔ واقعی جب صحابہ کا ذکر ہوتا ہے تو اہل سنت کچھ کچھ جاتے ہیں، ان کی
عظمت کا ابر کرم جب بھی برسا، ہر سمت فصل بہار آ جاتی ہے۔ اب ہم محترم بشیر احمد صاحب
کے جاننے والے شیعہ کے سوالات کا جائزہ لیتے ہیں، جس میں انہوں نے تلبسیات کی انتہا
کردی ہے۔ یہ اعتراض کر کے وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ گویا کوئی لعل بدخشاں ہاتھ آ گیا ہے،
لیکن اصل حقیقت سے مطلع ہو جانے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ معترض کے ہاتھ میں فقط
انکار ہی رہ جائیں گے۔

قارئین کرام! امام شعبیؒ کا اصل قول یہ ہے: "لو شنت ان یملأ بیسی هذا

ردفا علی ان اکذب علی علی لفعلت واللہ لا کذبت علیہ ابدًا" ①

ترجمہ: اگر میں چاہوں کہ شیعہ مذہب والے چاندی سے میرا گھر بھر دیں تو میں سیدنا
حضرت علیؑ کے متعلق جھوٹی تقریریں کر کے یہ مال کما سکتا ہوں، مگر اللہ تعالیٰ کی قسم کہ میں

① کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل، حدیث رقم: (۱۲۰۸)

علیؑ کے متعلق کچھ بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔

اب اس مکمل جملے پر غور فرمائیے اور مکتوب میں دیئے گئے شیعہ کا اعتراض پڑھیے،
 رفض کا ثبت باطن خوب آشکارا ہو رہا ہے..... حضرت امام شعیؑ تو رافضیت کی ایک
 پالیسی سے پردہ اٹھا رہے ہیں کہ یہ کسی سنی کہلوانے والے کو مال کے عوض خرید کر شان
 حضرت علیؑ میں اپنی مرضی کی تقریریں کرواتے ہیں، جیسا کہ کچھ عرصہ سے پاکستان میں
 بھی بعض اہل سنت کہلوانے والے اس قبیح حرکت میں مصروف ہیں..... ”السیف الجلی علی
 منکر ولایت علی“ نامی کتابچے میں بھی ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے یہی کرشمہ دکھایا ہے،
 لیکن ہم یہاں ان کی ذات پر تبصرہ نہیں کریں گے، کیونکہ خود ان کے مشرب کے حضرات ان
 کے علمی تعاقب میں مشغول ہیں۔ تو حضرت الامامؑ فرماتے ہیں اگر رافضی میرا گھر
 چاندی سے بھر دیں تو بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا، بلکہ حضرت علیؑ کا حضراتِ ثلاثہ کے
 بعد جو مقام ہے، اس کو ہی بیان کروں گا۔ جبکہ شیعہ اعتراض کر رہا ہے کہ وہ کہتے تھے اگر
 میرا گھر چاندی سے بھر دیا جائے تو میں شانِ حضرت علیؑ میں جھوٹی سچی تقریریں کرنے
 کے لیے تیار ہوں۔ لاجول ولاقوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ کذب کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ یہ تو
 کسی عامی مسلمان کا جملہ بھی نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ امام شعیؑ جیسے رفیع المرتبت انسان،
 جو امام اعظم ابوحنیفہؑ کے بھی استاذ ہیں، ایسی پاجیانہ بات کہیں۔ بلکہ بعض نے تو لکھا
 ہے کہ امام صاحبؑ نے سب سے پہلے کوفہ میں انہی سے استفادہ کیا تھا۔ وہواکبد
 شیخ ابوحنیفہ ❶

بہر حال ایک جمید اور ذی شان سنی امام پر جو احقانہ بہتان باندھا گیا ہے اس کی تردید
 میں مذکورہ طور کافی ہیں۔

❶ تذکرۃ الصحفاء، صفحہ نمبر ۵

دوسرے اعتراض کا جواب

حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت کی بنیاد پر جو کہا گیا کہ حضور اکرم ﷺ بے حجاب ہو گئے تھے، معاذ اللہ۔ یہ بھی سو فیصد جھوٹ ہے۔ ہمارے محترم مکتوب نگار سے جس شیعہ نے یہ سوال کیا ہے، خدا جانے اس کی اپنی کتب تک کس حد تک رسائی ہے؟ یا ممکن ہے اکثر اہل تشیع کی طرح اس نے کوئی سنی سنائی بات کر دی ہو۔ لیکن شیعہ مذہب کے بڑے بڑے اہل علم بھی اس قسم کی خیانت کرنے میں حیا محسوس نہیں کرتے۔ جیسا کہ آئندہ سطور میں حوالہ پیش کیا جائے گا۔

قارئین کرام! حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے جو روایت صحیح بخاری میں موجود ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے:

عن جابر بن عبد الله قال لما بُنيت الكعبة ذهب النبي صلى الله عليه وسلم وعباس ينقلان الحجارة فقال عباس للنبي صلى الله عليه وسلم اجعل ازارك على رقيبك يقيك من الحجارة فخر الى الارض وطمحت عيناه الى السماء ثم افاق فقال ازارى ازارى فشد عليه ازاره -^①

ترجمہ "حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ جب کعبہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضور ﷺ اور حضرت عباسؓ پتھر منتقل کر رہے تھے، حضرت عباسؓ نے کہا کہ اپنے ازار کو یعنی تہبند کو اتار کر کاندھوں پر رکھ لیجئے تاکہ پتھروں سے آپ کو زخم نہ لگے، پس (اس تصور سے کہ اگر ستر کھل گیا تو میں بے حجاب ہو جاؤں گا) حضور ﷺ زمین پر گر گئے، اور آنکھیں آسمان کی جانب اٹھائیں، پھر جب اس کیفیت سے افاقہ ہوا تو فرما رہے تھے، میری چادر، میری چادر، پھر

اپنے تہبند کو مضبوط کر لیا۔“

مذکورہ بالا حدیث پر مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

قال القسطنانی وفي حدیث ابی الطفیل فبنیما رسول اللہ علیہ وسلم ینقل معہم الحجارة اذ انکشفت عورتہ فنودی یا محمد غط عورتک فذالك اول مانودی فمارایت له عورہ قبل ولا بعدہ قال العینی فیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان محمیاً عن القبانح و اخلاق الجاہلیة منزہا عن الرزائل والمعائب قبل النبوة وبعدها ❶

ترجمہ: علامہ قسطنانی نے فرمایا کہ ابو طفیل کی حدیث میں ہے کہ اس دوران حضور ﷺ ان کے ہمراہ پتھر منتقل کر رہے تھے، اچانک آپ کا ستر مبارک کھل گیا، پس نداء آئی اے محمد ﷺ اپنے ستر کو ڈھانپ لیجیے، پس یہ پہلی آواز تھی جو آئی، میں نے حضور ﷺ کا ستر نہ اس سے پہلے دیکھا نہ بعد میں (اور) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمانہ جاہلیت کے اخلاق فحیح سے محفوظ تھے، نیز نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی ہر قسم کے عیوب اور رزائل سے پاک تھے“

قارئین کرام! یہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے بہت پہلے کا واقعہ ہے کہ جب آپ اپنے قبیلے کے ہمراہ بیت اللہ شریف کی جدید تعمیر میں حصہ لے رہے تھے اور پتھر اٹھانے کی وجہ سے آپ کے کاندھے نشان زدہ ہو رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو آپ کے چچا تھے، اور چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے، انہوں نے بطور شفقت کے مشورہ دیا کہ آپ ﷺ اپنی چادر مبارک کاندھے پر رکھیں اور پھر پتھر اٹھائیں۔ حضور ﷺ ابھی جوانی کی دہلیز پر نہیں پہنچے تھے، مگر نبی کی طبعی غیرت اور فطری حیاء کا ایک اعلیٰ نمونہ اللہ تعالیٰ نے

دکھانا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے مشورہ پر عمل نہیں کیا، صرف سوچا کہ اگر میں چادر اتار دوں تو کیا بے حجاب نہ ہو جاؤں گا؟ یہ خیال آتے ہی اللہ کے محبوب ﷺ غش کھا کر گر گئے۔ اب جن لوگوں کے خون کی ایک ایک بوند میں بے حیائی رچ جائے اور منصب رسالت تک کا انہیں کوئی لحاظ یا پاس نہ ہو، انہوں نے محض اہل سنت کو ایذا دینے کے لیے یہ الزام دھر دیا کہ ان کی کتب حدیث میں حضور ﷺ کے متعلق ایسی نازیبا باتیں پائی جاتی ہیں۔

چنانچہ ”تزیۃ الانساب فی قبائل الاعراب شیوخ الاصحاب“ کے نام سے ایک کتاب ۱۹۱۹ء میں مطبع نورالطباع لکھنؤ سے شائع ہوئی تھی۔ اس کے مؤلف ایک شیعہ عالم محمد مہ عالم تھے اور کتاب کے ٹائٹل پر ان کا نام کچھ اس انداز میں مرقوم ہے۔

”مؤلفہ و مرمرہ و مضاعفہ قدوة السالکین، زبدة العارفين، شہسوار عرصہ ملکوت، یکہ تازی میدان لاہوت، عالم جلیل، فاضل نبیل مولانا و مقتدانا جناب مولوی محمد مہ عالم صاحب قبلہ و کعبہ مصطفوی چشتی رضی اللہ عنہ“

اتنے لمبے چوڑے القابات اور سابقے و لاحقے والے یہ شیعہ مصنف اخلاق و دیانت کے کس معیار پر تھے؟ اس کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ انہوں نے بخاری شریف کی مذکورہ روایت پر یوں حاشیہ آرائی کی ہے۔

”عرب کا دستور تھا کہ بعض ضرورتوں سے وہ مجمع عام میں بھی ننگے ہو جایا کرتے تھے۔ پھر اس میں حدیث جابر بن عبد اللہ دکھائی جس میں ذکر ہے کہ تعمیر کعبہ کی امداد کے وقت اپنے چچا عباس کے کہنے سے آنحضرت ﷺ بھی اس مجمع عام میں ننگے ہو گئے تھے“ ❶

یاد رہے کہ اس کتاب میں صفحہ بہ صفحہ حضور اقدس ﷺ اور آپ کی مقدس جماعت

❶ تزیۃ الانساب، صفحہ نمبر ۸۳، طبع دوم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انتہائی بھونڈے اور غیر اخلاقی الزامات لگائے گئے ہیں۔ ہمارے پاس اس کتاب کا جو نسخہ ہے اس پر معروف شیعہ عالم علامہ حائری کی مہر لگی ہوئی ہے، امکان ہے کہ اس کتاب کی انہوں نے خود یا ان کے پسماندگان نے عکسی اشاعت کر کے اپنے تئیں ”اجر“ کمایا ہے۔ بہر کیف ہمارے مکتوب نگار کے جاننے والے شیعہ نے بھی اپنی کسی کتاب میں اسی قبیل کی خیانت دیکھی، تو مارے خوشی کے باچھیں کھل گئیں کہ اب ہم اہل سنت کو طعنہ دے سکیں گے، پیش کردہ معروضات کو پڑھ کر ہمارے قارئین اس خفیض العقلمی کا بخوبی جائزہ لے سکیں گے۔ کوئی بھی انسان جب حق سے برگشتہ اور گمراہیوں میں سرگشتہ ہوتا ہے تو اس کو سنبھلنے میں ایک لمبا وقت درکار ہوتا ہے۔ پھر ساحل ہدایت بھی تب ملتا ہے جب وہ اس کا طالب صادق ہو۔ حق اور ہدایت اتنے ارزاں نہیں ہیں کہ نہ چاہنے والوں پر بھی ان کو مسلط کر دیا جائے۔ مذکورہ وضاحت پڑھ کر محترم بشیر احمد صاحب اور ہمارے قارئین کا مطمئن ہونا تو ان شاء اللہ یقینی ہے، اگر معترض شیعہ بھی غیر جانبدار ہو کر پڑھ لے تو امید ہے کہ انہیں تسلی نصیب ہوگی۔ بشرطیکہ نیت میں اچھائی ہو۔ کیونکہ دانشمندی کا کہنا ہے کہ ”جس کی نیت میں اچھائی ہو لیکن زبان سے لغزش ہو جائے تو وہ اس آدمی سے بہتر ہے جس کی بات اچھی ہو مگر نیت میں لغزش ہو“

قارئین کرام! ان سوالات کا جواب چونکہ نہایت ضروری تھا، اس لیے ہم یزیدی فتنہ کے ضمن میں کیے جانے والے دو سوالات کو اگلی سطور پر چھوڑتے ہیں، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی، کیا اس میں یہ شرط بھی تھی کہ وہ خلافت اولاد میں منتقل نہیں کریں گے؟ اور دوسرے نمبر پر یہ کہ کیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی حین حیات میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا، یا وصیت کی تھی؟.....

کیا حضرت علیؑ نے حضرت حسنؑ کو اپنا خلیفہ بننے کی وصیت کی تھی؟
 یزیدیت کے بعض بھونڈے سخن ساز جب اہل تشیع کے اس اعتراض کا سامنا کرتے
 ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو اپنا جانشین کیوں بنایا تھا؟ تو یہ آگے سے جھٹ کہہ دیتے
 ہیں "پھر حضرت علیؑ نے بھی تو حضرت حسنؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا" آج کل اس بات کو
 خوب پھیلا یا جا رہا ہے تاکہ تشکیکات کے کانٹے زیادہ سے زیادہ پھیلانے جا سکیں۔ اور
 بعض اوقات اس زہر میں ایسی مٹھاس ڈال دی جاتی ہے کہ زہر ہونے کا گمان بہت دیر
 بعد ہوتا ہے۔ مثلاً حکم محمود احمد ظفر صاحب اپنی ایک کتاب کی ابتداء یوں کرتے ہیں۔

"سیدنا حسنؑ سیدنا علیؑ رضی اللہ عنہما کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو ان کی
 شہادت کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ باپ کے بعد
 بیٹا مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ حالانکہ اُس وقت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ
 بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے کئی جلیل القدر صحابہ کرام موجود تھے" ❶

یہاں حکیم صاحب موصوف پلڑا برابر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ باپ کے بعد
 بیٹے کو جانشین بنانے کی ریت حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے ڈالی تھی..... یہی بات شیعہ لوگ کہتے ہیں
 کہ یزید سے بہتر لوگ جب موجود تھے تو اسے جانشین کیوں بنایا گیا؟ لہذا حضرت معاویہؓ پر
 برک جائے اور ادھر حامیان یزید نے کہا جب بڑے بڑے صحابہ موجود تھے، تو حضرت حسنؑ
 جانشین کیوں بنائے گئے؟ لہذا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل غلط تھا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ کہ شیعہ اور
 یزیدی دونوں اپنی اپنی نظریاتی بساط کے مطابق صحابہ کی عظمت کو مجروح کرنے کی اپنی سی
 کوشش میں مصروف ہیں..... اس کی ایک دوسری مثال بھی لگے ہاتھوں پڑھتے جائے۔ جن
 لوگوں نے شیعیت کے قدیم وجدید لٹریچر کو پڑھا ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شیعہ مصنفین
 سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ کا بڑا تمسخر اڑاتے ہیں کہ اُن کا کوئی اور کام کاج تو تھا نہیں، غربت و افلاس

❶ سیدنا حسن بن علیؑ تاریخ کے آئینہ میں صفحہ نمبر ۷

کی بناء پر در رسول ﷺ پہ پڑے رہتے تھے (العیاذ باللہ) اور حکیم محمود احمد صاحب بھی اپنے دیگر یزیدی بھائیوں کی طرح حضرت علیؑ کی غربت و افلاس کا نقشہ تحقیر آمیز انداز میں کھینچتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۱) "سیدنا علیؑ جو سیدہ فاطمہؑ کے شوہر نامدار تھے، قلاش اور نادار تھے اور سیدہ فاطمہؑ نے اپنی پوری زندگی قلاشی اور مفلسی میں گزار دی"

(۲) علاوہ ازیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؑ کے سیدہ فاطمہؑ کے ساتھ تعلقات بھی اکثر کشیدہ رہتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر ایک مرتبہ سیدنا علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے سیدہ فاطمہؑ کے ہوتے ہوئے نکاح کرنا چاہا"

(۳) سیدنا علیؑ سیدہ فاطمہؑ سے نکاح سے قبل بھی عُسرت و فلاکت کی زندگی گزارتے تھے۔ اُن کا زیادہ تر کام یہی ہوتا تھا کہ باغوں کے لیے آب کشی کرتے اور اس سے جو کچھ مزدوری مل جاتی، اس پر اُن کا گزارا تھا۔"

(۴) سیدنا علیؑ سیدہ فاطمہؑ کی وفات تک نہایت عُسرت و افلاک کی زندگی بسر کرتے تھے اور سیدہ فاطمہؑ کی اس زندگی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے بارہ میں متفکر ہی رہتے تھے۔

تھے"

تبصرہ

مندرجہ بالا اقتباسات کو پڑھیے۔ اس سے بڑا بد نصیب، کم ظرف اور بد اطوار طبقہ کون سا ہو سکتا ہے جو اصحاب محمد ﷺ کی غربت کو نشانہ مذاق بنائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یہاں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا بار بار نام پھونکنے کو جی چاہتا ہے جنہوں نے "منہاج السنۃ" کی ابتداء میں ہی لکھا تھا کہ اُن سے بڑے خبیث قلوب کون سے ہو سکتے

سیدنا حسن بن علیؑ، صفحات ۱۵، ۱۸، ۱۹ مطبوعہ تخلیقات، ۲۰۱۱ء

ہیں جن میں اس امت کے اختیار اور سادات (صحابہ کرامؓ) کے متعلق نفرت کے جذبات ہوں۔ ایک عام مسلمان تو کجا، کسی بھی انسان کے ناگفتہ بہ مالی حالات کا تمسخر اڑانا شرعاً اور اخلاقاً مذموم فعل ہے، چہ جائیکہ غلامانِ رسول ﷺ کا استہزاء کیا جائے جن کے بغل کے پیسے پر سونا اور چاندی کی کانیں قربان کی جاسکتی ہیں۔ جن لوگوں کے شعور کو زنگ لگ جاتا ہے وہ اخلاقیات کی ساری حدیں پھلانگ جاتے ہیں۔ ہم یہ دعویٰ تو نہیں کرتے، مگر مختصری زندگی میں جو چار اوراق پڑھے ہیں ان سے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ صحابہ کرامؓ کا مذاق اڑانے میں شیعیت و یزیدیت ایک ہی تھیلی کے چنے بٹے ہیں..... اللہ تعالیٰ اہل سنت کو آباد رکھے کہ شیطان انہیں بھلاوے میں نہ ڈال سکا، یہ فسق و فجور کے ترازوں میں صحابہؓ کو نہیں تولتے۔ کہ جب فلاں صحابی موجود تھے، تو فلاں کو فلاں منصب کیوں سونپا گیا؟ محروم قسمت لوگ فلاں، فلاں اور فلاں کی بھول بھلیوں میں پڑے رہتے ہیں اور خوش قسمت لوگ صحابہ کرامؓ کے بھوتوں کو سلام پیش کر کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

خوشا وہ قافلہ جس کے امیر کی ہے متاع

تخیل ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

قارئین کرام! یہ واضح کر دینے کے بعد کہ حضرت علیؑ کا حضرت حسنؑ کی جانشینی کی وصیت کا زیادہ تر ڈھنڈورا یزیدی پیٹتے ہیں۔ ہم یہاں بحث کرتے ہیں کہ اس بات کا حقیقت سے کس حد تک تعلق ہے؟ اگر اہل تشیع کسی صحابی پر اعتراض کرتے ہیں تو اس کا یہ جواب نہیں ہوتا کہ ہم دوسرے صحابی پر تنقید کرنے بیٹھ جائیں۔ علم و ایمان اور تحقیق کے اصول اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ فرضی ڈاکٹر سیف الدین اُنڈسی کے رسالہ ”واقعہ کربا“ حقیقت اور افسانے“ پر ہم پہلے تبصرہ کر آئے ہیں۔ اس میں بھی انہوں نے یہی

① ومن اعظم حبث القلوب ان يكون في قلب العبد غل الخياء المؤمنين وسادات اولياء الله بعد النبيين (منهاج السنة النبوية في نفض كلام الشيعة والقدرية“ جلد اول صفحہ

لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد شیعہ ایمان کوفہ نے حضرت حسنؑ کو خلیفہ
 و امیر منتخب کر لیا۔ حضرت علیؑ نے زخمی حالت میں حضرت حسنؑ کو قائم مقام امام مقرر
 کر کے اس طرف اشارہ فرما دیا تھا۔ بلکہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب "کشف الغمہ فی
 معرفتہ الانصہ" جلد نمبر ۱، ص ۵۳۰ میں تو یہ تک موجود ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے
 حضرت حسنؑ کو اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور وصی بنا دیا تھا^①

تبصرہ

یہ اہل تشیع کا نظریہ ہے، اہل سنت کا نہیں جیسا کہ یزیدی مرتب نے بھی شیعہ کتاب کا
 حوالہ دیا ہے۔ یہاں سے مزید مسئلہ نکھر گیا کہ حامیان یزید کا یہ کہنا کہ حضرت علیؑ نے حضرت
 حسنؑ کی جانشینی کی وصیت کی تھی، دراصل شیعیت کا چر بہ ہے حامیان یزید کی تاریخیں کہیں نہ
 کہیں جا کر آخر رفس سے مل ہی جاتی ہیں۔ ان کی مصالحوں دار ہاتھیں سننے اور پڑھنے کے
 بعد جب سرا تلاش کیا جاتا ہے تو وہ رفس و بدعت کے ہاتھوں میں نظر آتا ہے۔ اہل سنت
 والجماعت کے محققین فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ جب زخمی ہوئے تو آپ سے لوگوں نے
 کہا امیر المؤمنین اپنا کوئی جانشین تو مقرر فرما دیجیے۔ تو آپ نے فرمایا میں تمہیں رسول
 اللہ ﷺ کے چھوڑے ہوئے حال پر چھوڑتا ہوں۔ یعنی جس طرح رسول اللہ ﷺ نے
 صراحتاً ہاتھ پکڑ کر کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں فرمایا تھا، بلکہ صحابہ کرام نے باتفاق رائے
 حضرت ابو بکر صدیق کو جانشین رسول ﷺ نامزد کیا۔ میں بھی صراحتاً کسی کو جانشین نہیں
 بناتا۔ تم اپنی صوابدید پر یہ معاملہ طے کر لینا۔ البتہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت
 جندب نے پوچھا تھا کہ ہم آپ کے بعد حضرت حسنؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟ تو حضرت
 علیؑ نے فرمایا، نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں۔^②

① صفحہ نمبر ۴

② البدایہ ج ۷ ص ۳۲۷

چنانچہ فخر المکلفین مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ "استخلاف کا مسئلہ" کے زیر عنوان رقمطراز ہیں۔

"آں جناب کے استخلاف اور قائم مقامی کا مسئلہ تھا تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ آنجناب اپنا خلیفہ مقرر فرمائیے۔ تو حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا۔

"قالو فاستخلف علينا قال لا ولكن اترككم الي ما ترككم اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم" ①

یعنی میں اپنا خلیفہ مقرر نہیں کرتا لیکن میں تمہیں اس حالت پر چھوڑتا ہوں، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے تم کو چھوڑا تھا (آپ ﷺ نے کسی کو اپنا نامزد خلیفہ مقرر نہیں فرمایا) اور بعض دیگر روایات میں اس طرح ہے کہ جناب بن عبد اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا..... یا امیر المؤمنین ان مت نبایع الحسن؟ فقال لا امرکم ولا انها کم، انتم البصر یعنی اے امیر المؤمنین اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو ہم آپ کے فرزند حسنؑ کے ساتھ بیعت خلافت کریں؟ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ میں نہ تم کو اس بات کا حکم کرتا ہوں اور نہ اس بات سے منع کرتا ہوں۔ تم خود اس بات کو جس طرح بہتر سمجھو" ②

معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا کوئی جانشین نامزد نہیں کیا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ اور یزیدی اپنی اپنی جگہ اس موقف پر کیوں اڑے ہوئے ہیں؟ تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اہل تشیع کو اپنے عقیدہ امامت کی فکر ہے، کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ پہلے امام حضرت علیؑ ہیں اور پھر حضرت حسنؑ، وہ حضرت علیؑ کی طرف دراصل یہ منسوب کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے منصب امامت حضرت حسنؑ کو سونپ دیا (اب یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے وہ منصب حضرت معاویہؓ کو سونپ دیا) لہذا امامت کی عمارت کو سہارا دینے

① کتاب الخیر، صفحہ ۲۹۳، ابی جعفر بغدادی ② سیرت سیدنا علی المرتضیٰ، صفحہ نمبر ۵۲۳

کے لیے یہ نظریہ اپنانا ان کی مجبوری ہے۔ اور کسی بھی مجبور طبقے پر زیادہ سے زیادہ ترس ہی کھایا جاسکتا ہے۔ جبکہ حامیانِ یزید اس لیے زور دیتے ہیں تاکہ اس کی آڑ میں وہ اپنے ممدوح یزید کو بچاسکیں کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو جانشین بنایا تھا تو پھر حضرت حسنؑ کو کس نے بنایا تھا؟ یہ دونوں طبقے اپنے اپنے بچاؤ کے چکر میں الٹی سیدھی ہانکتے رہتے ہیں۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے طور پر پوری تسلی کر کے اور اہلِ سمجھ کر یزید کو امارت سپرد کی تھی، بعد میں اگر اس کے چہرے پر چچک کے دانے ابھر آئے تو اس میں صحابی رسول ﷺ کی نیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کا ذمہ دار خود یزید ہے۔ اور حضرت علیؑ نے بھی اپنا جانشین کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ لہذا کوئی اس قسم کی بات کہتا یا لکھتا نظر آئے تو اس کے فکری و نظریاتی پس منظر کو جانچ لینا چاہیے کہ اس کا اصل مرض کیا ہے؟

حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ حضرت حسنؑ کی صلح اور شرائط

اس کی مکمل تفصیل کتبِ اہل سنت میں موجود ہے۔ خصوصاً نبراس میں علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ اور اس سے قبل علامہ سعد الدین تفتازانیؒ نے اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ ہر دو بزرگ اہل سنت کا اثنا عشر عظیم ہیں۔ لیکن یزیدی مزاج لوگ ان سے بدکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ فسقِ یزید کے قائل تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم مولانا عطاء محمد بندیا لوی کہتے ہیں۔

”آج کل بعض نام نہاد اہل سنت بھی چونکہ یزید کی طرف داری کرتے ہیں اور حضرت علامہ تفتازانیؒ نے جو یزید کی شدید مذمت کی ہے تو یہ نام نہاد علامہ تفتازانیؒ پر اعتراض کرتے ہیں کہ علامہ شیعہ ہے یا کہ مائل بہ تشیع ہے اور اس پر کئی قرآن پیش کرتے ہیں۔ بندہ نے اسی مضمون میں دوسری جگہ پر ان کے قرآنِ کارڈ کیا ہے۔ اب بندہ یہاں بھی موقع کی مناسبت کی وجہ سے ان کا رد کرتا ہے کہ علامہ

تفتازانی "اتنا مستند اہل سنت ہے کہ علامہ سید محمود آلوسی صاحب روح المعانی جو کہ حنفی المذہب ہے یزید کے کفر اور لعنت شخصی کے مشکل ترین مسئلہ پر علامہ تفتازانی کے قول سے استدلال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ علامہ تفتازانی "علامہ سید محمود آلوسی سے بھی پکا اہل سنت ہے....." ①

بہر کیف تفصیلی بحث کے لیے سلف کی کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ اور سیدنا حضرت حسنؓ کے مابین ہونے والی صلح کی وضاحت تاریخ مصالحت یا مقاصد صلح پر محقق بے مثل مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ کی کتاب فوائد نافع جلد دوم کا مطالعہ نہایت فائدہ مند ہے۔ سیدنا حضرت حسنؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ سے جو صلح کی تھی اس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ یہ خلافت اپنی اولاد میں منتقل نہیں کریں گے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ اس سوال، کہ یزید کی امارت حضرت حسینؓ نے کیوں قبول نہ کی؟ کا جواب یہ دیتے ہیں لَآنَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سَلَّمَ الْخِلَافَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ بِشَرْطٍ أَنْ لَا يَجْعَلَهَا فِي أَوْلَادِهِ وَيَكُونَ الْأَمْرُ بَعْدَهُ شُورَى فِي الْمُسْلِمِينَ۔ (نبراس)

ترجمہ: "حضرت امام حسنؓ نے جب خلافت امیر معاویہؓ کے سپرد کی تھی تو اس شرط پر سپرد کی کہ آنجنابؓ یہ منصب اپنی اولاد میں منتقل نہیں فرمائیں گے۔"

اب جب حضرت معاویہؓ نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا تو حضرت حسینؓ کے پیش نظر وہ شرط صلح تھی جس کی بناء پر آپؓ نے اُس کی امارت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے وعدہ سے خلاف ورزی کی اور طے شدہ معاہدہ کے باوجود یزید کو جانشین بنا دیا؟ نہیں ہرگز نہیں اس لیے کہ اہل سنت کا یہ نظریہ ہے کہ جب حضرت حسنؓ کا انتقال ہو گیا تو حضرت معاویہؓ کا موقف یہ تھا کہ ان کی وفات سے وہ شرط منقود ہو گئی، یعنی ان کی رائے میں یہ شرط حضرت حسنؓ کی حیات تک منحصر تھی۔ معاملہ صرف

یہاں تک ہونا تو شاید بات آگے نہ بڑھتی بلکہ یہ اٹل حقیقت ہے کہ اگر معاملہ فقط یہاں تک ہونا تو شیعیت کبھی کائنات ارضی پر وجود پذیر نہ ہوتی۔ کیونکہ اس فرقہ کا سبب پیدائش واقعہ کربلا ہے۔ ہر نیک کہ عہد اللہ بن سہاء اس سے بہت پہلے پر پڑنے نکال کر اپنے انجام کو بھی پہنچ گیا تھا تاہم اس امر کا انکار شاید ہی کوئی صاحب بصیرت کر سکے کہ اس فرقہ کی اصل تنظیم سازی سانحہ کربلا کے بعد ہوئی۔ کھری بات یہ ہے کہ سانحہ کربلا میں یزید کی ظالمانہ پالیسی نے شیعیت کو جنم دیا۔ نہ آل رسول کی لقمہ و دق صحراء میں جانے کی نوبت آتی، نہ یزیدی فوجیں تیغ آزمائی کرتیں اور نہ ان خونِ حسینؑ کے تاجروں سے امت کو واسطہ پڑتا۔

اس شرط سے حضرت حسینؑ اور حضرت معاویہؓ کی پالیسی کا اندازہ بنظر غائر لگایا جاسکتا ہے کہ دونوں اصحاب اپنی اپنی جگہ حق پر تھے۔ البتہ حامیان یزید کو نہ کوئی غرض حضرت معاویہؓ سے ہے اور نہ حضرت حسینؑ سے۔ شرف صحابیت کا احترام نہ فرض کے ہاں ہے اور نہ حامیان یزید کے۔ اس لیے وہ اس مذکورہ شرط کو بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ حکیم محمود احمد ظفر صاحب جیسے بے لوث یزیدی کہتے ہیں کہ یہ شرط "بعد کے ذہنوں کی پیداوار ہے" ❶

اور وہ اسے تاریخ کے رپورٹروں کی کارستانی قرار دیتے ہیں۔ نیز حکیم صاحب موصوف کہتے ہیں کہ چونکہ یہ شرط مسعودی، یعقوبی وغیرہ مؤرخین کی کتب میں نہیں ملتی اس لیے صحیح نہیں۔ حالانکہ حافظ ابن عبد البرؒ نے اپنی کتاب "الاستیعاب" تذکرہ سیدنا حسنؑ میں یہ شرط درج کی ہے اور علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ جیسے ذمہ دار اور پھونک پھونک کر قلم چلانے والے ذی فہم عالم دین نے شہرہ آفاق کتاب "النہر اس" میں درج کی ہے۔ علامہ ابن عبد البرؒ کا حوالہ حکیم صاحب نے بھی درج کیا ہے، مگر ساتھ ہی لکھا ہے کہ "یہ بیان صحیح نہیں ہے" حامیان یزید کے دائرہ فکر کی تنگی دن بدن مزید تنگ ہوتی جا رہی ہے۔ اس لیے ان کی طبعی قساوت اور بجز کیلے مزاج میں بھی شدت آتی جا رہی ہے۔ ہم پہلے بھی یہ دعویٰ کر آئے ہیں

اور ایک بار پھر پیش قارئین کرتے ہیں کہ آج تک کوئی حامی یزید آپ کو متحمل مزاج نہیں بنے گا۔ غصہ اشتعال، کرفٹگی، سب و شتم، فتویٰ بازی، منہ بسورنا، اور بھوس چڑھانا، حامیان یزید کا مونوگرام ہے۔

حامیان یزید فتنہ انکار حدیث کی دہلیز پر

آپ کو یہ جان کر از حد حیرت ہوگی کہ حامیان یزید اب انکار حدیث کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہیں۔ ہمارے رابطہ میں جتنے بھی یزیدی ہیں اب وہ برملا احادیث کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ محدثین کو شیعیت سے متاثرہ قرار دینے کی بھی جرأت کرتے ہیں۔ یہاں لاہور میں یزیدی لوگ غلام احمد پرویز کی کتاب ”شاہکار رسالت“ کی بھرپور اشاعت کر رہے ہیں۔ نئی نسل کو حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی عظمت و منقبت سمجھانے کے لیے انہیں پرویز کی اس کتاب سے بہتر اردو لٹریچر میں کچھ نہ نظر آیا۔ اسلاف کو محض گالیاں نہیں، غلط ترین گالیاں دیتے ہیں۔ امام بخاریؒ سے لے کر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ تک، اکابرین امت پر اس انداز میں لب کشائی کرتے ہیں کہ اس پر قلم کشائی کرتے ہوئے حیا آتی ہے۔

اسلاف پر بد اعتمادی کی دنیا کے اندر یہ بڑی اور پہلی سزا ہے جس کا شکار حامیان یزید ہو چکے ہیں کہ اب وہ اثاثہ حدیث سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ وہ یزیدی جو کبھی حدیث قسطنطنیہ سے یزید کی منقبت ثابت کیا کرتے تھے اور کبھی سیدنا امیر معاویہؓ کے دفاع کی آڑ میں اپنے ممدوح کی مدح سرائی کرتے تھے۔ اب وہ سیدنا امیر معاویہؓ سے بھی اور فرامین نبوت سے بھی برگشتہ ہو چکے ہیں۔ یہ بات ہم سنی سنائی نہیں کہہ رہے ذاتی تجربے اور کئی ایک یزیدیوں کے ثقہ ذرائع سے حالات جان کر تحریر کر رہے ہیں کہ انکار حدیث کا جدید فتنہ اب حامیان یزید کی صورت میں گراہی پھیلا رہا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں جو لوگ فتنہ انکار حدیث کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ

بخوبی جانتے ہیں کہ ہر زمانہ کے اندر اس فتنہ نے زمانے کے تقاضوں کے مطابق نہ پُزے نکالے ہیں۔ سرسید احمد خان کے انکار حدیث کا انداز کچھ اور تھا، پھر ۱۸۹۵ء سے لے کر ۱۹۱۴ء تک غلام نبی المعروف عبداللہ چکڑالوی نے جب اس فتنے کو تنظیمی شکل دی اور ”اہل قرآن والذکر“ کا نام دیا تو اس کا اسلوب کچھ اور تھا۔ بعد ازاں مستری رمضان، مولوی حشمت علی، احمد الدین امرتسری اور اسلم جیرا چپوری نے اس کو نیا روپ دیا۔

غلام احمد پرویز نے زبان و بیان کی چاشنی کا سہارا لے کر اس کا زہر پھیلا یا تو بڑے بڑے برج گر گئے۔ بہت دیر بعد عوام کی آنکھیں کھلیں کہ یہ تو وہی سرسید اور چکڑالوی صاحبان والی بولی ہے۔ اور اب پچھلے کئی سالوں سے جاوید احمد غامدی صاحب نے اپنا الگ کمپ لگا رکھا ہے۔ دورِ حاضر کے یزیدی اپنے حلقے احباب کو جیرا چپوری اور پرویز کی تفاسیر پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کی نجی محافل میں اسلاف امت پر بھرپور تہرا ہوتا ہے تمہا کرنے میں شیعوں اور یزیدیوں میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔

ہمیں اسی کا خدشہ تھا اور اسی کے پیش نظر ہم کئی سال سے جگر پگھلا رہے ہیں کہ یزید کی حمایت انکار حدیث کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ وہم ہمیں اس لیے تھا کہ پہلے اس فتنہ کے کارپردازان کی فکر کتابوں تک محدود تھی اب باقاعدہ دعوتی و تبلیغی ورک موجود ہے اور انٹرنیٹ اس فتنے کی اشاعت کا بڑا ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ وگرنہ انکار حدیث کی زہریلی بدبو محمود احمد عباسی، نذیر احمد شاہ اور حکیم فیض عالم صدیقی کی کتب میں بہت پہلے سے موجود ہے۔ حکیم فیض عالم نے تو جلیل القدر محدث امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ کو معاذ اللہ ”مرفوع القلم“ قرار دیا تھا۔^①

① ملاحظہ ہو ”صدیقہ کائنات“ ص ۱۱۳

لیکن اب ایک بار پھر حامیانِ یزید انفرادی اور شخصی دائرے سے نکل کر جماعتی اور تنظیمی حیثیت سے سامنے آرہے ہیں۔ اور اب ان کا موضوع محض حمایتِ یزید نہیں ہے، بلکہ انکارِ حدیث ہے، جن حضرات کو یزیدیوں سے پالا نہیں پڑا وہ ہماری اس بات کو دیوانے کی بڑ قرار دیں گے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ بہت جلد مطلع صاف ہو جائے گا اور اربابِ عالم و دانش یہ فیصلہ دیں گے کہ واقعی جن لوگوں کو ہم تاریخی مریض قرار دیتے آئے ہیں وہ دراصل عبد اللہ چکڑالوی کی فکری و نظری اولاد ثابت ہوئی۔ یہ حضرت امام عالی مقام سیدنا حسینؑ کی بے ادبی، دوسرے لفظوں میں شرفِ صحابیت کے عدم احترام کی وجہ سے اللہ رب العزت کی غیبی لاشی ہے جو حامیانِ یزید کو صراطِ مستقیم سے ہٹا لے گئی، اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرامؓ کی عظمت و توقیر سمجھنے، سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایک حدیث اور شارحین حدیث کا فیصلہ:

حضرت ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکارِ دو عالم ﷺ نے مجھے آواز دی، میں نے کہا غلام حاضر ہے، آپ حکم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ذر اس وقت ترا کیا حال ہوگا جب تو حرہ کے پتھروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھے گا۔^①

شارح مشکوٰۃ ملا علی قاریؒ اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

”قتنہ ثانیہ سے مراد وہ حرہ کا وقوع ہے جو یزید بن معاویہؓ کے عہد میں پیش آیا جب ۶۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمانِ مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام بھی تھے حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ کے رحمت والے ہاتھوں پر بیعت رضوان

① عن ابی ذر قال قال النبیؐ یا ابا ذر قلت لیک وسعدیک قال کیف انت اذ رايت

احجار الذبت قد غرقت بالدم (ابو داؤد ص ۵۸۵، مشکوٰۃ ۴۵۵)

کرنے والوں میں سے کوئی ایک بھی نہ بچا۔^۱

ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یزید صرف امام حسینؑ کا ہی قاتل نہیں بلکہ وہ واقعہ حرہ میں بیعت رضوان کے صحابہ کرامؓ کا قاتل بھی ہے۔ قاتل صحابہ کی مدح سرائی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کی اسعادیت سے محروم کر دیا ہے، کیا اب بھی آنکھیں کھولنے کا وقت نہیں آیا؟

نظری تطہیر کی ضرورت

پاکستان میں دیوبند، بریلوی اور اہل حدیث تین بڑے مسلک ہیں اور اس وقت ان تینوں کو اپنی نظری تطہیر کرنے کی ضرورت ہے۔ دیوبندی مسلک سے خارجی فتنے کا نظریہ ہوا، جس کی بھرپور تردید ہوئی، علمی تعاقب ہوا اور خارجی فتنہ نے عبرت ناک پسپائی اختیار کی۔ جب ان کا اعتماد علماء دیوبند پر نہ رہا تو احوال انہیں دیوبندی کہلوانے کا حق بھی نہ رہا۔ اسی طرح بریلوی مسلک سے ’تفضیلی‘ پیدا ہو رہے ہیں، یعنی حضرت علیؑ کو حضرات شیخین پر فضیلت دینے والا گروہ ظاہر ہو چکا ہے۔ بظاہر اس تفضیلی گروہ کے بانی ڈاکٹر طاہر القادری ہیں، جو ابتداءً مولانا کہلواتے تھے، پھر علامہ کہلوانے لگے۔ آج کل ڈاکٹر اور شیخ الاسلام کہلوا کر اپنے مضطرب من کو تسکین دینے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اہل تشیع کی مجلسوں میں بے تکلف خطاب کرتے رہے، ایمان ابوطالب پر شیعوں کی ہمنوائی کی، حضرات شیخینؓ زیادہ گیر صحابہ کرامؓ پر پرب کشائی تو

۱ تم وقعت فتنۃ الثانیہ یعنی الحرہ قلم یبق من اصحاب الحدیبیۃ احد فی النہایہ کانت الوقعۃ المشہورۃ فی الاسلام ایام یزید بن معاویہ لما انتہب المدینۃ عسکرہ من اهل الشام الذین ند بہم لقتالہ او المدینۃ من الصحابہ والتابعین و امر علیہم مسلم بن عقبہ فی ذوی الحجہ سنۃ ثلاث وستین قلم یبق من اهل بیعت الرضوان (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ ص ۱۳۸)

نہیں کی، تاہم وسیع تر تعلقات کے پیش نظر "تلہبیات" کا شکار ہو گئے۔ اس کے بعد تو ایک آدمی چل پڑی ہے..... بریلوی مسلک میں جاہنن سے کئی ایک کتب شائع ہو چکی ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ عبدالقادر گیلانی اور ظہور احمد فیضی اسی قبیل کے لوگ ہیں۔ تیسرے نمبر پر اہل حدیث حضرات ہیں، ان میں آج کل "منکرین حدیث" پیدا ہو رہے ہیں۔ پڑھے لکھے اہل حدیثوں میں منکرین حدیث تو پچھلی صدی میں کئی ایک پیدا ہوئے۔ سرسید احمد خان، عبداللہ چکڑالوی، اسلم جیراچپوری وغیرہم اس کی واضح مثالیں ہیں اور "جماعت المسلمین" کے نام سے احادیث بیزار طبقہ بھی بنیادی طور پر "اہل حدیث" ہی سے متعلق ہے۔ لیکن آج کل عوام الناس میں عام لوگ بھی بخاری و مسلم کی احادیث پر طبع آزمائی کرتے نظر آ رہے ہیں اور ان کا مسلکی و فکری رشتہ مسلک اہل حدیث کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان حالات میں حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رضوی کی دعوت اور موقف، خیر کی طرف بلا رہا ہے کہ اہل سنت کو سنی مذہب سمجھایا جائے۔ وگرنہ لوگ یونہی بکھرتے اور ٹوٹتے رہیں گے..... فوری طور پر تو ان تینوں مسالک کے علماء کو چاہیے کہ وہ فی الحال اپنے اپنے حلقے کی تطہیر کریں۔ تاکہ خارجی تفضیلی اور منکرین حدیث تو کم از کم امت میں پیدا نہ ہوں۔

ہم نے جب انکشاف کیا تھا کہ اب یزیدی لوگ بھی انکار حدیث کی طرف مائل ہو رہے ہیں کیونکہ اکھڑ، بد مزاج اور متلون طبع لوگ کسی وقت کسی کی گود میں بھی گر سکتے ہیں، تو ہمارے اس انکشاف پر تقریباً ہر سمت سے تائید آئی ہے، حامیان یزید چونکہ احساس تفاخر میں مبتلا رہتے ہیں اور خود ساختہ احساس تفاخر انسان کو اپنی مٹی سے بہت دور پھینک دیتا ہے۔ حامیان یزید اکثر و بیشتر اس بات پہ زور دیتے ہیں کہ واقعہ کربلا میں حادثہ شہادت کے وقت یزید موجود نہیں تھا، ہم اس کا تفصیلی جواب پہلے دے آئے ہیں اور بار بار تکرار کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ یزید کے سر پر صرف خون حسینؑ ہی نہیں، بلکہ واقعہ 70ھ میں بے شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا الزام بھی ہے۔ مدینہ طیبہ کی اہانت کے بعد یزید کس قدر خوش ہوا؟ یہ ہم بعد میں

ذکر کریں گے، پہلے سرکارِ دو عالم ﷺ کے ایک فرمانِ عالی شان سے اپنی آنکھوں کو کھٹانا
 کیجیے۔ ارشادِ نبوت ہے۔

”جب کبھی زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے، اور بالفرض کوئی آدمی وہاں موقع پر موجود
 ہو، مگر اس برائی کو بُرا سمجھے، اور نفرت و بیزاری کا اظہار کرے تو ایسا ہے، جیسے وہاں تھا ہی نہیں
 (گویا گناہ میں شریک ہی نہیں تھا) لیکن جو شخص اس برے وقوعہ کے وقت موجود نہ بھی ہو،
 اور اس کا ذکر سننے کے بعد اس کو اچھا جانے اور خوش ہو تو گویا وہ وہاں برائی میں شامل تھا“

اب اس اصول کو پیش نظر رکھیں اور یزید کا کردار ملاحظہ کریں، علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا
 ہے کہ جب یزید کو مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج کے ہاتھوں مدینہ منورہ کی اہانت اور اہل مدینہ پر
 ہونے والے مظالم کا پتہ چلا تو ”فرح بذلك فرحاً شديداً“ یعنی وہ بے انتہا خوش ہوا۔

فرمانِ رسول ﷺ کی روشنی میں چونکہ یزید ان واقعات میں خود شامل نہ تھا، لیکن
 صحابہ کرامؓ کا قتل عام سن کر خوش ہوا تو گویا وہ اس جرم میں برابر کا شریک ہو گیا۔
 یہاں یہ پیش نظر رہے کہ مذکورہ حدیثِ عمومی ہے، بادشاہِ وقت کا تو حکم چلتا ہے، اس کا
 موقع پر موجود ہونا شرط ہے نہ ضروری، سانحہ کر بلا ہو یا واقعہ ۷ ہو، ان کا مرکزی جرم
 یزید ہے۔ اب یزید کی حمایت گویا صحابہ کرامؓ کی مخالفت ہے۔ اور صحابہ
 کرامؓ کی مخالفت کرنے والا کون ہوتا ہے؟ علامہ عبدالوہاب شعرانی حنفی (متوفی
 ۹۷۳ھ) سے سنیے:

فمن طعن في الصحابة فقد طعن في نفس دينه

ترجمہ: جو صحابہ کرامؓ پر طعن کرتا ہے وہ گویا اپنے دین پر طعن کرتا ہے

① ابو داؤد شریف، ص ۵۱۵

② البدایہ والنہایہ، جلد نمبر ۸، ص ۲۲۳

③ ایواقیۃ والجواہر، جلد ۲، ص ۳۲۳

خواجہ حسن نظامی کی کتاب ”یزید نامہ“

خواجہ حسن نظامی نثر نگاری میں جتنے خوش نام ہیں، نظریاتی اعتبار سے اتنے ہی بدنام..... مذہب، تحقیق، تاریخ اور وسعت قلبی کا سہارا لے کر جوش ملیح آبادی، نیاز فتح پوری اور خواجہ حسن نظامی نے مسلم نوجوانوں کو جتنا برباد کیا اس کی مثال کم از کم براعظم ایشیا میں نہیں ملتی۔ اسلام کے مقابل جتنے فرتے وجود میں آئے یہ کسی نہ کسی رنگ میں ان فرقوں کی حمایت کرتے رہے اور ان کا بد قسمت قلم کبھی اسلام کی ترجمانی یا دفاع نہ کر سکا۔ قلم تو دل و دماغ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جو کچھ انسان کے نہاں خانہ خمیر میں ہوتا ہے، یہ وہی کچھ اُگل کر رکھ دیتا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ خواجہ صاحب عبداللہ چکڑالوی کے نظریہ انکار حدیث سے بھی متاثر ہو بیٹھے تھے۔ علماء کرام نے اس وقت ان کا خوب تعاقب کیا تھا، خصوصاً ماہ نامہ ”شمس الاسلام“ بھیرہ میں تو اتر کے ساتھ مولانا ظہور احمد بگوٹی کے مقالات شائع ہوتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۳ء تک کے مختلف پرچوں میں مولانا بگوٹی کے چند ایک مضامین کے نام یہ ہیں:

(۱) خواجہ حسن نظامی کی حقیقت (۲) حسن نظامی اور ان کے حواریوں کا مذہب
(۳) حسن نظامی اپنے اصلی روپ میں (۴) سرکاری دلی (خواجہ حسن نظامی)
چکڑالویت کے روپ میں..... نیز مولانا محمد اکرم دھنولوی کا ایک مقالہ ”خواجہ حسن نظامی کا مذہب“ وغیرہم۔

ایک وقت ایسا بھی آیا کہ خواجہ صاحب نے قادیانیوں کی حمایت شروع کر دی، تب مولانا ظہور احمد بگوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون ”خواجہ حسن نظامی کی سرظفر اللہ قادیانی کی تعریف“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ پھر خواجہ صاحب شیعیت کی گود میں جا گرے اس وقت امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المناظرین ابوالفضل مولانا محمد کرم الدین

دیر ڈاکٹر اور دیگر علماء کرام نے ہندوستان کے مختلف رسائل و جرائد میں ان کے خلاف مضامین لکھے، مولانا ظہور احمد بگوی ڈاکٹر نے بھی دو مزید مضامین بنام "حسن نظامی کی تفضیلی شیعیت" اور "خواجہ حسن نظامی کی مطبوعات کے بائیکاٹ کا اعلان" سپرد قلم کیے تھے۔ اس صورت حال سے آگاہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے متلون مزاج انسان کی تحقیقی یا علمی حیثیت اس معیار کی نہیں ہوتی کہ اسے بطور حوالہ کہیں پیش کیا جاسکے۔ خواجہ حسن نظامی کی ایک کتاب "یزید نامہ" کا آج کل بڑا چرچا ہے۔ انہوں نے پہلے ۱۳۳۵ھ میں خشک و تر مضامین سے لبریز ایک کتاب "محرم نامہ" لکھی تھی، اس کے بعد "یزید نامہ" تحریر کی۔ یہ کتاب اہل تشیع ہی شائع کرواتے رہے اور اب بھی شیعہ مکتبوں پر پائی جاتی ہے۔ ہمارے پیش نظر "یزید نامہ" کتاب "مکتبہ کاظمیہ" شاہد رہ ناؤن لاہور کی شائع شدہ ہے اور یہ مکتبہ ماضی میں فرقہ وارانہ اور اشتعال انگیز کتب چھاپنے میں معروف رہا ہے۔ مذکورہ کتاب سو فیصد شیعہ نظریات کی ترجمان ہے۔ اہل سنت اگر فسق یزید کے قائل ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں کہیں یزید کے خلاف کوئی عنوان نظر آئے، وہاں کھڑے ہو کر تالی، بجا دی جائے اور مندرجات پر غور کیے بغیر بے لگام مصنف کو اپنے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔ افراط و تفریط ایک مرض مزمن ہے، یعنی ٹھہرا ہوا اور لا علاج مرض! سنی مذہب اعتدال کا نام ہے، ہمارے اسلاف نے دائرہ اعتدال میں رہ کر حق و صداقت کو متعارف کروایا ہے۔۔۔۔۔ آج تک کسی سنی عالم دین نے فسق یزید کا نظریہ پیش کر کے صحابی رسول حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کی ایک ذرہ برابر بھی بے ادبی نہیں کی، ماضی قریب میں مولانا سید لعل شاہ بخاری نے جب ضخیم کتاب "استخلاف یزید" لکھی تو اس میں حضرت معاویہؓ کی ذات والا بابرکات کے متعلق بعض غیر ذمہ دارانہ عبارات بھی تھیں، قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے اپنی منفرد تصنیف "خارجی فتنہ" میں اس پر گرفت کی تو شاہ صاحب کے ایک شاگرد نے "کھلی چٹھی" کے نام سے ایک

تحریر بنا کر اپنے استاذ اور ممدوح کا تحفظ کرنا چاہا تو حضرت اقدس رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں ایک کتاب ”دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ“ لکھی اور یہ ثابت کیا کہ اہل سنت والجماعت اگرچہ یزید کو فاسق ہی جانتے ہیں، مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کو اپنی پلکوں پر سجاتے ہیں اور ان کے دفاع کو اپنا شرعی و ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں..... جب کہ خولجہ حسن نظامی کی مذکورہ کتاب ”یزید نامہ“ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے حد گستاخی کی گئی ہے تو یہ کتاب ہمارے موقف کی مؤید بھلا کب اور کیسے ہو سکتی ہے؟ ہم اس کتاب کے بعض اقتباسات نذر قارئین کرتے ہیں، تاکہ ہمارے قارئین کی آنکھیں کھل جائیں کہ خولجہ حسن نظامی کا یہ یزید نامہ دراصل تمہارا نامہ ہے جو انہوں نے صحابی رسول کے ساتھ بغض و عداوت میں رانفتیت کو خوش کرنے کے لیے لکھا ہے۔ یزید کے خلاف اہل سنت نے علمی طور پر جو کچھ لکھ دیا ہے وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔ اہل تشیع ہمارے ہزاروں تحقیقی صفحات میں سے تو ایک صفحہ بھی قبول نہیں کرتے۔ جب کہ خولجہ صاحب کی اس کتاب کو اپنے خرچے پر شائع کرتے ہیں تو ضرور دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریدہ دھنی کی گئی ہے۔ اس کے اقتباسات پڑھ کر حقیقت کی تہہ تک پہنچنا کوئی مشکل نہیں رہتا۔

خولجہ حسن نظامی کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی

گذشتہ سطور میں ہم نے خولجہ حسن نظامی کتاب ”یزید نامہ“ پر تبصرے کا کچھ حصہ پیش کیا تھا اور سنیت سے چکڑ الویت، چکڑ الویت سے قادیانیت اور پھر قادیانیت سے شیعیت کے فکری سفر کی ایک جھلک دکھائی تھی۔ ایسے قلموں طبع لوگ جب تحقیق کے میدان میں اپنا مرل اور لاغر گھوڑا ڈالتے ہیں تو ایک نیا فتنہ وجود میں آ جاتا ہے۔ خولجہ صاحب کی نثر نگاری اور اردو ادب کی ایک دنیا قائل ہے مگر یہ چیزیں مذہبی و تحقیقی مزاج سے بالکل مطابقت نہیں رکھتیں۔ انسان کا عقیدہ، فکری طہارت اور منصفانہ مزاج ہی اس کی بقا و

عزت کا ضامن ہوتا ہے۔

”یزید نامہ“ کتاب شیعہ مکتبوں سے شائع ہوتی آرہی ہے اور اب اس کا تازہ ایڈیشن بھی شیعوں نے شائع کیا ہے۔ اگر اہل سنت والجماعت فسق یزید کے قائل ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جہاں کہیں کوئی حضرت امیر معاویہؓ یا خاندان بنو امیہ کے دوسرے پارسا اصحابؓ و اولیاء (حضرت عثمان غنیؓ یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ) کی پگڑیاں اچھال کر یزید کی مذمت کرے تو ہم اسے گلے سے لگالیں قطعاً نہیں۔ حضرت امیر معاویہؓ یا کسی بھی صحابی کے پسینے پر بیٹھنے والی مکھی پر بھی آج کے ادیبوں، اور نثر نگاروں کو قربان کیا جاسکتا ہے۔ ہم تو یزید کو بھی اس لیے قبول نہیں کرتے کہ وہ صحابی رسول ﷺ (حضرت حسینؓ) کے مقابل آکھڑا ہوا تھا، کسی بھی انسان کی حرماں نصیبی کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کسی صحابی پر نیڑھی نگاہ ڈالے، چہ جائیکہ ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ کر خالق و مخلوق کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے گر جائے۔

خولجہ حسن نظامی نے اپنی اس کتاب میں سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں انتہا درجہ کی بے ادبی کی ہے۔ بغیر کسی جرح و تبصرہ کے ہم اس کے چند اقتباسات پیش قارئین کرتے ہیں۔

خولجہ حسن نظامی ”امیر معاویہؓ کے سیاسی جرائم“ کی سرخی دے کر لکھتے ہیں: ”اگر معاویہ نہ ہوتے تو آج تمام دنیا کا جمہوری قانون، اسلامی جمہوریت کے ماتحت ہوتا۔ معاویہ نے مسلمانوں کے سیاسی فروغ کو، جو اصول مساوات کی بجلیوں کے ساتھ تمام افق کائنات پر چمکنا چاہتا تھا۔ نفسانیت کے بادلوں میں دبا دیا اور چھپا دیا۔ آج معاویہ زندہ ہوتے تو ہندوستان کے بنگالی ان پرگولی چلاتے، یورپ کے سوشلسٹ (اشتراکی) ان کو ملیا میٹ کر دینے کی کوشش کرتے اور اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو نہ سہی، ان کے اعمال و افعال تاریخوں میں زندہ ہیں، جن کو جمہوریت کے تمام فدائی اور حریت کے کل شیدا کی قیامت تک

نفرت و حقارت سے یاد کریں گے اور مسلمانوں کا حزب الاحرار اپنی نئی نسلوں کو اس عدوئے مساوات کی دشمنی ورشہ میں دیا کرے گا۔ امیر معاویہ نے آنحضرت ﷺ اور خلفائے اربعہ کے تمام اصولی جمہوری کو توڑ ڈالا، اور کوئی تسمہ آزاد رائے کی گردن میں باقی نہ رکھا۔ اپنے بیٹے یزید کی بادشاہت بطور ورشہ کے انہوں نے قائم کی۔ مگر جناب معاویہ کے سیاسی جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔^①

”امیر معاویہ کی تمدنی خطائیں“ کی سرخی دے کر لکھتے ہیں:

”امیر معاویہ نے تمدن کی بربادی کے دونوں حصوں سے جی لگایا، انہوں نے عرب کی سادہ اور کم ضروریات کی زندگی کو مکلف اور بے انتہا ضروریات کی زندگی بنا دیا اور ایشیائے دنیا سے محبت کر کے خلقت کو رغبت دلائی کہ وہ بھی ان متغیر اور یکساں نہ رہنے والی چیزوں سے محبت کریں“^②

عطاء حسنی کی ”علی الايام“ ایک غیر معروف، نری مجہول اور نامعقول سی کتاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”عید کی اذان بھی معاویہ کی ایجاد ہے اور تکبیر کی کمی بھی پہلے انہوں نے جاری کی تھی“^③

خواجه حسن نظامی کی شقاوت قلبی کی انتہا یہ ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت حسنؑ کا قاتل بھی حضرت معاویہؑ کو قرار دیا ہے، یعنی ان کو زہر دلو کر مار دیا گیا تھا۔ قارئین کرام! آپ مندرجہ اقتباسات پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ خواجه صاحب بغض معاویہؑ کے کتنے بڑے مریض تھے۔ بایں ہمہ ان کے ڈھیٹ پن کا اندازہ لگائیں کہ اپنے متعلق لکھتے ہیں:

① یزید نامہ، صفحہ ۹۸، ۹۹

② ص ۱۰۲

③ ایضاً، ص ۷۳

”میں سنی ہوں..... میں شیعہ مذہب کے اصول کو تسلیم نہیں کرتا“

فرمائیے! شیعیت کسے کہتے ہیں؟ جو زبان ایک صحابی رسول ﷺ کے متعلق اہل تشیع استعمال کرتے ہیں، وہی کچھ خواجہ حسن نظامی کا قلم اُگل گیا۔ اس کے باوجود خود کو سنی سمجھنا بہت بڑی خود فریبی ہے۔ سُنیت نام ہے، اصحاب رسول ﷺ کی تعظیم کا، محبت کا اور والہانہ عشق و عقیدت کا، اور ”شیعیت“ نام ہے اصحاب رسول ﷺ کی بے ادبی و بے توقیری اور بغض و عناد کا..... جو شیعہ کہلوا کر صحابہ کا ادب کرتا ہے اس کی شیعیت مشکوک ہے اور جو خود کو سنی کہلوا کر صحابہ ﷺ کی بے ادبی کرتا ہے اس کی سُنیت محل نظر ہے۔ یہی تاریخ کا فیصلہ ہے۔ کسی سنی کی زبان و قلم کی بے احتیاطی سے کوئی ایک آدھ جملہ ایسا سرزد ہو جائے جس سے صحابہ ﷺ کی عظمت پر حرف آ رہا ہو تو اس کی تاویل بھی کی جاسکتی ہے اور قائل کی مُراد پر بھی غور و فکر کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔ مگر صراحتاً اور بار بار، صفحہ بہ صفحہ کسی صحابی پر طنز کرنے والا اہل سنت کی صفوں میں جگہ نہیں پاسکتا۔ یہی آفاقی اور دائمی اصول چلا آ رہا ہے یزید کے فسق و فجور پر پوری امت کا اتفاق ہے۔ مگر حضرت امیر معاویہؓ کی بے ادبی کر کے نہیں، یزید کی حمایت میں حضرت حسینؓ کی توجہ ہو یا یزید کی شدید مخالفت میں حضرت امیر معاویہؓ کی گستاخی! گراہی ہے، یقیناً گراہی ہے، آئیے سنی موقف کے سایے میں آجائیے! اعتدال زندہ قوموں کا شعار ہے اور بے اعتدالی کھانے میں ہو تو معدے کی تباہی ہے، فکر و نظر میں ہو تو دماغ کی تباہی ہے۔ اس لیے ہم یہ کہتے آ رہے ہیں کہ شیعہ ہوں، یا خارجی، یا صہبی ہوں یا یزیدی، یہ طبعاً غصیلے مزاج کے ہوتے ہیں۔ جہاں اعتدال ہو وہاں تحمل ہوتا ہے اور جہاں بے اعتدالی ہو، وہاں فحش، نفرت، اور گالیاں ہوتی ہیں۔ غیر صحابی پر ہمارے اسلاف صحابی کو کس حد تک ترجیح دیتے تھے؟ ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا تھا کہ فلاں آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو حضرت امیر معاویہؓ سے افضل سمجھتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا:

لَا تَجَالِسُهُ وَلَا تَأْكُلْهُ وَلَا تَشَارِبْهُ وَإِذَا مَرَضَ فَلَا تَعُدَّهُ۔

”اس کے ساتھ مت بیٹھو، مت کھاؤ، مت پیو اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو عیادت بھی مت کرو“^①

ایک شیعہ مصنف نے کافی عرصہ پہلے اپنے ایک مطبوعہ پمفلٹ میں شیعہ مصنفین سے یہ شکوہ کیا تھا کہ

”میں جناب غلام حسین صاحب (نجفی) ودیگر شیعہ صاحبان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چند خارجی عقائد کے لوگوں کی تحریر و تقریر کی بناء پر تمام اہل سنت کو مطعون کرنا کونسا انصاف ہے؟“

مزید لکھتے ہیں:

”میں تو کہتا ہوں وہ سنی نہیں جس کے دل میں محبت اہل بیت کرامؑ نہ ہو“

اور یہ بھی تحریر کیا کہ

”خارجی عقائد والے حضرات اپنے کو اہل سنت ہی کہتے ہیں، حالانکہ دونوں کے عقائد میں بہت فرق ہے، ان شاء اللہ حق آج نہیں، تو کل آشکارا ہو کر رہے گا“^②

یہ ایک شیعہ قلم کار کی آواز ہے۔ اس کتابچہ کے باقی مندرجات وہی ہیں، جو کسی شیعہ کے ہو سکتے ہیں۔ یعنی اصحاب رسول ﷺ پر تبرا اور بالخصوص سیدنا عمر فاروقؓ کی گستاخی، مگر اتنا تو ماننے پر وہ بھی مجبور ہیں کہ خوارج کے نظریات اہل سنت والجماعت پر تھوپ کر انہیں مطعون کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ حمایت یزید بھی انہی

① طبقات الجنابلیہ، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۳۰۱

② بحوالہ تاریخ کا ایک ایہ، صفحہ ۲۲، ۲۳۔ سید شجاع الدین دہلوی، مطبوعہ علی پبلی کیشنز، پوسٹ بکس

لوگوں نے کی جو اہل سنت کی شاہراہ اعتدال سے اتر گئے۔ بعض لوگ تو کھلم کھلا یزید کی حمایت کرتے ہیں اور سیدنا حضرت حسینؑ کی بے ادبی تک کرنے سے نہیں چوکتے۔ لیکن کچھ محتاط طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جو بڑے، لطیف باریک اور غیر محسوس انداز میں کسی صحابی پر وار کر جاتی ہیں۔ وہ نہ تو حضرت امیر معاویہؓ کی شان میں کوئی غیر مؤدبانہ جملہ کہتے ہیں اور نہ ہی سیدنا حضرت حسینؑ کی توہین کرتے ہیں۔ یزید کو علانیہ فاسق و فاجر تسلیم کرتے ہیں، مگر اس کے باوجود بھی شعوری یا غیر شعوری پر، یا پھر کمال مہارت سے وہ ایسا خفیہ وار کرتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسی قسم کے ماہرین اگر چہ انگلی کے پوروں پر ہی گنے جاسکتے ہیں، لیکن جو ہیں ان سے کم از کم اہل علم کو تو مطلع رہنا چاہیے۔ تقی رضارضوی علیہ السلام کی ایک عبارت آپ ملاحظہ فرمائیں۔

”یزید بلاشبہ ایک مسلمان تھا، فاسق اور ظالم تھا لیکن اس نے امیر معاویہؓ کے زیر اثر پرورش پائی تھی، باوجود اپنی تمام برائیوں کے وہ خلیفہ بن گیا۔ اور اس کی بیعت پر اجماع امت تھا۔ اس سے پیشگی خیر کی توقع نہ کرنا اور اعلان جنگ کر دینا! پھر وہی اقتدار کی بات ہے کہ ہم خلافت کے زیادہ اہل اور حق دار ہیں۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ اطاعت کرو اللہ ورسول ﷺ کی اور ادلی الامر کی۔ ہاں اگر ادلی الامر ایسے احکامات دیں، جو دین الہی کے خلاف ہوں تو پھیر دو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔ بے شک امام حسینؑ یزید سے لاکھوں گنا بہتر اور برتر تھے۔ لیکن یہ تو اکثر ہوتا ہے کہ نیک ترین اور صالح ترین افراد اقتدار سے محروم رہتے ہیں اور ان سے کم تر اس کو پالیتے ہیں۔ یہ کوئی نیا حادثہ نہ تھا۔“

• بحوالہ رحلت النبی ﷺ سے کہ بلا تک، صفحہ ۴۹، ۵۰، مطبوعہ، ادارہ فکر جدید۔ ۱/۷۹/۱ بلاک اہل شمالی باغرم آباد کراچی

شاید ایک بار پڑھنے سے آپ تہہ تک نہ پہنچ پائیں۔ ایک سے زائد بار پڑھیں گے تو آپ کچھ نہ کچھ ضرور محسوس کریں گے۔ اس عبارت کی ابتداء فسق یزید سے کی گئی اور انتہا منجبت حسینؑ پر۔ لیکن درمیان میں یہ لکھنا کہ ”یزید سے پیشگی خیر کی توقع نہ کرنا اور اعلان جنگ کر دینا، پھر وہی اقتدار کی بات ہے کہ ہم خلافت کے زیادہ اہل اور حق دار ہیں“ حضرت حسینؑ کی نیت پر حملہ نہ سہی، شک ضرور کیا جا رہا ہے۔

حامیان یزید سے عقل و دانش کی توقع رکھنا تو گدھے کے سر سے سینگ تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ یزید یوں کی کھوپڑی میں فہم نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس لیے اس عبارت میں یا اس کتاب کی دیگر عبارات میں مؤلف نے بڑی مہارت سے ایسے کتب دکھائے ہیں کہ نہ ان کے سنی ہونے کا صحیح اندازہ ہوتا ہے نہ شیعہ ہونے کا۔ ایسی عبارات ایک عام آدمی کے ذہن کو جلدی متاثر کر لیتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ صحابہؓ ایمان کی جان اور مذہب اسلام کی روح ہیں۔ ان کی نیتوں پر حملہ کرنے سے اٹالہ اسلام لٹتا ہے۔ خدا جانے اہل سنت کے اس دردِ دل کو کب سمجھا جائے گا؟ ملک شیخین صابر مرحوم کی یہ بات ایک لطیفہ نما ہے کہ

”ہمارے خیال میں یزید کے خلاف غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ اس لیے پھیلنے میں کامیاب ہو گیا کہ اس کی حکومت کے زمانے میں ریحانہ الرسولؐ، جگر گوشہ بتول سیدنا حسینؑ کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا۔ اس لیے ایسے آدمی کے متعلق جو بھی برائی کسی نے سنادی وہ قابل یقین ہوگئی۔“

چودہ صدیوں کے مفسرین و محدثین اور متکلمین و مورخین سب کے سب کیا کانوں کے اتنے کچے تھے کہ سنی سنائی باتیں ان کے دماغ میں جا کر ”یقین“ کا روپ دھار لیتی تھیں؟ اور پھر یزید کے خلاف پروپیگنڈہ شروع ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ”واقعہ شہادت یزید کے زمانہ میں پیش آیا“ ایک ادھوری حقیقت ہے۔ پوری حقیقت یہ ہے کہ یزید کے

حکم سے پیش آیا۔ تعجب کی بات ہے کہ خلافت راشدہ کے دوسرے تاجدار سیدنا عمر فاروقؓ تو یہ کہیں کہ اگر میرے دور خلافت میں دریائے فرات کے کنارے بکری کا بچہ بھی پیسا مر گیا تو قیامت کے دن مجھ سے باز پرس ہوگی۔ اور یہاں بکری کا بچہ تو کیا، ایک جید صحابی، نبی کا نواسہ، اپنی مقدس آل سمیت لقمہ و دق صحرا میں تڑپا دیا جاتا ہے۔ تو یزید کے عقیدت مند پوری تسلی سے کہتے ہیں کہ بس اس کے زمانہ میں واقعہ پیش آ گیا تھا سو وہ بدنام ہو گیا۔ ملک شخین صابر کے مدوح مولانا عظیم الدین صدیقی کا نظریہ یہ تھا کہ:

”حضرت علیؑ عہد رسالت ہی سے اپنے آپ کو خلافت و نیابت رسول ﷺ کا اوروں سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں انہیں کسی انتظامی ذمہ داری کا اہل نہ سمجھتے ہوئے کوئی منصب عطا نہ کیا، صرف دو بار ذیلی و نچی قسم کی ڈیوٹی ذمہ لگائی۔ اسی بناء پر عہد رسالت کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ نے بھی انہیں کسی کلیدی اور قومی و ملی اہمیت کے منصب کا اہل نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ امام اہل حضرت ابو بکرؓ کی وفات، امام دوم حضرت عمرؓ اور امام سوم حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب بہ انداز دیگر آپ برسر اقتدار لائے گئے تو دنیا نے دیکھ لیا کہ ذاتی و شخصی اور انفرادی قسم کے فضائل کے باوجود آپ اسلام اور مسلمان قوم کے کامیاب نگہبان ثابت نہ ہو سکے۔ مظلوم خلیفہ کی تڑپتی لاش پر قائم کردہ حکمرانی قبول کرنے سے لے کر جبل و صغین اور نہروان میں ایک لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کے لشت و خون تک تلام واقعات اس حقیقت کا منہ بولتا تاریخی ثبوت ہیں۔“

قارئین کرام! اس اقتباس کے ایک ایک لفظ سے کیا بغض صحابی کی ہو نہیں آ رہی؟ اس عبارت میں حضرت علیؑ پر کتنے حملے کیے گئے؟ خود گنتی کر لیں۔ حضرت علیؑ کے دل میں عہد رسالت ﷺ سے ہی خلافت کی طمع، حضور ﷺ اور حضرات ثلاثہؓ کا انہیں

• آثار سحر، مکتوب بنام شوکت علی خان، صفحہ ۷۰۔ مطبوعہ مجلس حضرت عثمان غنیؓ کراچی

ماہل سمجھ کر کوئی ذمہ داری نہ سونپنا، حضرت عثمانؓ کی تزپتی لاش پر خلافت کا حصول، یہ سارے الزامات کس پر لگائے جا رہے ہیں؟ ایک جلیل القدر صحابی رسول پر! یہ وہی عظیم الدین صدیقی ہیں، جنہوں نے ”حیات سیدنا یزید“ کے نام سے کتاب لکھی۔ بالآخر حمایت یزید انہیں بغض علیؑ پر لے ہی آئی۔ کیا اب بھی ہمارے بھولے بھالے سنی نوجوان حق آشنائی سے بھاگیں گے؟ حضرت علیؑ، حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت حسینؑ، یہ تینوں عظمت کے پیکر ہیں، صحابہ رسولؐ ہیں۔ ادھر ادھر کے نقلی اور ناپائیدار تاج اٹھا کر یزید کے سر پر رکھنے والے اور پھر اس کی عقیدت میں اندھے ہو کر صحابہ کی نیتوں پر حملے کرنے والے اہل سنت کے آنگن کے خاکروب بننے کے قابل بھی نہیں ہیں۔ حضرت حسینؑ کو اقتدار کا لالچی کہنے والوں کا ہاتھ خلافت راشدہ کے چوتھے تاجدار کے گریبان تک بھی پہنچ گیا ہے۔ ہائے افسوس۔ صحابہؓ کی پگڑیاں اُچھل رہی ہیں۔ ”قُلُوْبُهُمْ لِلتَّقْوٰی“ کے قرآنی تمغوں پر جہالت کی گرد ڈالی جا رہی ہے۔ ”مُكَلَّمًا وَعَدَدًا اللّٰهُ الْحُسْنٰی“ کی خدائی اسناد کو یزیدیت، رافضیت اور خابجیت کی دیمک چاٹنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے۔ اور پھر دعویٰ یہ کہ ہم ہی اہل سنت ہیں! باقی سب تاریخ کے متاثرین؟

مسجد میں امام آج ہوا آ کے کہاں سے؟

کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

حضرت علیؑ، جویریؓ کا یزید کے لیے بدعائیہ جملہ

صوفیائے کرام عموماً نرم خو ہوتے ہیں۔ اس طبقے کو دعائیں آتی ہیں، بددعائیں نہیں۔ معرفت الہیہ اور ہدایت خلق پر ان کے ملفوظات، معلومات اور فیوضات پر سینکڑوں مطبوعات ہیں۔ ایک حضرت تھانویؒ ہی کو لے لیجیے! آپ کی حکمت اور دانش بھری باتوں میں اتنی گہرائی ہوتی ہے کہ ایک کتاب سے کئی کتابیں بنتی چلی جاتی ہیں۔ آپ کی ہر

بات گویا انار کا پھل ہے کہ جس کی تہہ در تہہ سے دانے برآمد ہوتے چلے آتے ہیں..... حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف حضرت سمیع بخش کی نیم شب ریاضتوں کے جلوے آج بھی اہل دل محسوس کر رہے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ صوفیاء کرام کو عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا کتنا احساس تھا؟ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے نوک قلم پر جب یزید کا نام آتا ہے تو ان کا مومنانہ جلال صوفیانہ جمال پر غالب آ جاتا ہے۔ پڑھیے۔

”چوں ایساں را بر اشتران بر مہینہ بد مشق اندر آوردند پیش یزید بن معاویہ علیہ
ماستحق اخزاه اللہ۔“

ترجمہ: ”جب اہل بیت کی با عصمت عورتیں دمشق میں دربار یزید میں لائی گئیں، اس پر وہ ہو جس کا وہ استحقاق رکھتا ہے، خدا یزید کو ذلیل کرے“

علیہ ما يستحق کی مختصر تشریح

حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے یزید کے متعلق دو جملے اس عبارت میں موجود ہیں، ایک میں تو انہوں نے صراحتاً اس کی ذلت و رسوائی کی بددعا کی، اور دوسرا جملہ، علیہ ما يستحق استعمال فرمایا۔ یہ جملہ اکثر محدثین کرام نے بھی یزید کے متعلق لکھا ہے، مثلاً فخر احناف علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ”عمدة القاری شرح بخاری جلد نمبر ۲۳، صفحہ نمبر ۱۸۰ پر یہی الفاظ درج کیے ہیں۔ اس جملے سے اسلاف امت کے خیالات پرکھے جاسکتے ہیں۔ اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ ”علیہم السلام“ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ”صلی اللہ علیہ وسلم“ صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ ”رضوان اللہ علیہم اجمعین“ اور اولیاء اللہ کے ناموں کے ساتھ علامتِ رحم یعنی ”رح“ درج کرتے ہیں لیکن یزید کے نام کے ساتھ ”عَلَيْهِ مَا يَسْتَحِقُّ“ لکھنا پتہ دے رہا ہے کہ یہ حضرات یزید کو رحمت خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ یہ محتاط اور خاموش زبان ہے اور

کشف المحجوب، قاری صفحہ نمبر ۵۹، باب فی ذکر انعم من اہل البیت

ناموشی رضا ہی تصور کی جاتی ہے اور اولیاء اللہ نے یہ طریقہ بارگاہ رسالت ﷺ سے لیا، چنانچہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”اذا سلم علیکم الیہود فقولوا وعلیکم“ ❶

”جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو تم جواب میں فقط ”وعلیکم“ کہہ دیا کرو، کیونکہ ان پر سلامتی تو کی نہیں جاسکتی، یوں کہہ دیا کرو کہ ”تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو“

اس کے مقابلہ میں مومن کے لئے ”رحمۃ اللہ علیہ“ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام میں آج تک کسی نے یزید کے نام کے ساتھ ”رحمۃ اللہ علیہ“ نہیں لکھا۔ اس سلسلہ میں یزید کی کل کائنات محمود احمد عباسی، نذیر احمد شاکر، عظیم الدین صدیقی، حکیم فیض عالم صدیقی، سلطان نظامی، یا پھر ملتان و ہزارہ کے اکاڈک ”شرفاء“ ہیں جو یزید نام پر علامت ترحم ڈالتے ہیں اور یہ بھی یزید سے ہمدردی کے طور پر نہیں۔ بلکہ ہٹ دھرمی اور جہالت کی بنیاد پر ہے۔ امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ المعروف مجدد الف ثانی یزید کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟..... مکتوبات شریف کی عبارت پڑھیے:

”یزید بے دولت از زمرہ فسق است، توقف و در لعنت او بنا بر اصل مقدار اہل سنت است کہ شخص معین را تجویز لعنت نہ کردہ اند، مگر آنکہ بے یقین معلوم کند کہ خاتمہ او بر کفر بودہ“ ❷

یزید زمرہ فساق میں ہے۔ اس پر لعنت کرنے میں جو علماء توقف کرتے ہیں، وہ دراصل اہل سنت کے ایک معروف اصول کی بناء پر ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ جب تک کسی کے خاتمہ بالکل کا یقین نہ ہو جائے، شخص معین پر لعنت نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء میں ایک معروف نام ہے ہندوستان کے جملہ

❶ صحیح بخاری جلد ۲، ص ۹۲۵

❷ مکتوبات شریف جلد ۲، ص ۳۳

مصوفیاء کرام امام ابوحنیفہؒ کے مقلد گزرے ہیں، حضرت علی ہجویریؒ نے امام صاحبؒ کو ”سینوں کا مقتداء و امام لکھا ہے۔“ ملاحظہ ہو۔ کشف المحجوب صفحہ نمبر ۷۳، فارسی) حضرت حنغ شکرؒ فرماتے ہیں:

جند اسیر اے جو روجفا دی
دلڑی قیدی کرب و بلا دی
دُسم رقیب یزید پلید اے ❶

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو حضرت حسینؑ کے رقیبوں کو خوفِ خدا سے عاری قرار دیتے ہیں:

جے کر مندے بیعت رسولی
تاں پانی بند کیوں کر دے ہو
جے کر کردے خوفِ خدا دا
تاں تنبو خیمے کیوں سر دے ہو ❷

حضرت بوعلی قلندرؒ نے اپنے فارسی اشعار میں یزید کو ”ناخلف“ لکھا اور مزید یہ کہ اس نے دنیا کی خاطر اپنا دین داؤ پر لگایا، فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف
دین خود کردہ برائے او تلف ❸

قارئین کرام! مستجاب الدعوات لوگوں کے قلم اور زبان سے یزید کو جو بددعائیں دی جا رہی ہیں، یہ آواز خلقِ نقارہٴ خدا کی جیتی جاگتی مثال ہے کیونکہ واقعہ و حادثہٴ کربلا کے بعد خاندانِ نبوت کے بچوں اور عورتوں کی آہ و زاری اور بددعائیں تو یزید اور اس کے لشکر پر

❶ دیوانِ خواجہ فرید، ص ۳۱

❷ ابیات باہو، ص ۱۹

❸ مثنوی بوعلی قلندر، ص ۶

پڑی ہی تھیں۔ جنات جیسی مخلوق نے بھی بددعا نہیں کیں، جنات کے بددعا یہ اشعار اہل علم کی کتابوں میں درج ہیں۔ علامہ ابن حجر کی **ارشاد** نے بھی اپنی کتاب میں یہ اشعار درج کیے ہیں، ملاحظہ کریں:

ایہا القاتلون ظلماً حسینا
البشر و ابا العذاب والتنکیل
کل اهل السماء يدعوا علیکم
من نبی و ملک و قبیل ۰

ترجمہ: ”اے سیدنا حسینؑ کے قاتلو! تمہیں عذاب اور ذلت کی بشارت ہے، جملہ آسمان والے تمہیں بددعا میں دیتے ہیں، خواہ ان میں نبی ہوں، فرشتے ہوں یا دوسرے طبقات“

نوٹ: علامہ ابن حجر کی **ارشاد** جن کے اشعار درج کیے گئے ہیں، یہ وہی ہیں، جن کی مناقب امیر معاویہ **رضی اللہ عنہ** پر شاندار کتاب ”تظہیر الجنان“ کے نام سے مشہور ہے یہ ہمایوں بادشاہ کی فرمائش پر لکھی گئی تھی اور امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی **رضی اللہ عنہ** نے اس کا اردو ترجمہ کیا، جو سالہا سال سے متواتر شائع ہو رہا ہے اور اب ”حلقہ احباب نفیس لاہور“ نے بھی یہ کتاب خوبصورت انداز میں شائع کر دی ہے۔ جس کا مقدمہ راقم الحروف کو لکھنے کا شرف حاصل ہوا الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت امیر معاویہ **رضی اللہ عنہ** کی محبت کا سہارا لے کر یزید کی حمایت کرنے والے غور و فکر کریں کہ اگر **حُب** معاویہ **رضی اللہ عنہ**، **حُب** یزید سے مشروط ہوتی تو یہ حضرات کوئی ایک آدھ جملہ تو اس کی تعریف میں لکھ جاتے مگر ایسا کوئی ثبوت کسی کتاب میں موجود نہیں ہے۔

ماہ نامہ الاحرار ملتان کا یزید نمبر

جنوبی پنجاب سے اس بار پھر ماہ محرم الحرام میں فسق یزید کی بو آتی ہے۔ یہ ماہ نامہ "الاحرار" کی خصوصی اشاعت ہے۔ ٹائٹل پہ امام عالی مقام سیدنا حسین ابن علیؑ کا نام نامی جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔ مگر اندر یزید کو مومن کامل ثابت کرنے کے لیے ایزیوں تک زور لگایا گیا ہے۔ ہم پہلے بھی بارہا مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ حامیان یزید اپنے مددگار کی حمایت بھی سیدنا حسینؑ کے نام کا لیبل لگا کر کرتے ہیں اور یہ صحابی رسول کی زعمہ کرامت ہے۔ اس خصوصی اشاعت سے صفحہ بہ صفحہ ہمیں سگریٹ کے دھوئیں کی مسلسل آتی رہی ہے۔ ممکن ہے اس کے کارپردازان سگریٹ نوش ہوں۔ تفضن طبع کے طور پر عرض ہے کہ راقم الحروف مارچ ۲۰۰۵ء میں شیعہ آنجنمانی غلام حسین نجفی سے کتابیں خریدنے ان کے ہاں جا پہنچا تھا، اتفاق سے وہ حقہ پی رہے تھے اور اپنے طلبہ کو درس دے رہے تھے۔ مجھ سے پوچھا کہ آپ کو میری کتابیں کیسی لگیں؟ "عرض کی بس حقے کی بدو بہت آتی ہے۔" حقہ نوشوں اور سگریٹ بازوں نے امت میں گہرے دراڑ ڈال کر کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔

تعب خیز بات یہ ہے کہ مدبر محترم نے حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحبؒ کو اپنا "مرشد گرامی" قرار دیا ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے مجاز بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ اور "مرید محض" کے نظریہ میں زمین و آسمان کا یہ فرق کیوں ہے؟ تو یہ کوئی انہونی بات نہیں، یزید کے مسئلہ پر حامیان یزید صحابہ کرامؓ تک کو معاف نہیں کرتے، مرشد گرامی کو کراس کر گئے تو کیا حیرت؟

اس خصوصی اشاعت کے ادارہ کا ایک اقتباس پڑھ کر ہم کافی دیر ہنستے رہے۔ "ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ تک نہیں لکھا، کوشش یہی کی ہے کہ وہ علماء حضرات جن کے فرمودات و تحریرات کو اہل علم کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل ہے اور ان کی علمی حیثیت بھی مسلمہ ہے، صرف انہی کی منتخب تحریریں شامل اشاعت کی جائیں ہمیں نہیں معلوم ہماری یہ کاوش آپ کو کیسے لگے گی؟ کیونکہ شہادت سیدنا

حسینؑ کا سانحہ جتنا دلخراش ہے، وہیں مبالغہ آمیز، غلط العام کی زد میں بھی ہے۔ جبکہ امت متوسط کے ذمہ ہے اور لازم ہے کہ وہ کسی بھی معاملہ میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے، مبالغہ کسی بھی انسان کے لیے ہو بہر حال نقصان دہ ہے اور موجب اختلاف و فساد ہے۔^①

تبصرہ

درجہ قبولیت کو پہنچے ہوئے جن بزرگوں کے مرجع مصالحت سے یہ یزیدی سالن تیار کیا گیا ہے ان میں محمد فاروقی النعمانی، حکیم محمود احمد ظفر، مولانا پیر عبدالستار شاہ وغیرہ وغیرہ ہیں اور یہ تینوں کثر یزیدی ہیں۔ باقی ماندہ مضامین نگاروں کے مقالہ جات کل کے کل محمود احمد عباسی، عظیم الدین صدیقی اور ابو یزید محمد دین بٹ کی زمیں جہل سے اندوختہ ہیں۔ جن پر تبصرہ کرنا خواہناواہ نہیں مشہور کرنے کے مترادف ہے۔

ہاں البتہ تین نام واقعی معتبر ہیں، جن کے مضامین اس خصوصی اشاعت میں شامل ہیں۔

① امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ

② مولانا سید حسن بن مولانا نبیہ حسنؒ

③ مولانا محمد علی نقشبندیؒ

- اور ان تینوں حضرات نے فسق یزید کے مسئلہ پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، ان حضرات کے مضامین میں جو یزید کے فسق و فجور کی بحث ہے، وہ شامل اشاعت نہیں کی گئی کیونکہ پھر منصوبہ فلاپ ہو جاتا امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ کا یزید کے متعلق نظریہ کیا تھا؟ ملاحظہ فرمائیے۔

”حضرت علیؑ کے فرزند حضرت حسینؑ کا واقعہ کر بلا سبق لینے کے لیے کافی ہے کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کو کٹوا دیا اور خود بھی جان دے دی، بھلا جس کے بیٹے کی استقامت و حمیت کا یہ

حال ہو، اس کے باپ کی نسبت یہ گمان کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے بخوف جان یا

طمع دنیا ظالموں اور غاصبوں کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(۲) مولانا محمد حسنؒ کی کتاب "تاریخ سیدنا حسینؑ، اہل حق کی نظر میں" بھی

دراصل محمود احمد عباسی کی کتاب کے رد عمل کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اور اس پر مقدمہ حکیم

الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ نے لکھا، حضرت قاری صاحبؒ نے محمود عباسی کے

ایرادات کے جوابات دیئے اور مولانا محمد حسنؒ نے صحابی رسول ﷺ کے حقیقی احوال قلم

بند کیے، ہر دو حضرات کا فسق یزید کے متعلق وہی نظریہ ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے اور

ان کی کتب کا مطالعہ کرنے سے ابتدائی صفحات ہی قاری پر حقیقت آشکارا کر دیتے ہیں۔

(۳) مولانا محمد علی نقشبندی بریلوی مسلک کے عالم تھے، اور ردّ فرض پر بہت بڑا علمی

سرمایہ چھوڑ گئے ہیں۔ فقہ جعفریہ (چار جلدوں میں) عقائد جعفریہ (چار جلدوں میں)

تحفہ جعفریہ (چار جلدوں میں) میزان الکتب اور "دشمنان امیر معاویہؓ کا علمی محاسبہ"

(دو جلدیں) ان کی شہکار تصانیف ہیں۔ آپ بھی فسق یزید کے قائل تھے، اور ان کی

کتابوں سے درجنوں عبارتیں اس دعوے پر پیش کی جاسکتی ہیں۔ ہم تو کب سے کہتے

آ رہے ہیں کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ سے لے کر قائد اہل سنت مولانا قاضی منظر

حسینؒ تک کسی صدی کا، کسی ملک کا، کسی شہر کا، کسی مسلک اور کسی برادری کا ایک محقق

عالم پیش کیجئے جس نے ردّ فرض کے محاذ پر کام کرتے ہوئے کبھی یزید کی تعریف کی ہو۔

پھبتیوں کے حجاز باندھنے آسان ہیں، مگر اہل سنت کی فنیل میں نقب زنی کرنا ناممکن

ہے۔ یہ کام تو خود یزید نہیں کر سکا، اس کے پُرستار کیسے کر پائیں گے؟

قبولیت کے درجوں پر فائز یہ تین علماء کرام تو ہماری پشت پہ کھڑے ہیں۔ اب

"الاحرار" کے دامن میں کیا بچا؟ وہی محمود عباسی، فاروقی النعمانی اور غیرہ وغیرہ۔

• ابوالاعتر حضرت علیؑ کی مقدس تعلیمات صفحہ ۲۳

خصوصی اشاعت کے صفحہ ۱۰ پر محمود احمد مہاسی صاحب کی کتاب "تحقیق مزید" کی مدد سے معروف رہائی "شاہ است حسین" کی تردید کی گئی ہے۔ اس کی نسبت میں تو اختلاف ہو سکتا ہے، نطس اشعار پر نہیں۔ شعراء کے ستر فیصد کلام کو جب تک تاویل کا سہارا نہ دیا جائے، اس سے کوئی بھی مطلب نکالا جاسکتا ہے۔ مولانا سید عطاء المصمم شاہ ڀٲٲ کی نظم "شاہ است غنی بادشاہ است غنی" اپنی جگہ درست ہے اور وہ اپنی جگہ! اب سے دو سو سال بعد اگر کوئی کہہ دے کہ یہ اشعار شاہ صاحب ڀٲٲ کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ پنوں عاقل کے کسی شاعر نے کہے ہیں تو کیا ان اشعار کی ہی مخالفت کر دی جائے گی؟ نسبت شئی اور حقیقت شئی جدا جدا چیزیں ہیں۔ نسبتوں کے اختلاف سے حقیقتیں دم نہیں توڑ جاتیں۔

کوئی مولانا طارق محمود مدنی نام کے صاحب بھی اس دنیائے آب و گل میں جی رہے ہیں۔ خصوصی اشاعت میں ان کا مضمون بھی بیگن کا بھرتہ ہے۔ ان کے مضمون کی ابتدائی سرخی یہ ہے۔

"راقم کا موقف اور سانحہ کربلا کی حقیقت"

یہ ہے ساری تحقیق کا نچوڑ، راقم اور سانحہ کربلا؟ اسے کہتے ہیں "کہیں کی اینٹ کہیں

کاروڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔"

صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں۔

"لیکن یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ یزید بن معاویہ بے شک صحابی رسول نہیں لیکن دنیا کا کوئی مولوی، مفتی، عالم اور تاریخ دان یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ صحابی رسول کا بیٹا نہیں، ساری دنیا کے دانشور، علماء تاریخ دان تسلیم کریں گے کہ یزید کا تپ وحی امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ ڀٲٲ کا بیٹا ہے اور بہر حال تابعی ہے۔ یزید صحابی رسول نہ ہونے کے باعث امام حسین ڀٲٲ کے مقابلہ میں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا لیکن آج کل کے چودھویں صدی کے مسلمان حکمرانوں سے زیادہ برا نہیں۔ آج کل کے خائن اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے مولویوں سے بُرا نہیں"

تبصرہ

سر کو جس طرف مرضی گھمائیں، ناف درمیان میں ہی آئے گی، یزیدی لوگ ادھر سے ادھر قلا بازیاں لینے کے بعد آخر یزید کی منقبت پر آ کر دم لیتے ہیں۔ امیر المؤمنین، کاتب وحی یا صحابی رسول حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما ہیں ان اعزازات کا یزید کو کیا فائدہ؟ رہی یہ بات کہ وہ تابعی ہے تو یہ بھی لاعلمی کی بناء پر کہا جاتا ہے۔ جس طرح صحابیت کا شرف پانے کے لیے ایمان کی حالت میں چہرہ رسول ﷺ کو دیکھنا شرط ہے، ایسے ہی تابعی بننے کے لیے تقویٰ و طہارت کی حالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت شرط ہے سو ابو جہل صحابی نہیں ہے اور یزید تابعی نہیں ہے۔ اسلام کے چودہ سو سالہ لٹریچر میں تابعین کے احوال و آثار پر باقاعدہ کام ہوا ہے۔ ایک محدث، ایک مفسر ایک فقیہ، اور ایک صوفی پیش کیجئے جس نے یزید کو تابعی کہا ہو؟ اگر ثابت نہ کر سکیں تو پھر اپنی خود ساختہ تعبیرات کی بوری اٹھائیے اور بوری سمیت سمندر میں کود جائیے۔ باقی یہ جذباتی فلسفہ کہ یزید آج کے مسلمان حکمرانوں سے بہتر تھا، سے بھی اتفاق ناممکن ہے۔ جن حکمرانوں کی گردن پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے خون کا بوجھ نہیں ہے وہ اُس سے اچھے ہیں۔ مکرر عرض ہے کہ یزید تو کبھی اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں بھی نہیں بیٹھا، حتیٰ کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو یہ شکار کھیلنے گیا ہوا تھا، اور جلیل القدر صحابی کا جنازہ نصیب نہ ہوا۔ بہر کیف فسق، فسق ہے وہ کسی بھی زمانے میں ہو، ہاں ماحول اور شخصیات کے بدلنے سے فسق کی شدت بھی بدل جاتی ہے۔ ایک آدمی مسجد میں بیٹھ کر شراب پیتا ہے، یہ مسجد سے باہر بیٹھے ہوئے مے نوش سے بڑا مجرم ہے۔ ایک بادشاہ عام مسلمانوں کی سلطنت پر حملہ آور ہو کر لُٹت و خون کرتا ہے اور دوسرا مدینہ طیبہ پر سنگ زنی کرتا ہے، ثانی الذکر بڑا مجرم ہے، ایک بادشاہ کسی عام مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگتا ہے، اور دوسرا صحابی رسول ﷺ کا خون بہاتا ہے ثانی الذکر بڑا فاسق ہے۔ شرع سے اور عقل سے، عوام سے یا خواص سے، جس سے چاہیں فیصلہ لے لیں۔ کسی بھی انسان میں اگر ذرہ بھر بھی انصاف کا مادہ ہو تو وہ کبھی اہل سنت

والجماعت کو حامی یزید کا طعنہ نہیں دے سکتا مگر اب نادان لوگوں نے اعتراضات کے مواقع فراہم کر دیئے ہیں جس زمانے میں محمود احمد عباسی جیسے لوگ افراط و تفریط پھیلا رہے تھے۔ بعض شیعہ لوگوں نے بھی ان کی آواز کو پوری سنی قوم کی آواز قرار نہ دیا..... ایک حوالہ پڑھیں، سید نجم الحسن رضوی نے لکھا ہے:

”محمود احمد عباسی کی کتاب ”خلافت معاویہ و یزید“ کی رد میں شیعہ صاحبان نے تو دو یا تین کتابیں تحریر کی ہیں لیکن اس کتاب نے سارے ہندوستان و پاکستان کے اہل سنت میں غم و غصہ کی لہر دوڑادی اور ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اہل سنت نے اس کے لکھنے والے کو فتنہ پرداز اور دشمن اسلام ثابت کیا۔ علمائے اہل سنت نے جس شدت اور کثرت کے ساتھ اس کتاب کی مخالفت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل سنت اہل بیت کے گرویدہ ہیں اور ان کی محبت کو ایک دینی فریضہ سمجھتے ہیں“ ❶

اہل تشیع نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیا کہ آج اچھے بھلے سنی العقیدہ مسلمان بھی آپ رضی اللہ عنہ کا نام زیر لب لیتے ہیں۔ مگر صحابی کوئی بھی ہو وہ کسی کی مدح کا محتاج نہیں، ساری دنیا صحابہ کے در کے فیض کی بھکاری ہے۔ لوگوں کی اس طوطا چاشمی سے اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ اگر اخبارات یا رسائل و جرائد میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام نظر آجائے تو خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

پاکستان کے ایک معروف صحافی جو آزادانہ فکری روش میں اپنی مثال آپ ہیں، یعنی حسن ثار، انہوں نے اپنے ایک کالم میں ایسا ہی ایک شذرہ لکھ کر ہماری آنکھیں چمکادیں، وہ لکھتے ہیں:

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یاد آتے ہیں کہ مدبر اور سٹیشنمین تھے، خالی خولی ڈنگ نپاؤ قسم کے سیاست دان نہیں تھے، کسی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کی

سیاسی کامیابیوں کا داز پوچھا تو حیرت انگیز جواب دیا، فرمایا: زندگی میں تعلق کی قدر و قیمت سے بہت آگاہ رہا ہوں میرا تعلق اگر کبھی کسی وحشی بدو سے استوار ہو گیا تو اسے ہر قیمت پر قائم رکھا اور کبھی ٹوٹنے نہیں دیا، خواہ وہ بدو تیز ترین اونٹنی پر سوار ہو کر اسے صحرا کی طرف بھگا دے اور ہم دونوں کے درمیان کچے سوت کا باریک دھاگہ ہی کیوں نہ ہو، میں نے کبھی وہ دھاگہ ٹوٹنے نہیں دیا، یہ ہے ہیومن میٹریکل کی پنڈنگ! ❶

صحافیوں کا ذکر آیا تو لکھتے چلیں کہ ایک اور کالم نگار پروفیسر سید اسرار بخاری صاحب نے یہ مصرع علامہ اقبال کی طرف منسوب کیا ہے:

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد ❷

یہ مصرعہ اقبال مرحوم کا نہیں ہے بلکہ مولانا محمد علی جوہر کا ہے۔ یہ وضاحت ہم نے اس لیے کی ہے کہ کہیں یزیدی لوگ علامہ اقبال کا کفن نہ کھینچنے لگ جائیں، کیونکہ اس سے پہلے یہ حضرات مولانا محمد علی جوہر کے خلاف بہت کچھ کہہ آئے ہیں۔ حضرت سید نفیس الحسنی شاہ صاحب ۱۹۱۳ء نے اس مصرع پر اپنے تخیل کا جو گوٹہ لگایا، وہ بھی حامیان یزید کے لیے کاٹنا بنا ہوا ہے۔ شاہ صاحب ۱۹۱۳ء کا شعر یہ ہے:

جوہر کا شعر صفحہ ہستی پہ ثبت ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اہل تشیع کے بعد دوسرا طبقہ اہل یزید کا ہے۔ انہوں نے یزید کی حمایت میں ناپختہ باتوں کے ذریعہ پروپیگنڈا کر کے اہل سنت والجماعت کے اتفاقی نظریے کو چیلنج کیا ہے۔ یہ افراط و تفریط آج کی پیداوار نہیں ہے۔ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں رہی ہے۔ اور

❶ روزنامہ دنیا، ۹ نومبر ۲۰۱۳ء

نوٹ: حسن نثار درمیان میں کچھ عرصہ روزنامہ "دنیا" کے لیے لکھتے رہتے، اب پھر "جنگ" میں نوٹ لکھے ہیں (عثمان حسن)

❷ روزنامہ جنگ، ۱۷ جنوری ۲۰۱۳ء

لطف کی بات یہ ہے کہ ردّ رفض پر معیاری، علمی اور ٹھوس کام کرنے والے علماء کرام نے ہی حامیان یزید کا قلع قمع کیا۔ یزید کی حمایت وہی لوگ کرتے ہیں جو شیعہ، سنی اختلافات کی جڑوں تک نہیں پہنچ سکے، ایک سطحی لا اُبالی، جذباتی، اشتعالی، اور سرلیج الغضب قسم کے لوگ اس مہم کا حصہ بنے ہیں۔

یزیدی فتنے کا بانی

فرقہ یزیدیہ کا پہلا باضابطہ بانی شیخ عدی بن مسافر تھا۔ جس نے عراق کے بعض علاقوں میں حامیان یزید تیار کیے۔ یہ شخص یزید کا ہم عصر تھا۔ تیمور پاشا نے اپنی تصنیف ”یزیدیہ“ میں لکھا ہے کہ ہمارے کتب خانے میں ایک بوسیدہ کتاب کے کچھ اوراق ملے ہیں جن میں اس فرقے کے مذہبی عقائد کا تذکرہ ملتا ہے۔ شیخ عدی بن مسافر نے اپنے معتقدین کو یہ نظریہ رنایا کہ یزید نے حضرت حسینؑ کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے۔ یہ لوگ یزید کے نام کے ساتھ ”علیہ السلام“ لکھا کرتے تھے، جس طرح آج کے یزیدی علامت ”رحم“ یزید کے نام پر ڈالتے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد یہ شخص یعنی عدی بن مسافر نے یزید کو نبی کہنا شروع کر دیا۔ اور پھر یزید کی یہ اُلفت اسے گمراہی کے آخری کنارے پر لے گئی جب وہ اسلام کے بنیادی ارکان کا انکار کر کے اوہام پرستی کا شکار ہو گیا۔ اس نے سات معبود بنائے، جن میں سے ایک یزید تھا۔ بے جا شدت، ضد اور ہٹ دھرمی انسان کو کہاں لاکھڑا کرتی ہے؟ یہ اس شخص کے فکری سفر سے عیاں ہے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی متعدد تصانیف، خصوصاً ”رسالہ عددیہ“ میں فرقہ یزید اور اس کے بانی کے دیگر عقائد پر بحث کی ہے جن حضرات نے علامہ ابن تیمیہؒ کی کتب بالاستیعاب پڑھی ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ان کے دور میں ایسے مناسبات اکثر لوگوں میں زیر بحث رہے، کچھ لوگ یزید کو برہا چرہا کر پیش کرتے اور پھر ان کے عیوب و نقائص کا تذکرہ کر کے کفر تک پہنچا دیتے۔ ان حالات میں علامہ ابن تیمیہؒ نے مسلک اعتدال پیش

کیا۔ حالانکہ ان کی طبیعت میں شدت تھی، اور اس طبعی شدت کی بناء پر وہ کئی ایک مقامات پر تفرود کی راہ پر چل پڑے، مگر صحابی رسول سیدنا حضرت حسینؑ کا دفاع انہوں نے بڑے معتدلانہ انداز میں کیا اور یزید کے متعلق بھی اپنے معاصرین کو راہ اعتدال پر لے آئے۔ عراق کے شمالی علاقوں خصوصاً موصل اور شیخان وغیرہ میں سنا ہے کہ اب بھی اس فرقے کے گئے چنے لوگ آباد ہیں ایک عراقی عالم سید ابوالنصر قدسی نے اپنی کتاب "یزید بن معاویہ" میں اس فرقہ کے کافی حالات جمع کیے ہیں، اور پھر اس کتاب کا ترجمہ بھی اردو جاننے والے ایک عراقی سید احمد علوی العراقی نے کر دیا تھا۔ جو موصل کے علاقہ میں ۱۹۲۳ء میں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ لیکن اس کتاب میں مصنف اور مترجم راہ اعتدال پر نہ رہ سکے۔ بداعتدالیوں پر گہری نظر رکھ کر پڑھا جائے تو معلومات بہر کیف، اس مختصر کتاب میں موجود ہیں۔ فضل نور اکیڈمی، چک سادہ ضلع گجرات نے ۱۹۷۰ء میں اسے شائع کیا تھا۔ خدا جانے اب بھی یہ دستیاب ہے یا نہیں۔

تقسیم ہند سے قبل فرقہ یزید کا کوئی مستقل وجود نہیں تھا، چیدہ چیدہ لوگ مختلف علاقوں میں اپنے نظریہ کو بغل میں دبا کر بیٹھے رہتے اور ملی الاعلان انہیں اپنے ممدوح کی مدح سرائی کی ہمت نہ ہوتی۔ تقسیم ہند کے بعد جہاں دیگر بدقسمتیاں ہمارے خطے کا مقدر بنیں وہاں محمود احمد عباسی قبیل کے لوگ بھی یہیں آدھمکے۔ لکھنؤ، امر وہہ، وغیرہ کے سنی شیعہ اہل زبان کا مسکن کراچی بنا اور پھر ان کے باہمی ٹکراؤ سے چنگاریاں اٹھنے لگیں، ایک بار پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا، جس طرح افراط و تفریط کے مریض عراق میں کسی زمانہ میں اٹھے تھے، اب وہی صورت حال یہاں دکھائی دینے لگی۔ لیکن پاکستانی فرقہ یزید کو یہاں پھیری اچھی خاصی دستیاب ہو گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں باقاعدہ تنظیمی شکلوں میں رد و فرض پر کام ہو رہا تھا، اور منکر بن صحابہؓ سے سنی مسلمانوں کی نفرت ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ اسی راہ سے حامیان یزید نے داخل ہو کر ہماری فصل اجاڑ دی، ذہنوں کو منتشر کیا، اور یہ فلسفہ پیش کیا کہ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ پر جتنا تبرا ہوتا ہے وہ یزید کی شخصیت کی بناء

پر ہوتا ہے۔ جو سنی علماء کرام یزید کو فاسق سمجھتے ہیں وہ دراصل اسی شیعی نمونہ آرائی کا شکار ہوئے ہیں، لہذا ہم اس سازش کو یزید کی حمایت اور منقبت کے ذریعہ توڑیں گے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ردِ رفض پر کام کرنے والے اہل علم کے خلاف حامیان یزید لب کشائی کر کے رفض کو تقویت دے رہے ہیں۔ ان کا کام اب یہ رہ گیا ہے کہ ہمسائے کی دیوار بہر صورت گرانی ہے، خواہ اس کے نیچے اپنی بھینس دب کر مر جائے اور ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ یزید تابعی تھا۔ حالانکہ علماء اہل سنت نے کبھی بھی یزید کو تابعین کی صف میں کھرا نہیں کیا۔ چنانچہ ایک زمانہ میں جب شیخ عبدالمغیث حنبلی نے یزید کو تابعی کہا تو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے اپنی کتاب ”الردۃ علی المتعصب العنید“ میں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ ”وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِأِحْسَانٍ“ کے الفاظ قرآنی بتا رہے ہیں کہ وہ تابعی نہیں تھا کیونکہ اس کا مطلب ہے ”اور وہ لوگ جو اچھے طور طریقوں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آئے“ یہاں شرفِ تابعیت کے لیے اتباع بالاحسان کو لازم قرار دیا گیا ہے، گویا محض صحابہ کو دیکھنے والا تابعی نہیں بلکہ شرعی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے والا اور زہد و تقویٰ کا پیکر جو کسی صحابی کی مجلس سے حظ اٹھائے وہ تابعی ہوتا ہے۔

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی کی ایک کتاب ”سیرت حسین رضی اللہ عنہ“ ماہ نامہ ”ضیائے حدیث“ کے بانی اور سابق چیف ایڈیٹر معروف اہل حدیث عالم مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی مرحوم نے ایک کتاب ”سیرت حسین رضی اللہ عنہ“ کے نام سے لکھی تھی، جس کا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیش نظر ہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔ حکیم صاحب موصوف نے اگرچہ پوری کوشش کی ہے کہ ان کے قلم سے یزید کی تعریف نہ نکلے، مگر کئی ایک مقام پر ان کا قلم ڈکار لیتا چلا جاتا ہے اور اندر کی چھپی ہوئی یزیدیت فاش ہوتی چلی جاتی ہے، یوں حکیم صاحب کی کتب یزید مخفی رکھنے والی سازش چھپ نہ سکی۔ قلم اگرچہ بے زبان ہوتا ہے، مگر یہ اندر کا ترجمان ہوتا ہے۔ اور جو کوئی اسے

اپنی انگلیوں میں تھامتا ہے، یہ تھامنے والے کا پورا ایک سرے کر کے سامنے رکھ دیتا ہے۔ مگر صحابی رسول حضرت سیدنا حسینؑ کی عظمت، خلوص اور شرفِ صحابیت کے سامنے قلم کی ساری طاقتیں اور وسعتیں ایسے سمٹ جاتی ہیں جیسے لمبے لمبے برساتی کیڑے سمٹ جاتے ہیں۔ اور آخر میں چوہے کی میٹنگی کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب میں حکیم صاحب نے ایک نیا اسلوب پیش کیا ہے۔ نئی اداؤں کے ساتھ جلوہ گر ہونیوالی حکیم صاحب کی اس کتاب کے اقتباسات پیش خدمت کیے جا رہے ہیں۔

ہمارے قارئین کو یاد ہو گا کہ ہم پہلے کسی موقع پر یہ بات لکھ آئے ہیں کہ عموماً کتابِ نبی کی ابتدا پہلے صفحات سے ہوتی ہے مگر سیرتِ حسینؑ، واقعہ کربلا یا سیدنا حضرت معاویہؓ کے حوالے سے کوئی کتاب پڑھی جائے تو وہ خلافِ عادت آخری صفحات سے پہلے دیکھ لینی چاہیے کیونکہ حامیانِ یزید اس قسم کے عنوانات کا لیبل لگا کر کتاب کے اندر یزید کی دکالت کرتے ہیں اور آخری صفحات میں یہ اپنے معدے کی گرمی اور دماغ کا اُبال نکالتے ہیں۔ مگر حکیم صاحب نے اپنی اس کتاب میں صفحہ بہ صفحہ جو انگلیلیاں کی ہیں وہ پڑھنے والوں کو عجیب شش و پنج میں ڈال دیتی ہیں۔ حکیم صاحب یزید کی حمایت اور دفاع کرتے کرتے اچانک یوژن لیتے ہیں اور ایسی بھرتی دکھاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسے مصنف کی چالاکی کہیں یا ذہانت سے تعبیر کریں؟ کیونکہ اپنے مدعا کو اچھے طریقوں سے پیش کرنا تو ذہانت کہلاتا ہے مگر دوسروں کو تذبذب میں ڈال دینا چالاکی ہوتی ہے۔ بس اوقات دو مستقل حقیقتوں میں بظاہر یا فوری تمیز کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً ذہانت اور چالاکی، عاجزی اور خوشامد، حکمت عملی اور موقع پرستی، سنجیدگی اور تکبر، توکل اور کاہلی، خشیت اور کفایت شعاری، سخاوت اور فضول خرچی، لحاظ اور تکلف، صبر اور بزدلی وغیرہ۔ بیروان میں ہر ایک کی مستقل حیثیت ہے اور اپنا الگ وجود پہچانتا ہے، مگر نظر غائبانہ میں فیصلہ کرنا قدرے دشوار ہوتا ہے۔ بہر حال باقی جملہ یزیدی لوگوں کو تو ہم برانا

چالاک کہہ دیتے ہیں مگر حکیم صاحب کے متعلق کوئی بھی فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں ان کی اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ یزید کے متعلق لکھتے ہیں:

”کم از کم یہ غور تو کریں کہ اگر یزید کو ”پلید“ باور کرایا جائے تو اس کی تائید کرنے والوں کو پھر کیا کہیں گے؟ اس کی بیعت کرنے والوں کو کیا نام دیں گے؟ کبھی سوچا اور غور کیا آپ نے؟ یہ بظاہر معمولی سی بات کہاں سے کہاں تک لے جائے گی؟ نہ ابو جہود و تعصب کا“ ❶

اب حکیم صاحب کا یونٹن ملاحظہ ہو:

”خوب سمجھ لیں ہم یزید کا دفاع نہیں کرتے بلکہ اصحاب رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہیں۔ یزید کا دفاع ہم پر نہ فرض ہے نہ واجب، نہ موکد ہے نہ مستحب صرف حقائق سے آگاہی ہماری اصلی غایت ہے“ ❷

دیکھیے! حکیم صاحب کبڑی کبڑی کہتے ہوئے چپت مار کر کیسے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ ایک ہی صفحے کا ایک ہی پیرایہ ہے اور اس ایک پیرایہ میں بیک وقت دو نظریے پیش کرنا واقعی حکیمانہ فعل ہے۔ مزید پڑھیے۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں:

”یزید کے بارے میں ہم پیچھے لکھ چکے ہیں کہ شروع سے اس کے خلاف زبردست اور منظم پروپیگنڈہ کیا گیا اور یہ باور کرایا گیا کہ یزید نا اہل اور نالائق تھا، معاملات حکومت کی لحد بُد نہ رکھتا تھا۔ زانی تھا، شرابی تھا، جوا کھیلتا تھا، کتوں سے پیار کرتا تھا، بڑا جلد باز اور ظالم تھا، گانے بجانے کا رسیا تھا، اس نے بندر پال رکھے تھے، تارکِ صوم و صلوٰۃ تھا“ ❸

❶ سیرت حسینؑ، صفحہ نمبر ۲۳۲

❷ ایضاً

❸ سیرت حسینؑ، صفحہ نمبر ۲۳۶

یہاں حکیم صاحب یزید کے خلاف ہونے والے منظم پروپیگنڈے کا ذکر کر رہے ہیں یعنی اس کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہے وہ محض پروپیگنڈا ہے۔ مگر ساتھ ہی اپنی ایزویوں کے نیل گھوم کر یوں رقمطراز ہوتے ہیں:

”یہاں کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ ہم یزید کے وکیل یا مؤید ہیں اور اسے صحابہ و اہل بیت سے افضل مانتے ہیں۔ افضل تو بہت دور کی بات ہے ہم یزید کو ان کے کسی فرد کے ہم پلہ بھی نہیں جانتے۔ ہم برملا کہتے ہیں، ہزار یزید ایک طرف، اکیلے حسینؑ ایک طرف“

سبحان اللہ! حکیم صاحب اگر یزید کے زمانہ میں ہوتے تو شاید سانحہ کربلا پیش نہ آنے دیتے۔ کیونکہ تحریر میں تو حسینؑ دیزید کو ایک سطر میں لاکھڑا کرنا ان کے لیے کوئی مشکل نہیں، آپ حمایت یزید میں ڈیزیدہ صفحہ لکھنے کے بعد اگلی چار سطور میں کہتے ہیں ”ہمیں یزید کا مؤید نہ سمجھ لیا جائے۔ ہم یزید کی وکالت نہیں کر رہے۔“ خدا جانے تائید، حمایت، وکالت یا صفائی کس بلا کا نام ہے؟

حکیم صاحب کی اس کتاب کا اگلا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”حضرت امیر معاویہؓ کا بیٹا یزید، حضرت حسینؑ کا احترام بجالاتا تھا، ان کی عظمت کا معترف تھا، اور ان کی اہمیت کو جانتا تھا اور اسے یہ بھی خبر تھی کہ حسینؑ میری بیعت سے گریز اختیار کرتے ہیں اور آپؑ ذہنا میرے مخالف ہیں چنانچہ آپؑ کی اہمیت کے پیش نظر جہاں وہ ایک گونہ آپؑ کے بارے میں مشوش اور غیر مطمئن تھا وہاں وہ اس قضیے کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کا بھی خواہاں تھا اور آپؑ پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یزید اب علی الاطلاق خلیفۃ المسلمین تھا، تقریباً ۵۶ لاکھ مربع میل پر اس کی حکومت کا پرچم لہرا رہا تھا، امیر معاویہؓ کی ذہانت، سیاست اور محنت کی بدولت اسلامی قلمرو کو اس قدر

وسعت ملی کہ جس کی مثال نہیں ملتی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس میں امن و امان برقرار رہا اور شورشیں دب گئیں اور یہ امن و امان کی صورت تا حال برقرار تھی۔ سب لوگ ایک پرچم تلے جمع تھے۔ البتہ یزید کو حضرت حسینؑ کی طرف سے خدشہ تھا اور وہ ظاہر ہے کیوں تھا؟ وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری مملکت میں کوئی شورش یا ہنگامہ کھڑا ہو اور یہ خواہش ہر حواس اور ذمہ دار حکمران کی ہوتی ہے اور اس میں کوئی برائی بھی نہیں ہے۔ تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اسے

حضرت حسینؑ کی جانب سے برابر تشویش اور پریشانی لاحق تھی۔^①

اب یہاں حکیم صاحب نے یزید کے دفاع میں اپنے تئیں کوئی کسر نہیں چھوڑی، دور یزید کے امن و امان، اور سلطنت کی سطوت و شان کی مدح میں ان کا قلم بہتا چلا گیا، یہ بھی لکھا کہ یزید علی الاطلاق خلیفۃ المسلمین تھا۔ اب ان کا پورن ملاحظہ کریں:

”ہم یزید کو عالی مقام حضرت حسینؑ سے قطعاً بہتر یا برتر یا اشرف نہیں سمجھتے

اس بارے میں کسی کوشبہ نہیں ہونا چاہیے۔“^②

حکیم صاحب بلاوجہ تضادات کے بیج بوتے چلے جا رہے ہیں اور شکوک و شبہات کے کانٹے جا بجا بکھیرنے کے بعد وہ دہائی دیتے ہیں کہ ”ہمارے بارے میں کسی کوشبہ نہیں ہونا چاہیے“

اصل میں حکیم صاحب ایک نئی طرز سے دفاع یزید کا کارنامہ سرانجام دینا چاہتے تھے۔ ان کا پروگرام یہ تھا کہ حضرت حسینؑ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، یقیناً یہ جذبہ قابل قدر ہے، مگر ساتھ ہی وہ یزید کی بغلوں سے بھی نہیں لکنا چاہتے تھے۔

ہم یہاں اہل تشیع کو زیر بحث نہیں لاتے کیونکہ ان سے اختلاف ایمانیات اور عقائد

① سیرت حسینؑ، صفحہ نمبر ۲۵۵

② ایضاً، صفحہ ۲۵۸

کا ہے، مسئلہ یزید پر نہیں۔ اگر کوئی ہندو اعتراض کرے کہ تم موزوں پر مسح کیوں کرتے ہو؟ تو ہندو کو دلائل سے قائل کرنا پرلے درجے کی نادانی ہوگی کیونکہ ان سے اختلاف موزوں پر مسح کرنے یا نہ کرنے پہ تھوڑا ہی ہے؟ جس طرح گائے کے پجاریوں سے اعمال اسلام پر بحث بے معنی ہے، ایسے ہی گھوڑے کے پجاریوں سے یزید کے فسق پر گفتگو لایعنی ہے۔ اہل سنت کے اسلاف و اخلاف کا شہوس اور بے غبار نظریہ ہے کہ یزید کافر نہیں تھا، مگر فاسق ضرور تھا اور قتل حسینؑ سے اس کو بری الذمہ سمجھنا افغانستان و عراق کے ہزاروں شہداء کی شہادت سے امریکہ کو بری قرار دینے کے مترادف ہے..... سلطان العلماء علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کا تازہ اعلان پڑھ لیجیے:

”گو قتل حسینؑ کی ذمہ داری سے کہ یہ واقعہ فاجعہ اس کی حکومت میں واقع

ہوا، اسے فارغ نہیں کیا جاسکتا“^۱

یزیدی لوگ امام حسینؑ کی عظمت و رفعت کو مجرد کر کے یزید کا دفاع کرتے ہیں، حکیم صاحب نے احتیاط یہ کی کہ حضرت حسینؑ کو ان کے مقام پر رکھ کر یزید کو راضی رکھنے کی کوشش کی اور اس اسلوب میں آپ واقعی متجدد ہیں۔

حکیم صاحب کا حضرت معاویہؓ کی خدمت میں مشورہ

آپ حیران ہوں گے کہ حکیم صاحب نے چودہویں صدی میں جنم لے کر اور ”کاش“ کے جملے کو مستور رکھ کر حضرت معاویہؓ کو ایک رائے بھی دی ہے، پڑھیے اور سر ڈھنیے:

”بنائیں ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر حضرت امیر معاویہؓ ملکی امارت کے لیے بجائے یزید کے حضرت حسینؑ کا انتخاب فرما لیتے، اس وقت تو علم نہیں لیکن شاید آئندہ کے لیے بہتر ہوتا اور ہو سکتا ہے پھر امت محمدیہ میں شیعہ، سنی

کے نام سے یہ دراڑ پیدا نہ ہوتی اور دیگر فرقہ بندیاں وجود میں نہ آتیں“^۱

یزید کو بھی ترجمان ملے تو کیسے کیسے۔ حکیم صاحب نے رائے تو پیش کر دی مگر یہ نہ سوچا کہ اس کے منفی اثرات بھی مرتب ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے اس اقتباس کا نتیجہ یہ ہے کہ امت میں افتراق و انتشار کی بنیاد حضرت معادؑ کا فیصلہ ہے، اگر وہ یزید کی بجائے حضرت حسینؑ کو حکومت دے دیتے تو یہ دراڑیں نہ پڑتیں۔ اگرچہ ان کی نیت یہ نہیں تھی، مگر الفاظ بالکل آشکارا ہیں۔ لکھنے والے دنیا سے چلے گئے اور نتائج اخذ کرنے والے آتے رہیں گے۔ حکیم صاحب دور کی کوڑیاں لانے اور گھگھو گھوڑے بنانے کی بجائے ایک سادہ سی بات کہہ دیتے کہ معرکہ کربلا میں حضرت حسینؑ حق پر تھے اور یزید ظلم کا مرتکب ہوا تھا تو انہیں یوں یزید کی زیر قیادت خیمہ حسینؑ میں گھسنے کی ناکام اور غیر فطری کوشش نہ کرنا پڑتی۔

حکیم صاحب کا یزید کو مشورہ

حکیم صاحب کی اپروچ کے کیا کہنے، وہ یزید کو یوں مشورہ دیتے ہیں:

”یزید کو اخلاقی جرأت کا یادگار مظاہرہ کرتے ہوئے اسلامی قلمرو ہم سب کے محبوب اور واجب الاحترام عالی مقام حضرت حسینؑ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دینا چاہیے تھا مگر اس نے یہ پیش نہ کر کے کشادہ دلی و عالی ظرفی کا ثبوت بہم نہ پہنچایا“^۲

جب یزید نے یہ یادگار مظاہرہ نہ کیا اور اخلاقی جرأت نہ دکھائی بلکہ حضرت حسینؑ اور ان کی آل کو بے دردی سے شہید کر دیا، صرف یہی نہیں بلکہ واقعہ حرہ میں حرم رسول ﷺ پہ پتھراؤ کروایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بددعائیں لیں اور اپنی شقاوت و بدبختی میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ تو اب بھی حکیم صاحب کو کوئی رائے دینا چاہیے تھی مگر وہ

۱ تجلیات آفتاب، جلد اول، صفحہ نمبر ۲۵۸

۲ صفحہ نمبر ۲۵۹

تضادات کی بڑی پہ چلتے چلے گئے۔ مظلوم کی حمایت یہ نہیں ہوتی کہ ظالم کی صفائی پیش کی جائے اور مظلوم کے آنسو صاف کیے جائیں..... مظلوم سے محبت و ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ظالم کو بر ملا ظالم کہا جائے اور پھر ظالم بھی وہ جو صحابی کے خون سے ہاتھ رنگ لے۔ فاروق اعظمؓ کو شہید کرنے والا اگر ازیلی بد بخت ہے، حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلین اگر سفاک اور درندے ہیں، حضرت علیؓ کا قاتل اگر مردود و مطرود ہے تو پھر دنیا کے اے دانشورو! ذرا حسینؓ کے خون کی پکار بھی سُنو! معیارِ صحابیت کے اعتبار سے سب یکساں ہیں، اگرچہ کمالات اپنے اپنے ہیں۔ دیگر صحابہ کرامؓ کے قاتل امت کی نظروں سے گر گئے ہیں اور ایک صحابی، حضرت حسینؓ کے قاتل کو اس امت کے لکھاریوں کے قلم کے نیچے پناہ دی جا رہی ہے۔ جس حکمران کے سپاہی اپنے نیزے کسی صحابی کے مقدس پیٹ میں گھونپ دیتے ہیں، قیامت کے دن اس کی سلطنت کا ذرہ ذرہ اس کے ظلم اور صحابی کی مظلومیت کی گواہی دے گا، جی ہاں، ۶۴ لاکھ مربع میل یزید کے گلے کا طوق بن چکا ہے اور کائنات ارضی کا ایک ایک ذرہ لب فرات کے پیا سے صحابی پر نچھاور ہونے کو بے تاب ہے۔

قصر مرمر سے شہنشاہ نے ازراہ غرور
تیری کشیا کو جو دیکھا تو بہت شرمایا

ضد اور تکبر سے صلاحیت سلب ہو جاتی ہے

ضد اور تکبر انسان سے تفہیم کی صلاحیت سلب کر لیتے ہیں۔ جو لوگ ان دو مرضوں سے محفوظ ہوتے ہیں، وہ گمراہ بھی ہوں تو بہت جلد راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے ایک مذہب بیزار شخص نے کہا تھا کہ یہ آپ کی نمازیں، تلاوتیں اور روزے بے معنی کام ہیں جن میں آپ اپنی توانائی صرف کرتے ہیں۔ حضرت جعفر صادقؑ نے مریض کی نبض پہ ہاتھ رکھا، تشخیص کی اور پھر ایسا علاج کیا کہ اگلے لمحوں میں

وہ ان کے گمناہوں کو بخیر کر اپنی غلطی کی معافی مانگ رہا تھا۔ امامؑ صاف صاف اللہ نے جواب دیا کہ اگر یہ واقعی الٰہی یعنی کام ہیں تو مجھے قیامت کے دن کی کوئی فکر نہیں اور معشر میں باز پرس سے میرا کوئی نقصان نہ ہوگا، ایک بے معنی کام تھا، کر لیا سو کر لیا، نہ کیا سو نہ کیا۔ لیکن آپ سے نماز، روزے کی باز پرس کر لی گئی تو آپ کے پاس تو یہ سب کچھ نہیں ہوگا۔ جب آپ کا کیا بنے گا؟ اقبالؒ نے کہا تھا:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پہ نہیں ملتا وقت پرواز مگر رکھتی ہے

چونکہ وہاں ضد اور تکبر نہ تھا، فوراً غلطی کا احساس ہوا اور ایک عظیم نصلح کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھما دیا۔ جتنے لوگ مختلف فرقوں اور فتنوں کا شکار ہوتے ہیں ان میں ایک خاص تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ہٹ دھرم ہوتے ہیں اور انہی کے دم قدم سے فتنوں کی گاڑی چلتی ہے۔ یزیدی گروہ میں اکثریت ایسے ہی لوگوں کی ہے اس لیے ان میں افہام اور تفہیم کی کمی ہوتی ہے اور ضد ان کا کل اثاثہ ہوتا ہے۔ حامیان یزید کے دامن میں جب اپنے دعوے اور موقف پر کوئی دلیل نہیں رہتی تو پھر بجائے اعتراف حقیقت کے وہ حقیقت کو ہی ذبح کر دیتے ہیں۔ اہل تشیع عبداللہ بن سبا کو مورث اعلیٰ ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ جانبین سے دلائل دیئے گئے۔ اہل سنت نے جب ناقابل انکار شواہد پیش کر دیئے تو اب شیعیت نے یہ موقف اختیار کر لیا کہ عبداللہ بن سبا کا وجود ہی نہ تھا۔ اس نام کا کوئی انسان دنیائے آب و گل میں آج تک آیا ہی نہیں ہے اور یزیدی حضرات میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ سانحہ کربلا پیش ہی نہیں آیا، بلکہ امام حسینؑ جنتناہ یٰٰنہ طیبہ میں فوت ہوئے تھے۔ علامہ ذاکر خالد محمود صاحب اسے "تاریخ سے بے خبری اور علم سے بے نیازی" قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

"اپنی تاریخ سے بے خبری اور علم سے بے نیازی انہیں کہاں تک لے گئی، اہل

علم اس کا تصور نہیں کر سکتے کہ کوئی جماعت اپنے بانی کے تاریخی وجود کا انکار کر دے۔ شیعہ فکر کا بانی ایک یہودی عبد اللہ بن سہاء حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں یمن سے نمودار ہوا اس نے آسمانی امامت کا بیج بویا..... عبد اللہ بن سہاء کے تاریخی وجود سے انکار تاریخ سے ایک کھلا مذاق ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مرزا حیرت دہلوی نے ایک دفعہ کہا تھا کہ واقعہ کربلا تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ یہ لوگوں کی اپنی اختراع ہے۔ حضرت حسینؓ تو اپنی طبعی وفات سے مدینہ میں فوت ہوئے۔ لڑنے والے کے تو ہاتھ روکے جاسکتے ہیں مگر بولنے والے کی زبان نہیں روکی جاسکتی۔ (خواہ) وہ کتنا ہی غلط نہ بول رہا ہو" ❶

یہ تو شخصیات یا سماجیات کی بات ہے، کتابوں میں تو بے شمار ایسی کتب ہیں کہ جب ان کی کسی ذومعنی یا متنازعہ عبارت پر اعتراض ہوتا ہے تو بجائے اس عبارت کی تاویل و توضیح یا معترض کی ازالہ غلط فہمی کے، سرے سے اس کتاب کو ہی مصنف کی نگارشات سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

بعض بریلوی علماء کی بے رہ روی

مسلمک دیوبند سے وابستہ لوگوں میں ناصبیت اور یزیدیت نے جنم لیا تو مسلمک بریلوی میں رافضیت اور تفضیلیت در آئی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اور ان کے اخباء تفضیل علیؑ پر کتابیں بھی لکھ رہے ہیں اور تقریریں بھی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایک بریلوی علماء سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کی تنقیص کرتے ہیں۔ ہمارے ایک بریلوی مسلمک کے دوست نے تو ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو "شیخ الا ظلام" لکھ دیا ہے اور چند ایک ایسے نام بھی گوائے ہیں جو گستاخی معاویہؓ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تفصیل کے لیے حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "دفاع سیدنا امیر معاویہؓ"

ہے اس میں تقریباً چھ اہل علم کی کتب جمع کر دی گئی ہیں۔ جس میں علامہ عبدالعزیز فرہاروی رضی اللہ عنہ کی معروف کتاب ”الناہیہ عن طعن امیر المؤمنین معاویہؓ“ کا اردو ترجمہ بھی شامل ہے اور اس کا ابتدائیہ ہمارے کرم فرما رضاء الحسن قادری صاحب نے تحریر کیا ہے۔ جس میں کئی ایک چیزوں سے نقاب کشائی کی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی حامیان یزید کے لیے ایک تازیانہ ہے۔ جس میں اہل علم نے حضرت معاویہؓ کی منقبت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ فسق یزید پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

افراط و تفریط کے جراثیم اب مختلف طبقوں میں نئے نئے راستوں سے داخل ہو چکے ہیں۔ افراط و تفریط کا مشاہدہ کیا اب بھی لوگوں کے لیے مشکل ہے کہ یزید کو تابعی کہنے والے حضرت حسینؑ سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور کافر کہنے والے حضرت معاویہؓ سے لاقطع ہو چکے ہیں۔ اعتدال اور میانہ روی کے کرشمے دیکھیے کہ جنہوں نے یزید کو قاسق کہا اور اس کے اعمال و کردار کو کبھی اچھے پیرائے میں لے کر نہ آئے وہ آج بھی حضور ﷺ کے ایک ایک صحابی پر جان چھڑکتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے پچھلوں کی بات تسلیم کرنے میں ہی خیر ہے اور ”اجتہاد“ جسے کہتے ہیں وہ سلف صالحین کے وضع کردہ اصولوں کے تحت ہی ہوتا ہے، بصورت دیگر ”الحاد“ تو ہو سکتا ہے، اجتہاد نہیں۔ تو کیوں نہ یزید کے متعلق بھی ہم وہی رائے قائم کریں جو صدیوں سے چلی آ رہی ہے عافیت کی راہوں کو چھوڑ دینا اور خواہ مخواہ غلجبان میں پڑھ جانا اور دوسروں کو ذہنی و فکری الجھاؤ کا شکار کر دینا کوئی دانش مندی نہیں ہے۔

دنیا میں دو قسم کے آدمی بد بخت ہوتے ہیں۔

① کسی نبی کو شہید کرنے والا ② کسی نبی کے ہاتھوں قتل ہو جانے والا

اور دو قسم کے لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں۔

① ایمان کی حالت میں نبی کی زیارت کرنے والا۔

② یا جس مومن پر کسی نبی کی نگاہیں پڑ گئیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مکتومؓ اور چند

ایک دیگر نابینا صحابہ کرامؓ کو

یزید نہ صحابی ہے اور نہ صحابہؓ کی صحبت بحالت تشوئی اختیار کرنے والا ہے، بلکہ صحابی کا قاتل ہے۔ سو صحابی کا دامن چھوڑ کر کسی فاسق کی مدح میں لگ جانا ایک اونٹنی درجے کے مسلمان کے لیے بھی قیامت سے کم نہیں ہے۔ بعض لوگ غلط فہمیوں کا شکار رہتے ہیں۔ مگر غلط فہمی انہی کی دور کی جاسکتی ہے جن میں فہم نام کی کوئی چیز پائی جاتی ہو۔ دنیا کا کونسا مذہبی، سیاسی، معاشی یا اقتصادی مسئلہ ہے جس میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا تدارک نہیں ہو سکتا؟ مگر جن کے دماغوں میں چمکا دڑیں اڑ رہی ہوں وہ سرے سے ہی کم فہم ہوتے ہیں۔ پھر ان کا لب و لہجہ وہ تعفن پھیلاتا ہے کہ توبہ ہی بھلی..... مندرجہ ذیل ایک اقتباس پڑھیے۔

”چکوال کے قاضی مظہر حسین صاحب نے اکابر کے نام پر، صحابہ کرامؓ کو

اور بالخصوص سیدنا معاذیہؓ کو اپنی تشدید کا نشانہ بنایا“^①

اب ایک دریدہ دہن شیعہ مصنف کا اقتباس پڑھیے۔ غلام حسین نجفی آنجنابی لکھتے ہیں:

”قاضی جی! آپ کی صحابہ پرستی کی کوئی حد بھی ہے یا نہیں؟“^②

یہ دونوں عبارتیں بلا تبصرہ درج کر دی گئی ہیں۔ صحابہ کے دشمن حضرت اقدس قاضی صاحبؒ کو ”صحابہ پرستی“ کا طعنہ دے رہے ہیں اور یزیدی النسب لوگ ”صحابہ پر تشدید کرنے والا“ قرار دے رہے ہیں۔

آنکھوں والا ترے جو بن کا تماشہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

① نقیب ختم نبوت، سید ابوذر بخاری نمبر صفحہ ۱۸۶، بابت اکتوبر، نومبر ۱۹۹۷ء

② ماتم اور صحابہؓ صفحہ نمبر ۱۵۵، مطبوعہ اکتوبر ۱۹۷۶ء

قارئین کرام! ظاہر ہے کہ یہاں غلط فہمیاں نہیں ہیں، فہم ہی مفقود ہے اور غیر فہم لوگوں سے مخاطب ہونا اپنا سر دیوار پردے مارنے کے مترادف ہے۔

ان دونوں سے کوئی پوچھے کہ ہمیشہ دعوے کے بعد دلیل دی جاتی ہے۔ بلا دلیل دعویٰ جھوٹ ہی کی ایک قسم ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کہاں بنایا؟ کوئی تحریر؟ کوئی تقریر؟ معترضین پانچ بار بھی جنم لے کر آتے رہیں تو کہیں ایک سطر نہیں دکھا سکتے۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، لگتا ہے یہاں تو جھوٹ بولنے والوں کا بھی کچھ نہیں رہا..... اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یزید کے فسق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھنے والوں کی نقاب کشائی سے کوئی تکلیف ہے تو پھر اکیلے نہیں، شیعوں کے ساتھ مل کر ماتم کیجیے کیونکہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی گت بنا کر اسلام کے آفاقی اصولوں کا دفاع کیا ہے۔

مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضراتِ حسینینؑ

مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف علی میاں کے علم و فضل کا ایک جہان معترف ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کی بے شمار تقریروں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی حکمتوں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے یزید سے ٹکرا جانے کی مصلحتوں سے پردہ اٹھایا اور خبردار کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمارا تعلق کس نوعیت کا ہے اور صحابہ کے خون سے ہولی کھیلنے والے کس حیثیت کے مالک ہیں؟ ان کے خطبات کے مندرجہ ذیل اقتباسات میں تطہیر عقائد کا کتنا سامان موجود ہے؟ پڑھیے:

”میں اپنے تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں صاف کہتا ہوں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اقدام بالکل صحیح تھا جو انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کیا تھا اور پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا ”ان ابنی

ہذا سید و مصلح اللہ بہ ہمن فتنہ من المسلمین“ میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا۔ یہ بات حضرت حسنؑ کے لیے ایک خبر نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے لیے ایک وصیت تھی منشاء رسول تھا، اللہ کے رسول کا منشاء بھی اور پیارے نانا جان کا منشاء بھی۔ چنانچہ حضرت حسنؑ نے اس کو خالص حکم نبوی سمجھا اور اس کے مطابق جو اقدام کیا وہ بالکل صحیح تھا کہ معاملہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھا، وہ صحابی تھے، کاتب وحی تھے، قرہبی رشتہ دار تھے اور کوئی بات موجب خروج اور نکواری اٹھانے کی نہ تھی ان کی مخالفتانہ فوجی اقدام کا نتیجہ خونریزی کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ ان کو جب بعض جو شیلے لوگوں نے ملعنہ دیا کہ یہ ننگ و عار کی بات ہے تو فرمایا ”العار خیر من النار“ اسی طریقہ سے جب معاملہ یزید کا آیا تو میرے نزدیک حضرت حسینؑ کا اقدام سو فیصد صحیح تھا اور حضرت حسینؑ کو یہی کرنا چاہیے تھا، ورنہ قیامت کے دن تک کے لیے قرن اول کا کوئی نمونہ ہمارے سامنے نہ ہوتا کہ جب کوئی غلط اقتدار قائم ہو جائے اور جب معاشرہ کی سیرت و کردار کے تبدیل ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے۔ جب حکومت بجائے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور بجائے تقویٰ و طہارت پیدا کرنے اور بجائے خدا ترسی اور عبادت کا ذوق بنانے کے، سیر و شکار اور قہش و لذت اندوزی کا ذوق پیدا اور دولت و اقتدار کا غلط استعمال ہونے لگے تو ہمارے سامنے کوئی نمونہ اس کا بھی ہونا چاہیے تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اُٹھے اور اس کو چیلنج کرے اور اس کے مقابلہ میں آجائے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آپ اسلام کی بعد کی تاریخ میں دیکھتے کہ وہ ساری کی ساری اس مصرعہ کی تعمیل ہوتی۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی

یزید کے فعل کی شاعت اور یزید کے فسق پر امام احمد بن حنبلؑ کے متعلق صاف

آتا ہے کہ ان کے صاحبزادہ نے کہا ابا جان کچھ لوگ کہتے ہیں آپ یزید کو پسند کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا بیٹا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہو کیا وہ یزید کو پسند کر سکتا ہے؟ صاحبزادہ نے عرض کیا کہ پھر آپ لعنت کیوں نہیں بھیجتے؟ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اپنے باپ کو کب کسی پر لعنت کرتے ہوئے سنا ہے؟ یہی امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے، جن کا مکالمہ تاریخی قائد بولائی سے ہوا تو یزید کے بارے میں سخت الفاظ استعمال کیے۔ اس سے اپنی برأت کا اظہار کیا اور اس کے فعل کی شناعت بیان کی۔ یہی مسلک تھا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ، اور ہمارے تمام پیشواؤں کا۔ یہی مسلک تھا امام اہل سنت مولانا عبدالشکور رضی اللہ عنہ کا میں ان کو جانتا ہوں کہ ان کو اہل بیت سے کتنا تعلق تھا؟ اور حضرات حسین رضی اللہ عنہ سے کتنا تعلق تھا۔^۱

خلاصہ

مولانا علی میاں رضی اللہ عنہ نے نہایت عام فہم انداز میں حقیقت سے پردہ اٹھا دیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کا ہر اٹھنے والا قدم محض دین کی بقاء کے لیے ہوتا تھا۔ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے حکومت ان کے سپرد کر دی تھی تو اس میں انہیں دین کے لیے خیر نظر آئی تھی اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت سے بغاوت کی تو ان حالات میں اس بدقماش کے لیے یہی فیصلہ ٹھیک تھا۔ صحابی کا صحابی سے اختلاف ہو جائے تو دونوں قابل قدر رہتے ہیں اگرچہ کمالات اپنے اپنے ہوتے ہیں جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ہونے والے اختلاف میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد خطا پر تھا اور مجتہد کو خطا پر بھی ایک نیکی ملتی ہے۔ یہ پوری امت کا نظریہ ہے۔ الحاد کے مریض اجتہاد کی عظمتوں کو کیا جانیں؟ یہی وہ نظریہ ہے جو قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رضی اللہ عنہ نے پیش فرمایا جسے

• خطبات علی میاں رضی اللہ عنہ، جلد پنجم، صفحہ ۲۱۲-۲۱۸

”تقید“ کا نام دے کر اللہ کے نیک بندوں پر تہمتوں کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور اگر صحابی کا غیر صحابی سے اختلاف ہو تو حق ہمیشہ صحابی کے ساتھ ہوتا ہے اور مد مقابل بد فطرت ہوتا ہے۔ اب تک تو تابعی اسی کو کہا جاتا رہا جو نیکی کے ساتھ کسی صحابی سے فیض حاصل کرے مگر اب یار لوگوں نے نیا میدان مار لیا ہے اور باور کرواتے پھر رہے ہیں کہ نہیں، صحابہ کو قتل کرنے والا بھی تابعی ہوتا ہے..... ان بے ضمیروں سے کیا بعید کہ کل کلاں عبدالرحمن بن ملجم اور ابولولو کو بھی تابعی کہہ دیں اور پھر باچھیں چیر کر کہیں ”قاضی مظہر تو صحابہ پر تقید کرتے تھے“

یزیدی اقلیت

اقلیت ہمیشہ منظم ہوتی ہے۔ یزیدی فکر کے لوگ اگرچہ اقلیت میں ہیں مگر یہ واحد اقلیت ہے جن کا آپس میں بھی کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ لفظ ”اقلیت“ سے ممکن ہے بعض حامیان یزید بھڑک اٹھیں۔ کیونکہ اس فکر کے لوگ عموماً شعلہ طور ہوتے ہیں۔ ان کے منہ سے لعاب کم اور شعلے زیادہ نکلتے ہیں۔ مناظر جمع رکھیے کہ یہ کوئی مذہبی شناخت کے طور پر نہیں ہے، ایک عددی تناسب کے اعتبار سے ہے۔ اہل سنت والجماعت کے مقابلہ میں یہ لوگ ”اقلیت“ ہی کہلائیں گے اور ان کے آپس میں بھی بیانات نہیں ملتے یہ ایک مجموعہ تضادات اقلیت ہے ان کا دعویٰ ہے کہ یزید کو فاسق قرار دینے والوں نے رفض و بدعت کو نہ پڑھا ہے نہ سمجھا ہے۔ حالانکہ جنہوں نے یزید کو مومن کامل سمجھ رکھا ہے انہوں نے شیعیت کو نہیں سمجھا اور اس دعوے پر ہم درجنوں اہل علم کے حوالہ جات پیش قارئین کر چکے ہیں جن کی ساری زندگی اس ناز پر صرف ہوئی۔

۱۹۱۸ء میں چکوال کے اندر آیا۔ تاریخی مناظرہ ہوا تھا۔ اہل سنت کی جانب سے قائد اہل سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہرؒ بن دہشت کے والد گرامی ابوالفضل مولانا قاضی مكرم الدین دہیرؒ نے خصوصی طور پر امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ کو

دعوت دی تھی۔ اہل تشیع کے مناظر مرزا احمد علی امرتسری اور دیگر علمائے شیعہ نے دورانِ مناظرہ یہ اعتراض کیا کہ سنی کتابوں میں یزید کو خلیفہ لکھا گیا ہے۔ اس کا جواب علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا تھا۔

”خلیفہ ہونا کوئی فضیلت و خوبی نہیں۔ ہاں خلیفہ کے ساتھ عادل یا راشد یا برحق کا لفظ

بھی ہو تو تعریف ہو سکتی ہے۔ یزید کو علماء اہل سنت نے ظالم و جابر لکھا ہے“

نوٹ: اس مناظرہ کی روداد اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے علماء نے قلمبند کی تھی مگر ہم نے شیعہ روداد کا حوالہ دیا ہے۔ تاکہ شیعوں پر بھی حجت رہے، اس کتاب کا مکمل عکس ہمارے پاس موجود ہے اور اصل کتاب شیعہ ادارہ جامعۃ المنتظر لاہور کے لائبریری میں ۱۵۵۵۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔ اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اجتماعی ضلالت سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔ چودہ صدیوں میں یزید کو فاسق و فاجر کہنے والوں اور اس کی حمایت کرنے والوں کا موازنہ کر لیجیے۔ حمایتی دو چار صدیوں کے وقفے سے دو چار ہی ملیں گے اور وہ بھی فکری تزلزل کا شکار اور دلیل و برہان سے عاری..... جب کہ فاسق کہنے والے تو اتر اور تسلسل کے ساتھ چلے آ رہے ہیں۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا یزید کے متعلق موقف ہم پہلے مع تبصرہ پیش کر آئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب خاندان اہل بیت کا مظلوم اور لٹا پٹا قافلہ دربار یزید میں پیش کیا گیا تو ایک درباری نے حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسیٰ من آل فرعون یعنی ہم اس قوم میں ایسے ہی رہ رہے ہیں جیسے قوم موسیٰ علیہ السلام فرعونوں میں رہ رہی تھی۔

• میزان المقال فی مناظرۃ پچوال، مرتبہ مرزا احمد علی امرتسری

• کشف الکجب، ص ۶۳

یزیدیوں کو فرعونیوں سے تشبیہ دینے والے کوئی اور نہیں، سیدنا زین العابدینؑ ہیں جو یکے از متاثرین سانحہ کربلا ہیں..... علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ یزید کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ شراب نوشی کے متعلق ایک شعر کہا کرتا تھا۔

فان حرمت یوما علی دین احمد

فخذھا علی دین المسیح ابن مریم^①

شریعت محمدیہ میں اگر شراب کی حرمت ہے تو اسے دین مسیحؑ کے مطابق ہی لیا کر۔ یعنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیے اگر دین اسلام میں گنجائش نظر نہ آتی ہو تو پچھلے ادیان کا سہارا لے لینا چاہیے۔ یہ تھا حامیان یزید کے ممدوح کا حال، جسے یہ لوگ ”تابعی“ کہہ کر پھولے نہیں سماتے۔ واقعہ کربلا جو یزید کے دور حکومت کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے جس میں یزیدی فوجوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی تھی اور یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ نے یہاں پر پتھراؤ کروا کر حرم نبوی کو پامال کیا تھا۔ اس سانحہ فاجعہ کے بعد مشہور صحابی حضرت ابوسعید خدریؓ کو لوگوں نے دیکھا کہ ان کی ڈاڑھی کے بال مبارک جگہ جگہ سے اکھڑے ہوئے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ یزیدیوں اور شامیوں کے ظلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پہلے ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور سارا کا سارا مال و متاع، یہاں تک پانی پینے والا پیالہ بھی لے گئے اور دوسرا گروہ داخل ہوا تو انہوں نے گھر خالی دیکھ کر مجھے پینا شروع کر دیا اور میری ڈاڑھی کے بال کھینچ لیے^②

اندازہ کیجیے! اصحاب رسول ﷺ کی توہین جتنی یزید کے دور میں ہوئی اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ صحابہ کی عزتیں مجروح ہوئیں اور گردنیں کٹیں۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ علامہ ابن حجر کیؒ نے اپنی کتاب ”تظہیر الجنان“ میں بھی لکھا ہے، جس کا اردو ترجمہ امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ نے ”تنویر الایمان“ کے نام سے کیا تھا۔

① تفسیر مظہری جلد نمبر ۵، ص ۲۷۱

② جذب القلوب، ص ۳۳

اس واقعہ حرہ میں معروف صحابی حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ بھی شہید ہوئے تھے اور علامہ قسطلانیؒ شارح بخاری فرماتے ہیں۔

وقتل بها جماعة من حملة القرآن وقتل جماعة صبرا منهم معقل بن سنان ومحمد بن ابى الجهم بن حذيفة وجالت الخيل فى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم۔^①

ترجمہ: قرآن کریم کے حافظوں کی ایک جماعت کو شہید کیا گیا اور ایک جماعت کو باندھ کر سوائے قتل لے جایا گیا جن میں حضرت معقل بن سنانؓ اور ابن حذیفہؓ شامل تھے۔ یزیدی لشکر نے مسجد نبوی میں گھوڑے تک دوڑا دیئے تھے۔

الہی انتقام

سانحہ کربلا اور واقعہ حرہ میں بشمول یزید اللہ تعالیٰ نے چُن چُن کر سب کو عبرت کا نشان بنایا۔ یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ تو مدینہ سے مکہ واپس جاتے ہوئے اچانک ایک موذی مرض کا شکار ہو کر مر گیا۔ علامہ نور پشٹیؒ کے حوالہ سے وکیل احناف ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ:

فلا جرم انه انما ع كما ينما ع الملح فى الماء ولم يلبث ان ادركه الموت وهو بين الحرمين^②

”پس لاشک کہ وہ ایسے ہی گھل گیا، جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور موت کی گرفت سے بچ نہ پایا اور دو حرموں کے درمیان (مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ) میں چل بسا“

① ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد نمبر ۱۰، ص ۲۰۰

② مرقات شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۱۰، ص ۱۲۷

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے یزید کے انجام کے متعلق لکھا ہے کہ:

”ظاہر شد از حال یزید شتی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و

بعقاب الہی و الم دق و سل بگداخت و فانی شد“ ❶

ترجمہ: یزید کم بخت کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہا اور سل و دق کے امراض میں گھرتا ہوا فنا ہو گیا۔

قارئین کرام! ظالم اور مظلوم، قاتل اور مقتول، صالح اور فاسق سب دنیا چھوڑ گئے مگر یزید مرنے کے بعد مزید مر گیا اور حضرت حسینؑ حیات جاوداں پا گئے۔ کوئی صحابی طبعی موت سے بھی دنیا چھوڑ جائے تو زمین کا ذرہ ذرہ اس کی عظمت کا ترجمان بن جاتا ہے اور جب کوئی صحابی ظلماً شہید کر دیا جائے تو ریت کے ذروں کو بھی زبان لگ جاتی ہے جو اس کی توصیف و مدح میں تا صبح قیامت وقف رہتے ہیں۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ امام حسینؑ کا تن کہاں دفن ہے؟ سر مبارک کہاں ہے؟ مدفن کے متعلق صحیح کیا تحقیق ہے، اہل عقل تو تحقیق میں پڑ جاتے ہیں اور اہل عشق علامہ سیما ب اکبر آبادی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر ذہرا جاتے ہیں۔

میں مر کر بزم وفا میں آج بھی زندہ ہوں
تلاش کر میری محفل میرا مزار نہ پوچھ

حامیان یزید کا شکوہ

حامیان یزید شکوہ کناں ہیں کہ آپ دشمنان حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو تقویت دے رہے ہیں اور اہل تشیع میں سے وہ قاری، جو فسق یزید پر ہماری نگارشات پڑھتے ہیں، کہتے ہیں کہ آپ کیسے مخالف یزید ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پہ جان چھڑکتے ہیں؟ گویا شیعوں کے نزدیک یزید کا مخالف وہ ہوتا ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرے اور

حامیانِ یزید کے نزدیک محبتِ معاویہؓ ہے جو جہاں کے سارے کام کاج چھوڑ کر یزید کی مدح سرائی میں وقف ہو جائے۔ یہ خود ساختہ معیار ہے جب کہ ہم ”خدا ساختہ“ معیار پر یقین رکھتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت حضرت امیر معاویہؓ کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور یزید کی مخالفت، حمایت بھی انہی کی معتبر ہوتی ہے جو اختلاف کی جرأت رکھتے ہیں..... بعض بھولے بھالے حامیانِ یزید ایسے بھی ہیں جن کی کوئی پختہ فکری اساس نہیں ہے۔ بس وہ ایک پروپیگنڈا مہم کا شکار ہیں۔ اور خود پروپیگنڈا کرنے والے ضد کے مریض ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں ایک حامیِ یزید نے تنگ آ کر کہا کہ ”یہ بد بخت یزید ہمارے گلے پڑ گیا ہے، ہمارا اصل مقصد تو دفاعِ صحابہ تھا“۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کیونکہ

آثارِ سحر کے پیدا ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا

ہمارا اصل مقصد ہی یہی ہے کہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔ اس لیے جب بھی کوئی ہمارے اس مضمون پر اعتراض وارد کرتا ہے، یا کوئی نیا سوال اٹھاتا ہے تو ہم نقد و نقد تبصرہ پیش کر دیتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سنی نوجوان مسلسل تذبذب کے گرداب میں خود کو نہ رکھیں..... بھول بھلیوں میں زندگی گزار جانا حماقت ہے۔ ہم کافی حد تک مطمئن ہیں کہ اب ظلمتِ شب آہستہ آہستہ سکل رہی ہے اور بہت جلد

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

کا قابلِ رشک منظر ابھرنے والا ہے، رہ گئی شیعیت، تو ہم بار بار اظہار کر چکے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارا اختلاف اصولی ہے، سکولی یا فروعی نہیں..... اہل سنت والجماعت کا بنیادی محوریہ ہے کہ افراط اور تفریط سے امت کو پاک کر دیا جائے..... یہ زہر ہلاہل ہے اس لیے محمود احمد عباسی نے باوجود یکہ انتہائی متانت، سنجیدگی اور کمال نثر نگاری کا مظاہرہ کیا، مگر ان کی یزید دوستی کا سب سے پہلے اور سب سے زیادہ علماء اہل سنت نے ہی پردہ چاک کیا..... اس کا اعتراف خود اہل تشیع بھی کرتے ہیں اور ہم پہلے اس پر ان کے حوالہ جات پیش کر آئے ہیں۔ محمود احمد عباسی کی کتاب ”خلافتِ معاویہؓ و

یزید“ کا بعض شیعہ علماء نے بھی جواب لکھا، مگر ان میں وہی کچھ تھا، جس کی اہل تشیع سے توقع ہو سکتی ہے یعنی حضرات صحابہ کرامؓ پر تبر اور زبان درازی! چنانچہ عباسی صاحب کی کتاب کی اشاعت کے بعد جلد ہی سید محمد باقر نقوی نے ایک جوابی کتاب ”اموی دور خلافت“ لکھی اور ساتھ ہی اخبار سر فراز میں مضامین شائع ہونا شروع ہوئے تو برصغیر کے علمی و تحقیقی مجلہ ”معارف“ میں ان شیعہ و یزیدی کتب پر باریں الفاظ تبصرہ کیا گیا تھا۔

”انہوں (نقوی صاحب) نے اس کتاب میں کمال فن کا پورا مظاہرہ کیا ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ اور یزیدؓ کس شمار میں ہیں، ان کے انتقام نے خلفائے ثلاثہ، ناموس رسول ﷺ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے اجلہ صحابہ کو بھی نہیں چھوڑا ہے..... حضرت عثمانؓ اور امیر معاویہؓ پر تو وہ ملاحیاں اڑائی ہیں کہ شرم و حیا کی نگاہیں نیچی ہو جاتی ہیں اور یہ ان (اہل تشیع) کا نقص نہیں بلکہ ہنر اور کمال ہے۔ زبان کے یہ جوہر اور حسن بیان کے یہ نمونے اب لکھنؤ کے مخصوص طبقتوں کے علاوہ اور کہیں سننے میں نہیں آسکتے۔ وہیں سے اس کی صحیح داد بھی مل سکتی ہے“

اور عباسی صاحب کی کتاب کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ:

”ہم کو توقع تھی کہ جس طرح سنیوں کے اکثر اکابر اور ان کے علمی و دینی اداروں نے محمود احمد عباسی کی کتاب کی مخالفت کی ہے اسی طرح شیعہ جماعت بھی ”اموی دور خلافت“ کی مخالفت کرے گی لیکن ایک آدھ شیعہ اصحاب کے علاوہ شیعہ کی جانب سے اس کی مخالفت میں کوئی آواز بلند نہیں ہوئی..... حالانکہ ”خلافت معاویہ و یزید“ ایک شخص کا ذاتی فعل تھا۔ اہل سنت کی کسی جماعت کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا اور ”اموی دور خلافت“ ایک شیعہ ادارے ”شیعہ کانفرنس“ سے نکلی ہے اور دل آزار مضامین اس کے ترجمان ”سر فراز“ میں شائع ہوئے ہیں اس لیے ان کی مخالفت کرنا شیعوں کے لیے اور بھی ضروری

تھا۔ یہ کتاب اہل سنت کے لیے سخت دل آزار ہے ہم کو توقع ہے کہ جس طرح حکومت نے "خلافت معاویہ و یزید" کو ضبط کیا ہے اسی طرح "اموی دور خلافت" کو بھی ضبط کرے گی ورنہ اس کے جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا تو اس سے یہ فتنہ اور بڑھے گا" ۱

ایک موقر جریدے کا یہ تبصرہ اہل سنت و الجماعت کے مسلک اعتدال کا پورا ترجمان ہے ایک طرف اگر دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کی دل آزار کتابوں پر احتجاج ہے تو دوسری جانب عباسی صاحب کی کتاب سے برأت کا اظہار بھی ہے..... حامیان یزید کا یہ اعتراض بالکل عامیانہ اور جاہلانہ ہے کہ فسق یزید کے نظریے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت مجروح ہوتی ہے۔ کوئی سنی مسلمان گستاخی صحابہ کا مرتکب نہیں ہو سکتا اور جو ہو جائے پھر وہ سنی نہیں رہتا۔ کامرہ کلاں ضلع انک سے ۱۲۸ صفحات پر مشتمل بدنام زمانہ کتاب "سیاست معاویہ" شائع ہوئی تھی۔ جس میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات والا بابرکات پر کچھڑ اچھال کر مصنف نے اپنا مشکوک نسب عیاں کیا۔ اسی مصنف کو پھر شیعہ طبقوں میں پذیرائی دی گئی اور آج وہ بدقسمت شیعیت سے لوریاں لے رہا ہے۔

حامیان یزید کی ایک ناکام چال

تاریخ کی اکثر کتب میں مورخ کسی بھی شخصیت کے متعلق منفی و مثبت دونوں آراء درج کر دیتے ہیں اور اس کے بعد وہ اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔ تاریخ طبری وغیرہ میں یہی اسلوب ہے اور علامہ ابن کثیر رضی اللہ عنہ کی البدایہ والنہایہ کا ماخذ بھی تاریخ طبری ہے۔ چنانچہ حامیان یزید مورخین کا پیش کردہ تصویر کا ایک رُخ پیش کر کے غلط فہمی پیدا کرتے رہتے ہیں یا پھر یزید کی حمایت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غیر معتبر اقوال سناتے رہتے ہیں واقعہ کربلا کے بعد کسی صحابی تو درکنار، نچلے درجے کے عام گناہ گار مسلمان نے بھی یزید کی

۱ "معارف" اعظم گڑھ، جنوری ۱۹۶۰ء، بمطابق رجب المرجب ۱۳۷۹ھ

حمایت نہیں کی۔ یزید جب مسند خلافت پر آیا تو اس کی بعض بد اعمالیوں کے چرچے ضرور تھے مگر صحابہؓ جیسی موثق ہستیاں حُسنِ ظن سے کام لیتیں اور بد اعمالیوں کے مقابلہ میں اکاذن کا اچھے کاموں کو بیان کیا جاتا تھا۔ مگر سانحہ کربلا اور واقعہ حرہ کے بعد تو صحابہ کرامؓ نے اس کے لیے اجتماعی بد دعائیں کیں اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جیسے زاہد و عابد صحابی، جن کی کثرتِ عبادت کے صحابہؓ میں چرچے تھے اور مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے لکھا ہے کہ آپؓ کا مسجد میں اس حد تک قیام رہتا تھا کہ لوگ آپ کو مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔^①

آپؓ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے، جب شہادتِ حسینؓ کی خبر سنی تو دعا کی فرحم اللہ حسینا و اخذی قاتله و لعن من امر بذالك و رضی بہ پس اللہ تعالیٰ حضرت حسینؓ پر رحم فرمائیں، اور ان کے قاتلوں کو خدا ذلیل کرے، اور جس (یزید) نے قتل کا حکم دیا اور قتل پر راضی ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔^②

اور جب محاصرہ مکہ مکرمہ کے دوران یزید کی موت کی اطلاع آئی تو حضرت ابن زبیرؓ نے فرمایا اہل الشام قتل اہلک طاغیتکم اے شام والو تمہیں بہکانے والا تمہارا لیڈر آج ہلاک ہو گیا ہے۔ روئے زمین پر اس سے بڑا خوش نصیب کوئی نہیں جسے کے سینے پر ”صحابیت“ کا تمغہ سجا اور روئے زمین پر اس سے بڑا بد نصیب کوئی نہیں، جس نے صحابہ کرامؓ کی بد دعائیں لیں، سو عظمتیں حسینؓ کا مقدر اور رسوائیاں یزید کا نصیب ٹھہریں۔

① حیاة الصحابہ جلد نمبر ۱، ص ۳۵۵

② تذکرۃ الخواص ص ۲۸

اہل مدینہ کی برائی چاہنے والوں کا انجام

حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

”جو شخص مدینہ میں رہنے والوں کی کوئی برائی چاہے اللہ تعالیٰ اُسے اس طرح

غارت کریں گے جیسے نمک پگھلتا ہے“

قال النبی ﷺ من اراد اهل هذه البلدة بسوء يعنى المدينة اذا به

اللہ كما يذاب الملح ❶

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اذا به اللہ ذوب الرصاص فى النار ويكون ذلك من ارادها فى الدنيا

فلا يمهلہ اللہ ولا يمكن له سلطان بل يذهبہ عن قرب كما انقضی

شان منها ربها ایام بنی امیہ مثل مسلم بن عقبہ فانه هلك فى منصرفة

عنها ثم هلك يزيد بن معاوية مرسلۃ علی اثر ذلك وغيرها ممن صنع

صنعيهما ❷

ترجمہ: اہل مدینہ کی برائی چاہنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیسے کی طرح آگ میں

پگھلا دے گا۔ یہ اس کی سزا ہے جو دنیا میں اس طرح کا کام کرے۔ کیونکہ اللہ

تعالیٰ ظلم کو وہاں مہلت نہیں دیتے اور وہاں اسے کبھی مضبوط تسلط نصیب نہیں

ہوتا۔ یہی حال ہوا جنہوں نے بنی امیہ کے دور میں اہل مدینہ سے جنگ کی، مسلم

بن عقبہ کی مثال لے لیجیے، جو مدینہ شریف سے لوٹتے ہی ہلاک ہو گیا، پھر اس

کے بھینچنے والے یزید بن معاویہ کو دیکھیے اور ان جیسے دوسروں کو بھی، جو اہل مدینہ

کی برائی کا ارادہ کر کے نکلے“

❶ صحیح مسلم جلد نمبر ۱، صفحہ ۴۴۵

❷ شرح صحیح مسلم جلد اول ۴۴۱

اب یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے، حضرت امیر معاویہؓ کو مدینہ منورہ سے رعتیں نصیب ہو گئیں اور یزید کو رسوائیاں! آج چودہ صدیوں بعد بھی جو سر زمین گناہگاروں کا مقدر اُجال دیتی ہے۔ یزید کی کم بختی کہ اس نے اسی سر زمین کو اصحاب رسول پر تنگ کر دیا تھا۔ یزید کی گردن پر صرف شہداء کربلا کا خون ہی نہیں ہے۔ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا وبال بھی ہے۔ اس لیے اہل السنۃ والجماعت نے یزید کو کبھی اپنے مددوحوں میں جگہ نہیں دی اہل حدیث مسلک کے معروف عالم مولانا وحید الزمان صاحب کے بقول:

”مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر

شریف کی توہین کی ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے؟

علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسینؓ کے قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل

بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اس لیے ہم اس کے بارے میں

توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔“^①

اور بریلوی مکتب فکر کے عالم مولانا شفقات احمد صاحب ”مکتوبات شیخ الاسلام“ کے

حوالہ سے لکھتے ہیں۔

”کاروان دیوبند کے سرخیل بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور

مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

”چنانچہ بر تاریخ داناں وحدیث خواناں پوشیدہ نیست عاقبت مافی الباب خرابی

ہائے پنہانی کہ داشت ہجوں منافقان کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق

رضوان اللہ نصیب او شاں نشد، یزید ہم از فضائل اس بشارت محروم ماند“^②

ترجمہ: چنانچہ تاریخ جاننے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات

① تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۱۱، ص ۹۳

② تحقیق مزیدنی مسئلہ یزید صفحہ ۱۳۵، قادری رضوی کتب خانہ، لاہور

سے اچھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت
رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی اسی طرح

یزید (اپنی بد کرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت سے محروم ہے۔

دیکھیے کتنا محتاط اور پُر اعتدال نظریہ ہے۔ آج افراط و تفریط کا ایک طوفان آیا ہوا
ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کی شرعی عظمتوں کا انکار اور ان کی جناب میں بے ادبی کے
اعتبار سے اب ایک مستقل ”تبرائی مسلک“ وجود میں آچکا ہے۔ کبھی حضرت معاویہؓ
کی محبت کی آڑ میں حضرت علیؓ کی توہین اور کبھی حضرت علیؓ کی محبت کا لیبل لگا کر
سیدنا امیر معاویہؓ کی تنقیص۔ اور کبھی حب یزید سے مغلوب ہو کر شہداء کربلا خصوصاً
سیدنا حضرت امام حسینؓ کی بے ادبی ایک معمول بن گیا ہے۔

حال ہی میں روزنامہ ”امت“ کراچی بابت ۸، ۷ جولائی ۲۰۱۳ء میں ڈاکٹر سید
رضوان ندوی صاحب کا دو قسطوں میں ایک مضمون بعنوان ”حضرت معاویہؓ اور قدیم
مؤرخین و محدثین“ شائع ہوا ہے جس میں صحابی رسول ﷺ کی شان میں غیر مودبانہ لب
و لہجہ اپنایا گیا ہے۔ یہ بے ضمیر لوگ خدا جانے کیا چاہتے ہیں؟ جوں جوں ان کا سفر زیست
آگے بڑھ رہا ہے اور یہ قبر کی پر تال کے قریب تر ہوتے جا رہے ہیں، خوف آخرت سے
کلینڈ بے پردا ہو کر یہ امت کے اندر تذبذب اور انتشار پھیلا رہے ہیں، یہ لوگ باہمی
نفرتوں کی آگ بھڑکا کر اہل سنت کا بچا کھپا اثاثہ تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

بھم! ہم نے فسق یزید کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کا پورا پورا
دفاع کیا ہے۔ کچھ لوگ ”ترجمان اجداد“ بن کر سادات کے نام پر صحابہ کی بے ادبی کرتے
ہیں۔ انتہائی بد قسمتی یہ ہے کہ پاکستان میں ”سید“ کہلانے والوں میں کچھ لوگ حضرت
معاویہؓ کے نام کی مالا جپ کر سیدنا حسینؓ کی بے ادبی کر رہے ہیں اور کچھ
”ترجمان اجداد“ ہونے کے زعم میں سیدنا معاویہؓ کی انتہا درجے کی توہین کے مرکب
پورے ہیں۔

صحاب رسول ﷺ امت کے اشرف ترین لوگ ہیں، اور اہل اسلام کے سب سے بڑے محسن ہیں۔ جس کے دل میں ان کی عظمت اور وقار نہیں ہے اور محض ضد کی بنیاد پر وہ صحابہ کے دامن ایضاً پر کچھڑا اچھالنے کی کوشش کرتا ہے، وہ خود بد نصیبی کے دلدل میں دھنس جانے کے قابل ہے۔

کتاب ”سیاست معاویہ“ جھوٹ کا پلندہ ہے

گزشتہ سطور میں ہم نے ایک بدنام زمانہ کتاب ”سیاست معاویہ“ کا سرسری تذکرہ کیا ہے، اس کتاب کا موضوع وہی ہے جو شیعہ آنجہانی غلام حسین نجفی کی تمام کتابوں کا ہے، یعنی صحابہ کرام پر تبرا۔ اس کتاب میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں غلیظ قلم استعمال ہوا ہے۔ اس کے مصنف مہر حسین شاہ بخاری ہیں، جو کامرہ کلاں ضلع انگ کے باسی ہیں اور انہوں نے اپنے ہم نظریہ عبدالقیوم علوی کے تعاون سے ۱۹۸۸ء میں یہ کتاب شائع کی تھی۔ اس کی کتابت، تصحیح، ترمیم، اضافہ، تعاون اور تصحیح جیسے جملہ امور عبدالقیوم علوی نے نمٹائے ہیں۔ جو بغض معاویہ کے شدید اور لا علاج مریض ہیں۔ مہر حسین شاہ بخاری نے اس کتاب میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسب پر ”شجرہ خبیثہ“ کی سرخی جمائی ہے ①

ایک جگہ ”معاویہ اور سمگلنگ“ نیز ایک جگہ لکھتے ہیں:

”ملوکیت و آمریت ایسی ہی بے لگام ہوتی ہے، لہذا ہمیں سابق صدر پاکستان یحییٰ خان وغیرہ، دیگر عرب و غیر عرب مسلمان سربراہان مملکت کو ملامت کرنے سے پہلے بانی ملوکیت معاویہ کی جڑ کاٹنی ہوگی۔ جو ہمارے معاشرے کے بہت سے عوام و خواص کے دلوں میں جاگزیں ہے، بعدہ باقی شجرہ خبیثہ پر ضرب کاری لگانی ہوگی۔ ہم احتجاج کرتے ہیں کہ بیرون ملک سے آنے والے سربراہان مملکت کے استقبال کے لیے قوم کی بیٹیوں

کو بنا سجا کر کیوں کھڑا کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے، لیکن دوسری جانب ہم معاویہ کے کردار کو سراہتے ہیں جس نے ننگا تاج کرایا اور بے حیائی کا زبردست مظاہرہ خود کیا۔^①

قارئین کرام! مذکورہ اقتباس پڑھ کر اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مولف سیاست معاویہ نے کسی شیعہ کھوکھ سے جنم لیا ہے۔ کوئی سنی العقیدہ مسلمان غلامان رسول ﷺ کے متعلق اتنی پستی میں گر کر اپنا منہ کالا نہیں کرتا۔ ٹھف ہے اس ذہنیت پر۔ مہر حسین شاہ کے متعلق غلام حسین نجفی آنجمانی نے لکھا تھا۔

”مولانا مہر حسین شاہ بخاری جو اہل سنت ہیں اور ہمارے معاصر ہیں“^②

مصنف نے ”سیاست معاویہ“ کا اختتام اس سطر پر کیا ہے۔

”رسول مقبول ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق معاویہ کی وفات دہلیہ (پھوڑے) سے ہوئی ہے، لہذا معاویہ کا مقام خود بخود متعین ہو گیا اس پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے“

لہذا ہم بھی یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ:

”جس شخص کو اہل سنت ہونے کا بٹونٹکیٹ غلام حسین نجفی آنجمانی سے مل رہا ہے، اس کا مسلک و مشرب خود بخود متعین ہو گیا اس پر مزید تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے“

فخر اہل سنت مولانا محمد نافع، عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کے مخلص پہریدار

مصنف ”سیاست معاویہ“ نے اپنی کتاب میں تاریخی، مجہول، غیر معتبر اور غیر ثقہ حوالوں کی بنیاد پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس پر جو حملے کیے تھے وہ درحقیقت غلام حسین نجفی کی کتابوں کا چر بہ دسرقہ ہیں۔ جن کی علمی و تحقیقی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ تاہم

① سیاست معاویہ، صفحہ نمبر ۱۲۶

② بنو امیہ اور معاویہ، جینڈ ہاؤس سے تلافیت تک، صفحہ نمبر ۲۲۳۔ مطبوعہ جلد۱ المنظر، ایچ بلاک ماڈل

از لہ شبہات کے طور پر محقق العصر فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ نے "سیاست معاویہ" میں دیے گئے اعتراضات کے تشفی بخش جوابات دے دیئے ہیں، جنہیں پڑھ کر ہر سلیم انسان کا ضمیر چمک اٹھتا ہے۔ اس کتاب کا نام "سیرت حضرت امیر معاویہؓ" ہے یہ دو جلدوں میں ہے، اور اب یہ دونوں جلدیں یکجا شائع ہو چکی ہیں "سیاست معاویہ" نامی کتاب کی اشاعت کے بعد ہی حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ کی یہ دفاعی اور علمی کتاب منظر عام پر آگئی تھی۔

الحمد للہ! علماء کرام دفاع اسلام اور دفاع صحابہ کے حوالے سے اپنا فرض منصبی پورے جذبے سے ادا کر رہے ہیں۔ جس وقت کراچی سے نذیر احمد شاہ نے "شہناز علی" لکھ کر اہانت علیؓ کا دروازہ کھولا تھا اس وقت بھی مولانا محمد نافع مدظلہ نے ضخیم کتاب "سیرۃ علی المرتضیٰؓ" لکھ کر اہل سنت کا سرفخر سے بلند کیا تھا اور دفاع حضرت معاویہؓ میں بھی آپ نے خداداد صلاحیت، اور علم و فضل کو بروئے کار لا کر معاندین کے پر فچی اڑا دیے ہیں۔ یہی لوگ دراصل "ترجمان اجداد" ہیں۔ جو لوگ اصحاب رسول ﷺ کی توہین کر رہے ہیں وہ مطلع رہیں کہ قیامت کے دن آپ باپ، دادا کے بھوتوں سے اپنی پختہ یا نہیں بچا سکیں گے۔

مسئلہ یزید اور مولانا محمد نافع مدظلہ

حضرت مدظلہ نے "استخلاف یزید" کے نام سے ایک مستقل باب میں اس موضوع پر نہایت معتدل اور لبریز از علم بحث فرمائی ہے، جس کا خلاصہ متقدمین کی تحقیق کی روشنی میں یہ نکالا گیا کہ حضرت معاویہؓ کی حین حیات میں یزید کے طور و اطوار پوری طرح کھل کر سامنے نہیں آئے تھے۔ انہوں نے شامی لوگوں کے ممکنہ خطرے کے پیش نظر کہ یہ اموی شخص کے علاوہ کسی اور کو قبول نہیں کریں گے۔ اور نتیجتاً سلطنت تقسیم ہو جائے گی، یزید کو ولی عہد بنا دیا۔ اور ان کی وفات کے بعد جو یزید کے کارنامے مثلاً واقعہ کربلا، واقعہ حرہ

اور مکہ شریف پر چڑھائی وغیرہ ظاہر ہوئے تو ان کا ذمہ خود یزید ہے نہ کہ جناب معاویہؓ! مولانا محمد نافع مدظلہ کی یہ کتاب علماء کرام اور دیگر تعلیم یافتہ دوست ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے آج سے ۳۷ سال پہلے فرمایا تھا۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب کی شخصیت اہل سنت کے لیے باعث افتخار ہے ①
قارئین کرام! ہم استدعا کرتے آرہے ہیں کہ ”فسق یزید“ ہمارا مستقل وظیفہ نہیں ہے چونکہ اسے فاسق نہ ماننے سے حضرت حسینؑ کی عظمت اور شرف صحابیت پر زد پڑتی ہے، کہ یہ سانحہ فاجعہ اسی کے دور میں ہوا، اور اسی کے حکم پر ہوا لہذا اس کا دفاع کرنے سے منصب صحابیت مجروح ہوتا ہے۔ ہمارے موقف کی تنقیح ایک بار پھر از بر کر لیجیے کہ:

① محض اہل تشیع سے ضد کی بنیاد پر یزید کی دکالت کرنا نادانی ہے کیونکہ اُن سے ہمارا اختلاف اصولی ہے۔

② حضرت معاویہؓ کے دفاع میں سیدنا علیؑ اور حضرت حسینؑ پر تنقید کرنا

جہالت ہے۔

③ حضرت علیؑ اور دیگر اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کر کے نام نہاد ”ترجمان اجداد“ بن کر حضرت معاویہؓ کی توہین پر لے درجے کی غبائت سے جیسا کہ مہر حسین شاہ جیسے خاندانی جاہل کر رہے ہیں۔

ان نادانیوں، جہالتوں اور غباوتوں سے چھٹکارا صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ نظریہ اہل سنت کے اس شجر کے نیچے آجائیے جس کا سایہ بھی ٹھنڈا ہے اور پھل بھی میٹھے ہیں۔ باقی سب بجان آذری!

④ بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسینؑ، صفحہ ۲۶۸، طبع ۱۳۴۱ھ، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور
نوٹ: حضرت قاضی صاحبؒ کی یہ مایہ ناز کتاب مصنف کتاب ہذا کے مقدمہ کے ساتھ بہت خوبصورت انداز میں چھپ گئی ہے اور ادارہ مظہر التحقیق، لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے (عثمان حسن)

”ناقدین امیر معاویہ“ نامی کتاب پر ایک نظر

”ناقدین سیدنا امیر معاویہؓ“ کے نام سے حال ہی میں ایک کتاب منظر عام پر آئی ہے۔ اس کے مصنف مولانا پروفیسر طاہر علی الباشمی ہیں۔ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب قاضی چن پیر الباشمی اکیڈمی، حویلیاں ضلع ایبٹ آباد نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب پڑھ کر یقین میں مزید پختگی آئی ہے کہ حامیان یزید کا حدقہ چشم نہایت ٹیڑھا اور بے نور ہو گیا ہے۔ اب علانیہ یزید کی حمایت اور وکالت سے یہ احباب عاجز و بے کس ہو چکے ہیں بلکہ یزیدی اثاثوں کا مکمل طور پر ستیاناس ہو چکا ہے اور راندہ درگاہ معاویہؓ اب انہی کے نام پر اپنی لٹی پٹی پونجی بچانے کے آخری داؤ بیچ استعمال کر رہے ہیں۔ اس کتاب کے منقوش اور خط و خال باطن کی مکمل عکاسی کر رہے ہیں۔ اس میں علماء اہل سنت کی ایک طویل فہرست ہے جنہیں حضرت امیر معاویہؓ کا ناقد کہا گیا ہے۔ علامہ ابو بکر جصاص رازیؒ، علامہ تفتازانیؒ، صاحب ہدایہ علامہ مرغینانیؒ، میر سید شریف جرجانیؒ، وکیل احناف ملا علی قاریؒ، شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ، صاحب نور الانوار ملا جیونؒ، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، حجت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنویؒ اور قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ سمیت بڑے بڑے سنی محققین کو ناقدین معاویہؓ کی قطار میں دکھایا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخری اوراق میں جا کر سید مہر حسین شاہ بخاری کا ذکر بھی ہے۔ حالانکہ یہ شخص ناقد معاویہ نہیں بلکہ دشمن معاویہ ہے اور ان کی کتاب ”سیاست معاویہ“ لفظ بہ لفظ زہرا گلتی ہے۔ مصنف نے ملت اسلامیہ کے جن اکابر کو حضرت معاویہؓ کا ناقد کہا ہے انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق مندرجہ ذیل نظریہ پیش کیا ہے۔

① حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں خطا اجتہادی پر تھے اور

حضرت علیؑ کا جواب پر۔

① حضرت امیر معاویہؓ نے چونکہ فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا ہے اس لیے وہ نہ مہاجرین میں ہیں، نہ انصار میں۔

② حضرت معاویہؓ کی خلافت، خلافت راشدہ موعودہ نہیں ہے۔

ان عبارات کی بنیاد پر مصنف خود ہی عدالت لگا کر بیٹھ گئے۔ خود ہی جرح کرتے گئے اور خود ہی مصنف بن کر ہر ایک کو ناقہ معاویہؓ کہتے چلے گئے۔ حالانکہ ان اصطلاحات سے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے شرف صحابیت پر کوئی زد نہیں پڑتی اور نہ آج علماء امت نے اسلاف کی ان عبارات پر مشق سخن کی ہے۔ پروفیسر صاحب بھی چونکہ دلدادہ گانہ یزید میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ ان اکابر کو دشمن یزید کہنے کی بجائے ناقہ معاویہؓ کہہ کر اپنے جراثیم چھپانا چاہتے ہیں۔ اپنے جراثیموں کو مارنے کا اہتمام کرنا چاہئے، بچانے کا نہیں۔ دراصل محبت یزید کی جو بجلیاں ان دوستوں کے رگ و پے میں کوندیں تھیں، ان سے اب ان کا باطن بھسم ہو کر رہ گیا ہے۔ راقم الحروف پوری تحدی کے ساتھ کہتا ہے کہ اہل تشیع کے رد میں ساری زندگی کام کرنے والے ہمارے بزرگوں کو "ناقہ معاویہ" کہنا اہل تشیع کے خلاف ان کی جدوجہد سیوتا ذکر کرنے کا یزیدی منصوبہ ہے۔ آخر یہ برقی آسائے قرار یاں حب یزید کا شاخسانہ ہی تو ہیں۔

اس کتاب میں مصنف نے سید مہر حسین بخاری، عبدالقیوم علوی، ڈاکٹر طاہر القادری صاحب، سید مودودی صاحب اور اسی قبیل کے چند ایک دوسرے لوگوں کی بے اعتدالیوں اور دھاندلیوں کے علاوہ جو پوری امت کے اکابر کو حضرت معاویہؓ کا گستاخ قرار دیا ہے، یہ ایک سنگین اور بدترین واردات ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ جیسی عمق صفت شخصیت اور ان کی شہرہ آفاق کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" کے متعلق اس کتاب کے مصنف موصوف رقم طراز ہیں:

"تحفہ اثنا عشریہ..... میں بھی حضرت معاویہؓ کے خلاف کافی مواد

موجود ہے“ ❶

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

”صد افسوس کہ حضرت منادیہؒ کے بارے میں مشاجرات صحابہ کرام کے

شرعی حکم، اساک، توقف، اور سکوت پر کما حقہ گامزن نہ رہ سکے“ ❷

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ:

”موصوف نے جو انداز اور لب و لہجہ اختیار فرمایا ہے وہ ہرگز ہرگز فاتح عرب و عجم

خال المسلمین، مدبر اسلام، بانی اسلامی بحریہ، کاتب وحی اور امیر المؤمنین سیدنا

معاویہؓ کے شایان شان نہیں ہے۔“ ❸

حضرت قاضی صاحبؒ کے ساتھ بغض

علمی اختلافات کو پہلوانوں کا اکھاڑا نہیں بنانا چاہیے۔ توازن و اعتدال اور شائستگی و
محسنتی سے ہی کارآمد ہستی کا حسن نکھرتا ہے۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے
باطل فتنوں کے خلاف جو دودھاری تلوار چلائی تھی اس کی ضرورت یہ آج تک محسوس کر رہے
ہیں۔ مصنف نے بھی اس کتاب میں حضرتؒ کی بعض عبارات کو توڑ موڑ کر خود ساختہ
نتائج اخذ کیے اور پھر انتہائی گھٹیا الزام لگا کر اخلاق و تہذیب کے پھولوں کو مسلنے کی ناروا
کوشش کی ہے۔ اس بغضی قے کی بددلتی تو سطر بہ سطر آ رہی ہے۔ اس وقت آپ ایک
اقتباس ملاحظہ کریں۔

”حضرت قاضی صاحب خود تو اپنی زندگی میں توہین صحابہ کے جرم سے توبہ نہیں کر

سکے جب کہ ان کے جانشین حضرات ان کے موقف و مشن پر سختی سے قائم ہی نہیں

بلکہ جو اس موقف کے ساتھ اختلاف کرے اسے خارجی، یزیدی کہہ کر اہل سنت

والجماعت سے خارج کر دیتے ہیں“ ❹

❶ صفحہ نمبر ۱۲۰

❷ صفحہ نمبر ۱۱۳

❸ ص ۲۲۲

❹ صفحہ نمبر ۱۲۳

حضرت اقدس رضی اللہ عنہ نے زندگی کا ایک ایک پل عظمت صحابہؓ کے گرد پہرہ دینے میں صرف کیا ہے۔ انہیں تو ہین صحابہ کا مرکب قرار دینے والا امتقوں کے جگہل میں بتا ہے۔ آپ نے جہاں رخص و بدعت کا قلع قمع کیا وہاں خارجیت اور یزیدیت کو بھی پھیننے نہیں دیا۔ اگر کہنے والے کے اپنے اندر یزیدیت کے کیڑے پرورش نہیں پارے تو انہیں اس نام سے اتنا بغض کیوں ہے؟

”خارجی فتنہ“ کتاب میں حضرت رضی اللہ عنہ نے جملہ اسلاف کا جو نظریہ پیش کیا تھا، آج ان تمام کو ”ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ“ کہہ کر پھینتی اڑانے کی اسی یزیدی مہم نے ثابت کر دیا کہ قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کے دلائل نا نو توڑ ہو ہی نہیں سکتا، ہو سکے تو ان سب پر سب و شتم کر کے اپنے بیمار دل کی بھڑاس نکال لی جائے۔ حق پرستی اور حق پسندی کے مضحکے اڑتے آئے ہیں۔ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا کہ اہل حق کی عظمت کا ستارہ چمکتا ہی رہا، جب کہ تخویف و ترہیب سے کام لے کر حق کو کھلنے والوں کے نام و نشان تک مٹ گئے۔ بہر کیف ملت سنیہ ہشیار ہو جائے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام کا لیمبل لگا کر ایک بار پھر ذریت یزید آخری سسکیوں کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ بہانہ سازیوں اور زو با بازیوں سے بازار گرم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو ان شاء اللہ کامیاب نہ ہونے پائے گی کیونکہ حامیان یزید کا خود کو محبت معاویہ رضی اللہ عنہ کہنا بالکل ایسا ہے جیسے دشمنان صحابہ کا دعویٰ محبت اہل بیت ہے۔ ان دونوں کی پرکاہ کے برابر بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

”ناقدین امیر معاویہ“ نامی کتاب، یزیدیت کی آخری ہچکیاں

غلط دشمن کی نشاندہی اصل دشمن کو پناہ دینے کے مترادف ہے۔ امت کے ذہنی ترنگ رکھنے والے اسلاف کو جب ناقد معاویہ بنا کر پیش کیا جائے گا تو یہ رانفویوں کو بچانے کا غیر شعوری یزیدی فارمولہ تصور ہوگا۔ گذشتہ سطور میں ہم نے حویلیاں، ایبٹ آباد سے شائع ہونے والی کتاب ”ناقدین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ“ کا تعارف پیش کیا ہے جس کے مصنف مولانا قاضی طاہر علی الہاشمی ہیں، جنہوں نے دروغ کو بھرپور فروغ دینے کی کوشش

کی..... مگر حضرت امیر معاویہؓ کی کرامت پر قربان جائیں کہ ان کے نام کا لیبل لگا کر شرافت کی آڑ میں شرارت کا ہر منصوبہ بروقت گرفت میں آ کر اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے..... میں حیران ہوں کہ لوگ اپنی قبروں سے کس قدر بے پرواہ اور غافل ہو چکے ہیں اور وہ بھی علماء کہلوانے والے! تلبیسات کو تحقیقات کا نام دینے سے آخر کب تک گذارا گیا جاسکتا ہے؟ پروفیسر صاحب نے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کی عبارات میں سے ادھورے جملے نقل کیے اور من چاہا مطلب نکال کر اپنی روح کا روافض کی روح سے ملاپ کر بیٹھے۔ مثلاً وہ حضرت سے ”خارجی فتنہ“ کی مندرجہ ذیل عبارت منسوب کرتے ہیں۔

”حامیان یزید حضرت امیر معاویہؓ کو قرآن مجید کی آیت اولنک ہم الراشدون کے تحت خلیفہ راشد قرار دیتے ہیں..... لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے“

تبصرہ:

پروفیسر صاحب نے بارہ سطروں کے ایک پیرائے کو ڈیڑھ سطر میں بیان کر کے نتیجہ پیش کیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر یزیدی ازم کا بت کھڑا کرنا ناممکن تھا۔ حضرتؑ کی مایہ ناز کتاب ”خارجی فتنہ“ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ آپؑ خلیفہ راشد کے لغوی اور اصطلاحی معنی پر بحث فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”حامیان یزید جو حضرت امیر معاویہؓ کو قرآن مجید کی آیت اولنک ہم الراشدون کے تحت خلیفہ راشد قرار دیتے ہیں یعنی جب حضرت معاویہؓ صحابی راشد ہیں تو بحیثیت خلیفہ کیوں نہ راشد ہوں گے؟ لیکن ان کا یہ استدلال غلط ہے۔ بے شک شخصی طور پر دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح حضرت

امیر معاویہؓ بھی راشد ہیں اور حضرت امام حسنؑ بھی راشد ہیں بلکہ حضرت حسنؑ مع اپنے بھائی حضرت حسینؑ کے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں لیکن بوجہ مہاجرین اولین میں نہ ہونے کے قرآن کے موعودہ خلفائے راشدین میں شمار نہیں ہو سکتے اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المہدیین میں بھی وہی قرآن کے معیاری چار خلفائے راشدین مراد ہیں کیونکہ ان چار کی خلافت باقتضاء نص قرآنی اللہ تعالیٰ کی ہر طرح سے پسندیدہ خلافت ہے۔ لہذا شرعی اصطلاح میں سوائے ان خلفاء اربعہ (چار یار) کے اور کوئی خلیفہ راشد نہیں ہوگا اور لغوی معنی میں دوسرے صحابہؓ جو منصب خلافت پر متمکن ہوئے ہیں، یعنی حضرت حسنؑ، حضرت معاویہؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی خلیفہ راشد ہوں گے ①

تنقیح عبارت

اگرچہ یہ مکمل اقتباس اپنے اندر بے غبار مفہوم رکھتا ہے جو لفظ بہ لفظ حقیقت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ مگر پھر بھی مزید آسانی کے لیے ہم اس کی تنقیح اور خلاصہ نکالتے ہیں۔ حضرت رضی اللہ عنہ کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ

- ① آیت قرآنی اولئك هم الراشدون سے استدلال کر کے حضرت معاویہؓ کو خلیفہ راشد کہنا منشاء الہی کے خلاف ہے۔
- ② شخصی طور پر بحیثیت صحابی حضرت امیر معاویہؓ اور امام حسنؑ بھی دیگر اصحاب رسولؐ کی طرح "راشد" ہیں۔
- ③ حضرات حسن و حسینؑ بھی موعودہ خلفاء راشدین میں سے نہیں ہیں۔

① خارجی نعت جلد دوم، صفحہ نمبر ۷۷، طبع دوم، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور
نوٹ: دو جلدوں پر مشتمل یہ کتاب بھی مصنف کے حواشی و مقدمہ سے مزین ہو کر بہت خوبصورت انداز میں شائع ہوئی ہے (عثمان حسن)

④ شرعی اصطلاح میں خلفاء اربعہ کے علاوہ کوئی خلیفہ راشد نہیں ہے..... ہاں

البتہ

⑤ لغوی معنی میں حضرت معاویہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی خلیفہ راشد کہا جاسکتا ہے۔

قارئین کرام! سچ بتائیے گا، یزیدیت کا متعفن لاشہ دمشق کی پرانی قبر سے ظاہر ہو گیا یا نہیں؟ روانفٹ اور پروفیسر مولانا طاہر ہاشمی صاحب تلمیس کی ایک ہی صفحہ میں کھڑے نظر آ رہے ہیں یا نہیں؟ اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ نے حامیان یزید کی کمر سے گرتے اٹھا کر جو کوڑے برسائے تھے، اُن سے یزیدیوں کی دلدوز چیخیں سنائی دے رہی ہیں یا نہیں؟ حامیان یزیدی کبھی دردِ کمر کا شکار ہوتے ہیں اور کبھی ”چک“ نکلنے سے آہ و بکا کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ فکری اعتبار سے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔ میاں محمد بخشؒ کا ایک پنجابی شعر پڑھیے۔

کوئی آکھے پیڑ لکے دی، کوئی آکھے چک

ہچی گل محمد بخشا، اندروں گئی اے منگ

حضرتؒ قاضی صاحبؒ کے مسلکِ اعتدال کو ”غلیظ اور بدبودار“ مسلک قرار دینے والوں کی اپنی بدبو اس حد تک سرانند پیدا کر چکی ہے کہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں..... جن کے اپنے دماغ اس حد تک ویران ہو چکے ہوں کہ ان میں دن دیہاڑے نیولے اور گیدڑ دوڑتے نظر آتے ہیں، وہ گلاب و چنبیلی سے لدے پھدے قاضی مظہر حسینؒ کی خوشبودار فکر کو ”صحابہ دشمنی“ پر مبنی قرار دے کر شیعوں کے بیٹی بھائی بننے کے خواہش مند ہیں۔ مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی نے اپنی کتاب کے آخری اوراق پر جا کر مولوی مہر حسین شاہ بخاری، ڈاکٹر طاہر القادری اور مودودی صاحب کی بغضِ معاویہ پر مبنی عبارتیں دی ہیں مگر ان کے ساتھ ان کا تحریری لب و لہجہ نہیں جو علامہ تفتازانیؒ، علامہ جصاصؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت اقدس قاضی

صاحبِ بخت یا مولانا محمد امین صفدر اوکاڑی رضی اللہ عنہ کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ اسلام امت اہل سنت والجماعت کے حقیقی نظریہ کی ترجمانی کر رہے ہیں کسی صحابی کا خلافت موعودہ میں شامل نہ ہونا، یا مہاجرین و انصار میں شامل نہ ہونا یا پھر باہمی نزاعات میں "خطا اجتہادی" پر ہونا اس کی رفعتِ شان کو کم نہیں کرتا نہ اس میں کوئی تنقیح و تحقیر ہے۔ اہل سنت کی علمی و تحقیقی اور مخلص شخصیات کو مہر حسین شاہ جیسے جاہل اور اناڑی لوگوں کی قطار میں دکھانا بد بختی کے سوا کچھ نہیں "ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ" کتاب کے مصنف صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس خدمت میں کون سا جذبہ کار فرما ہے؟ یہ دفاع معاویہ رضی اللہ عنہ ہے یا فتنہ انگیزی کی نئی ورائٹی؟ جھوٹ کے ہنچہ تغلب میں اب اتنی جان نہیں رہی کہ وہ سچ کو زہرا، پھر کتا اور سسکتا چھوڑ کر اپنا سکہ جمالے۔ اس کتاب میں علماء اہل سنت کی عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اور سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کیا گیا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شوریدہ بخت انسان سورۃ الماعون کی آیت نمبر ۴ سے استدلال کر کے تبلیغ کرتا پھرے کہ "نماز پڑھنے والوں کے لیے ہلاکت ہے" اور اگلے پچھلے مضمون کو ہڑپ کر کے قہر الہی کو دعوت دے۔ بہر حال اکابرین امت کی تحریروں کو ادھورا بنا کر پیش کرنا اور ان میں سے شرکی نالیاں کھینچنا کوئی نئی بات نہیں، یہ پہلے بھی ہوتا ہے، مگر کرنے والے منہ کی ہی کھاتے آئے ہیں۔

آنکھیں بند کر کے منھیاں بھینچنے سے سورج کی کرنوں کا کچھ نہیں بگڑتا، اور کپڑے کو ناک میں ٹھونسنے سے خوشبوؤں کا کوئی نقصان نہیں ہوتا..... جی ہاں! مظہری برکات آج بھی اپنے جو بن پر ہیں کیونکہ

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے

وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام پر یزید کا دفاع اور پھر اس ضمن میں اہل بیت کی توہین کرتے ہیں، ہم نے ان کو "یزیدی فتنہ" کا نام دیا اور جو کم نصیب سیدنا حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کر کے اہل بیتؑ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی دراصل "یزیدی فتنہ" ہے۔ ایک یزیدی کی حد درجہ محبت میں اور دوسرا طبقہ حد درجہ نفرت میں راہ اعتدال سے دور ہوتا چلا گیا۔ سوان دونوں کا شمار "یزید فوبیا" کے مریضوں میں ہے۔ کسی بھی لاشعوری اور اُن جانے خوف کو فوبیا کہا جاتا ہے۔ انہی مریضوں میں ایک مہر حسین شاہ بخاری بھی ہیں ہم نے گزشتہ سطور میں ان کی ایک بد بودار کتاب "سیاست معاویہ" پر تبصرہ کیا تھا۔ جس سے موصوف اتنے برہم ہو گئے تھے کہ گویا کپڑوں سے باہر آ گئے۔ چنانچہ ہمیں اُن کا خط موصول ہوا۔ جس کو "گالی نامہ" کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مہر حسین شاہ بخاری کے اس طویل خط میں سے ہم کچھ مندرجات پیش کر دیتے، مگر اس سے کتاب کی سنجیدگی متاثر ہوتی ہے، البتہ ہم نے ان کی وہ گالیاں ماہ نامہ "حق چار یارہ" میں درج کر دی ہیں، وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ یہ گالیاں کوئی تعجب آمیز نہیں ہیں کیوں کہ مہر حسین شاہ صاحب نے اپنی بد بودار کتاب "سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ" میں اس سے بڑھ کر صحابی رسول سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی ہیں اور ہم نے بقدر ضرورت اس پر تبصرہ کر دیا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ مشہور شیعہ آنجنمانی مصنف غلام حسین نجفی کے ۲۰۰۴ء کے اپنے نام خطوط ہم یہاں درج کر دیتے تاکہ نجفی و مہر شاہ کی اخلاقی مماثلت کا آپ نظارہ کرتے۔ مگر اس سے موضوع سخن تبدیل ہو جانے کا خدشہ ہے لہذا اسے کسی اور موقع پر اٹھار کتے ہیں۔

ہم نے "الاجابۃ الکافیۃ" کا جواب کیوں نہیں لکھا؟

مہر حسین شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ "سیاست معاویہ رضی اللہ عنہ" نامی میری کتاب لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رہے تاکہ میری صحابی دشمنی مخفی رہے اس لیے مصنف اپنی ہی کتاب کو پچھلے بیس، بائیس سالوں سے یوں چھپاتے آرہے ہیں جیسے لمبی اپنا مواد بطن چھپاتی ہے اور حالیہ مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میری کتاب "الاجابۃ الکافیۃ" کا جواب کیوں نہیں

کہتے؟ سو اس لیے کہ ہمارے مرشد حضرت اقدس قاضی صاحبؒ کے ہاں "سیاست معاویہ" نامی کتاب کی طرح اس کی بھی کوئی علمی اہمیت نہ تھی۔ چنانچہ آپؒ لکھتے ہیں:

"الا چاپہ الکافیۃ فی ردِّ دفاع معاویہ" جس طرح کتاب کے نام میں کثافت ہے

اسی طرح اس کے مضامین بھی کثیف ہیں لیکن میں اس کا جواب نہیں دوں گا"

نیز حضرتؒ نے ایک پیشین گوئی بھی کی ہے کہ:

"مولوی مہر حسین شاہ صاحب کے سنی ہونے کی حقیقت کھل گئی ہے اب تو وہ گویا

"کر یا اور نیم چڑھا" کا مصداق بن گئے ہیں، ان کا یہ مرض اب لا علاج ہے" ❶

مہر حسین شاہ اپنے حلقہ میں خود کو حضرت سید نفیس شاہؒ کا متعلقہ ثابت کرتے ہیں، جب کہ یہ پوری سنیت کے "مطلقہ بن چکے ہیں۔ اس لیے مہر حسین صاحب کا یہ دعویٰ کرنا کہ میرا حضرت سید نفیس الحسنیؒ سے خاص تعلق تھا بڑا وہم بلکہ جھوٹ ہے۔ عام لوگوں کی طرح وہ بھی آ کر حضرت شاہ صاحبؒ سے مل جاتے ہوں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ آپ کی صحابہؓ دشمنی کے مؤید تھے۔ ہم نے حضرت شاہ صاحبؒ کے پرانے خدام سے تحقیق کی ہے، سب نے کہا ہے کہ اس شخص سے حضرت شاہ جی کا کوئی فکری و اعتقادی یا اصلاحی تعلق نہ تھا اور حال ہی میں شاہ صاحبؒ کے خلیفہ مجاز اور خادم خاص محترم رضوان نفیس صاحب نے علامہ ابن حجرؒ کی کتاب "مناقب سیدنا امیر معاویہؓ" شاہ نفیس اکادمی کی جانب سے طبع کروائی ہے۔ اس لیے ہمارے سنی اکابر کے ہاں گستاخی صحابہؓ کا کوئی ادنیٰ تصور بھی نہ تھا، اور نہ آج ہے۔ ہماری طرف سے تین طبقوں کا تعاقب جاری رہتا ہے۔

❶ دشمنان اصحاب رسول ﷺ یعنی رافضی

❷ وہ لوگ جو حمایت یزید میں اہل بیت رسول ﷺ کی تحقیر کرتے ہیں۔

❸ خارجی نقتہ، جلد دوم صفحہ ۳-۲۸۲، طبع دوم مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک، ملتان روڈ، لاہور

⑤ وہ لوگ جو اپنے زعم میں "اجداد" کے ترجمان کہلوا کر حب علیؑ کی آڑ میں سیدنا معاویہؓ کی توہین کرتے ہیں۔

ہم شاہراہ اہل سنت پر گامزن رہنے کی دعوت دیتے رہیں گے۔ حمایت یزید بھی دراصل توہین صحابی کا ایک چور دروازہ ہے، جس سے داخل ہو کر سیدنا امام حسینؓ سمیت امت کے دیگر اکابرین کو بھی مطعون کرنے کی ناروا کوشش کی جاتی ہے..... مہر حسین شاہ صاحب جیسے لاتعداد لوگوں کے خطوط ہمارے متاع خانہ میں محفوظ ہیں اور ہر خط میں رنگ برنگی گالیاں ہیں بلکہ بعض گالیاں تو بالکل نئی درائی کے طور پر مارکیٹ میں آئی ہیں چنانچہ ہمارے بعض مخلصین ان خطوط کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں، مگر ہم کہتے ہیں کہ لوگوں نے اگر گالیاں دینے کا کام نہیں چھوڑا تو ہم دفاع صحابہ کا فریضہ کیوں چھوڑ دیں؟ گدھ اگر مرداروں کو نہیں چھوڑتی تو کیا تتلیاں پھولوں سے ناطہ توڑ لیں؟ سو آپ اپنا کام کرتے جائیں، ہم اپنا کرتے جائیں اور فیصلہ روز محشر پہ چھوڑ دیتے ہیں۔

فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

یزید یوں کا سپاہ صحابہ پر توہین صحابہ کا الزام

پروفیسر طاہر علی الہاشمی صاحب کی کتاب "ناقدین امیر معاویہ" پر ہم پہلے تبصرہ کر آئے ہیں اس میں پروفیسر صاحب موصوف نے امت مسلمہ کے جید مشائخ و سلف کو بھی ناقد معاویہؓ قرار دے کر شیعیت کو جگ ہنسی کا موقع فراہم کیا ہے مگر کتاب کا مطالعہ کر کے ہم حیران ہوئے کہ اس میں سپاہ صحابہؓ کے قائدین کو ناقدین معاویہؓ کی صف میں نہیں دکھایا گیا۔ جب کہ آج سے اٹھارہ سال پہلے انہی پروفیسر صاحب نے اپنی کتاب "تذکرہ سیدنا معاویہؓ" میں مجاہد اہل سنت مولانا محمد اعظم طارقؒ کو توہین صحابہؓ کا مرتکب قرار دیا تھا..... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب نواز شریف اور قومی اسمبلی کو صدر اسحاق خان نے برطرف کیا تھا تو کسی صحافی نے مولانا محمد اعظم

طارقؓ سے دریافت کیا کہ بالفرض عدالت اسمبلی بحال کر دیتی ہے تو آپ کس طرف ہوں گے؟ تو مولانا اعظم طارقؓ نے کہا کہ ”امن ہو یا جنگ“ ہم ہیں صدر کے سنگ اور یہ کہ اب دماغ مست قلندر ہوگا۔

اس پر پروفیسر ہاشمی صاحب نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہ خالص شیعہ انداز فکر اور سہائی نعرہ ہے کیونکہ اس کا دوسرا حصہ ”علی دا پہلا نمبر“ ہے۔ شیعیت کے اثرات کہاں کہاں پہنچے ہیں؟ لاشعوری طور پر بعض علماء بھی وہی اصطلاحات استعمال کر دیتے ہیں، تعجب تو مولانا اعظم طارق صاحب پر ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی زندگی دفاع صحابہؓ کے لیے وقف کر رکھی ہے اور دشمن ہر وقت ان کی جان کے پیچھے پڑا ہوا ہے، مگر لاشعوری طور پر تو ہیں صحابہؓ کا ارتکاب ان سے بھی ہو جاتا ہے۔^①

تبصرہ

حالانکہ مولانا اعظم طارقؓ نے دوسرا مصرعہ نہیں کہا تھا، اعتراض تو تب بنتا جب وہ ”علی دا پہلا نمبر“ کہہ کر شیعہ بولی بولتے، بطور مزاح صحافیوں کے سامنے صرف ”دماغ مست قلندر“ کہنے پر ایک مجاہد سنی عالم دین کو تو ہیں صحابہؓ کا مرتکب قرار دینا کتنی بڑی یزیدی جسارت ہے۔ مگر یہ جسارت کوئی نئی نہیں اور اب تو سب نے دیکھ لیا ہے کہ امت مسلمہ کے جملہ اکابر کو انہی لوگوں نے ”ناقد معاویہؓ“ قرار دے دیا ہے۔

اسی کتاب میں پروفیسر صاحب نے مولانا محمد ضیاء القاسمیؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ”موصوف نے غلام حسین نجفی کا بھی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔“^②

① تذکرہ سیدنا معاویہؓ، صفحہ نمبر ۶۳، طبع اول ۱۹۹۵ء، مطبوعہ قاضی نجف پیر الہامی اکیڈمی، مرکزی

جامع مسجد حویلیاں، ایبٹ آباد

② ایضاً، صفحہ نمبر ۹۳

اور حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کو ”بدترین تہرے“ کا مرتکب قرار دیا ہے۔
 حضرتؒ پر تو حامیان یزید کی نوازش آج بھی ہے اور موقع بموقع یہ کچھڑا چھال
 کر حضرتؒ کی بلندی درجات کا اور اپنی محرومی قسمت کا سبب بنتے رہتے ہیں، مگر
 موجودہ کتاب میں قائدین سپاہ صحابہ سے درگزر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جذباتی
 دوستوں کو اپنا ہم فکر بنایا جائے۔ اس لیے ہم نے بطور ریکارڈ یہ بات بھی پیش کر دی ہے
 کہ کوئی صاحب ”ناقدین امیر معاویہؓ“ کتاب پڑھ کر مغالطے کا شکار نہ ہو جائے،
 ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مذکورہ کتاب نوجوان حلقے میں زیادہ گردش کر رہی ہے
 جس سے علم و تحقیق کی کرنیں کم اور غصے کی چنگاریاں زیادہ نکلتی ہیں۔

”سیاست معاویہؓ“ اور ”ناقدین معاویہؓ“ دونوں کتابیں علم سے کوسوں
 دور اور جہل و غباوت سے قریب تر ہیں۔ فہم اسلاف اور تسلسل امت سے نکل کر کبھی کسی
 صحابی کی گرد پا بھی نصیب نہیں ہوتی جب کہ پروفیسر ہاشمی صاحب نے ماضی و حال کے
 زعمائے اہل سنت کے خلاف پروپیگنڈا کر کے اپنے تئیں دفاع معاویہؓ کا فریضہ
 سرانجام دیا ہے۔ جو ایک ناقص اور ناکام کوشش ہے اور ”سیاست معاویہؓ“ کے
 مصنف کا دعویٰ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ وہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے
 ارادت مند ہونے کے مدعی ہیں۔ صحابی رسول ﷺ کے دشمن کو کسی بزرگ کی خانقاہ تو کیا،
 بیت اللہ شریف کا غلاف بھی پناہ نہیں دے سکتا..... دونوں کتب کے مصنفین تاحال زندہ
 ہیں اس لیے ہم ملتہم ہیں کہ وہ اپنے خود ساختہ خلاف حقیقت اور متصادم دین نظریات کو
 اپنے ہاتھوں سے دفن کر دیں اس سے پہلے کہ خود دفن ہو جائیں۔

ڈر اس کی خبر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

حامیان یزید کے چند اعتراضات

شیعیت اور خارجیت تقابل کے طور پر وجود میں آئے ہیں اور آنے والے دنوں میں دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف عقل و نقل سے متصادم دلائل تراشے۔ عمل اختلاف کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے اور اسے جانے بغیر افراط و تفریط کا شکار ہونا یعنی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو نقطہ اختلاف جانے بغیر خارجیت کے مخالف ہوتے ہیں وہ خارجیوں کے خلاف شیعوں کے تیار کردہ دلائل کا سہارا لیتے ہیں اور جو اہل تشیع کے مخالف ہوتے ہیں وہ خارجیوں کے چبائے ہوئے لقمے استعمال کرتے ہیں۔ حامیان یزید بنیادی طور پر عقل و شعور سے عاری طبقہ ہے اور انہوں نے اہل سنت و الجماعت کے کتاب و سنت، آثار صحابہ، آراء سلف اور تعامل امت کے مطابق روشن اور مضبوط دلائل کو چھوڑ کر شیعوں کے خلاف خارجیوں کے تیار کردہ اعتراضات کو اچھالا ہے اور یہ سوچا تک نہیں کہ اس سے خود اہل سنت کا مسلک کمزور ہوتا ہے۔

خارجیت اور یزیدیت بغض اہل بیت کی ایک خطرناک تحریک ہے بعینہ جیسے شیعیت بغض صحابہ کی زہریلی وبا ہے۔ یزیدی حلقوں میں چند اعتراضات جو کہ بنیادی طور پر خوارج کے تیار کردہ ہیں اچھالے جاتے ہیں اور یہ درحقیقت اہل سنت کی فکر و نظر کے خلاف ہیں۔ ان کے مختصر جوابات یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

✦ پہلا یزیدی اعتراض: سیدہ فاطمہؑ کو ”سیدۃ نساء اہل البیت“ کہنا تشیع ہے۔

جواب: اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین ایک بنیادی اختلاف بنات رسول ﷺ کا مسئلہ بھی ہے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ فقہاء کے قائل ہیں اور ساتھ ہی یہ الزام دیا کہ اہل سنت حضرت فاطمہؑ کی فضیلت کے قائل نہیں ہیں اور ان کی عظمت کے منکر ہیں۔ علماء اہل سنت نے اس اعتراض کا توڑ لیا کہ جمعہ و عیدین کے خطبوں میں حضرت فاطمہؑ کا بطور خاص ذکر کیا تاکہ عوامی اجتماعات میں شیعیت کے چیتڑے اڑتے نظر آئیں۔ یہ طرز عمل صدیوں سے چلا آ رہا

ہے اور سنی زعماء کا یہ عمل متواتر ہے علاوہ ازیں ”سیدۃ نساء اہل الجنتہ“ کے الفاظ صحیح روایات سے ثابت ہیں ۱

لہذا یزیدیوں کا یہ اعتراض بے وزن اور پُر از حماقت و جہالت ہے۔ کتب احادیث اور سرمایہ دین کو شیعہ ”ناصبیت“ قرار دیتے ہیں اور اسی سرمایہ کو یزیدی ”شیعیت“ قرار دے دیتے ہیں تو پھر دین اسلام کے سرمایہ علمی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے میں گویا دونوں برابر کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

✦ دوسرا اعتراض: حضرت علیؑ، فاطمہؑ اور حضرات حسینؑ اہل بیت میں شامل

نہیں۔

جواب: یہ نظریہ بھی محض تقابلی ٹکراؤ سے وجود میں آیا، کیونکہ شیعہ لوگ ازواج مطہرات کو اہل بیت نبی میں شامل نہیں کرتے تو بجائے اس کے کہ اُن کے اس جاہلانہ نظریہ کا دلائل سے توڑ کیا جاتا، حامیان یزید نے حضرت فاطمہؑ اور ان کی اولاد کو اہل بیت سے خارج قرار دے کر بدلہ لے لیا۔ ظاہر بات ہے کہ دونوں کا نظریہ غلط ہے۔ اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ ازواج رسول بھی اہل بیت نبی ہیں اور حضرت فاطمہؑ و حسینؑ بھی۔ اور شیعہ و یزیدی محض ضد بازی میں ایک دوسرے پر پتھر پھینک رہے ہیں، علمی و نظریاتی دنیا میں دونوں کے اعتراضات کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔

✦ تیسرا اعتراض: حضرت فاطمہؑ کو اپنی دیگر بہنوں پر کوئی فضیلت

حاصل نہیں ہے۔

جواب: اصل میں شیعوں نے جب پروپیگنڈا کیا کہ حضرت عائشہؓ کو دوسری ازواج پر فضیلت نہیں ہے، تب سے حامیان یزید نے یہ راگ الاپنا شروع کیا ہے کہ حضرت فاطمہؑ کو بھی دیگر بہنوں پر کوئی فضیلت نہیں۔ جب کہ سیدہ فاطمہؑ کی باقی بہنوں پر فضیلت ملت اسلامیہ کا اتفاق نظر یہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس نے فاطمہ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی“

راہِ اعتدال یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ کی فضیلت و عظمت کو بھی تسلیم کیا جائے اور سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت کو بھی قبول کیا جائے۔ ایک کی جزوی فضیلت کا انکار کر کے دوسرے کی برتری پیش کرنا شیعیت ہے، یا زیدیت!

✦ چوتھا اعتراض: صرف حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہی کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب: حامیانِ زید کے دماغوں میں چونکہ تعصب کی میل پکھیل جی ہے اس لیے سمجھنے کی صلاحیت ان سے سلب ہو چکی ہے اہل سنت ختمیٰ مرتبت ﷺ کی چار صاحبزادیوں سے عقیدت رکھتے ہیں۔ چاروں کے حالاتِ زندگی اور ایمانی واقعات پر ذر جنوں کتب موجود ہیں۔ البتہ بعض خطبات جمعہ میں جو صرف حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہے تو اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ باقی تین کے متعلق تو دو دو ٹوک نظر یہ ہے اور حضرت فاطمہؓ کا ذکر ہے متعلق شیعہ پروپیگنڈا ہے کہ سنی انہیں نہیں مانتے لہذا اس کا توڑ یوں کیا گیا کہ حضرت فاطمہؓ کا ذکر اہتمام سے کیا جائے۔ اب جب کہ حامیانِ زید بلاوجہ اس قسم کے اعتراضات سے بدمزگی پیدا کر رہے ہیں، لازمی ہے کہ بناتِ اربعہ کا ذکر خطبات میں کیا جائے تاکہ حامیانِ زید کا ناطقہ بھی بند ہو۔ چنانچہ اب خلفاءِ راشدین، عشرِ مبشرہ، اور بناتِ اربعہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل خطبہ بھی اکثر مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔

✦ پانچواں اعتراض: حضرت علیؑ اور حضرت حسینؑ اپنے اپنے عہد

میں خلافت کے حریس تھے۔

جواب: جب شیعوں نے کہا کہ حضراتِ شیخینؑ خلافت کے حصول کے لیے منصوبہ سازی کرتے رہے تو اسی طرح زیدیوں نے جواباً یہ اعتراض پیش کر دیا۔ حالانکہ اصحابِ رسول ﷺ کی نیتوں پر حملہ کرنا اور ان کو حکومتوں کا حریس قرار دینا اپنا ایمان برباد کرنے کے مترادف ہے۔ شیعوں کی ایمانی شہنی تو پہلے سے ہی جلی ہوئی تھی، حامیانِ زید نے بھی

انہی کی اتباع کر ڈالی۔ الحمد للہ، اہل سنت والجماعت تمام اصحاب رسول ﷺ کو اپنے ایمان کا مصدر و محور سمجھتے ہیں اور ان ایمانی و قرآنی پیکروں کو حریص دنیا کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

✦ چھٹا اعتراض: حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ شریک تھے۔
جواب: جب شیعوں نے کہا کہ حضرات ثلاثہ نے حضرت علیؓ پر ظلم کیا، انہیں پٹوایا گیا اور جبراً ان سے خلافت چھین لی گئی تو جواب میں حامیان یزید نے یہ ٹر نکالا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ یہ دونوں نظریے باطل ہیں۔ نہ حضرت علیؓ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی اور نہ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حضرت علیؓ کا ہاتھ تھا۔ یزیدی طبقہ کتنا بے وقوف اور احمق ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت میں ابن سبأ اور اس کی ذریت کو نامزد کرنے کی بجائے ایک جلیل القدر صحابی پر الزام دے دیتے ہیں۔ ان دونوں بد قسمت طبقوں کی محنت فقط اسی پر ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مخلص نہیں تھے۔ شیعیت کی تبلیغ بھی یہی ہوتی ہے اور یزیدیت کی بھی۔

✦ ساتواں اعتراض: حضرت علیؓ کے دور میں ایک انج بھی زمین فتح نہیں ہوئی، یہ ان کی ناکامی کی دلیل ہے۔

جواب: اندرونی شورش کی وجہ سے فتوحات کا سلسلہ بند ہو گیا تھا۔ اگر کوئی یہ اعتراض کر بیٹھے کہ چونکہ حضرت معاویہؓ نے بغاوت کر دی تھی اس لیے فتوحات میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تو اس کا جواب کیا ہوگا؟ سیدنا حضرت علیؓ آپس کے اختلاف کو رفع کرنے میں منہمک رہے جو کہ بہت ضروری تھا نیز کامیابی و ناکامی کا مدار فتوحات پر نہیں ہوتا، یہ محض نادانی ہے۔

آٹھواں اعتراض: حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کی وصیت کیوں کی؟

جواب: یہ شیعوں کے اس اعتراض کا جواب تراشا گیا کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو ولی عہد کیوں بنایا؟ حالانکہ دونوں کی نیت سو فیصد درست تھی بعد میں لوگوں نے ان کی نیتوں پر اپنے خانہ ساز نظریات کا طمع چڑھا دیا۔ بات صرف اپنے بعد خلیفہ بنانے کی نہیں، بلکہ ظلم و جور کی ہے۔ حضرت حسنؓ نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ سے صلح کی اور یزید نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد آل رسول کا خون کیا، مدینہ طیبہ کی بے حرمتی کی اور فسق و فجور کو رواج دیا۔ اب بجائے اس کے کہ ایک غیر صحابی اور ظالم کو مسترد کیا جاتا، حامیان یزید نے حضرت حسنؓ کا قضیہ چھیڑ کر پلڑا برابر کرنے کی کوشش کی۔ اگر شیعوں کا حضرت امیر معاویہؓ کی بے ادبی کرنا شرارت ہے تو یزید یوں کا حضرت علیؓ و حسنؓ کے فیصلے پر اعتراض کرنا عبادت کیسے ہو سکتا ہے؟

✦ نواں اعتراض: حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا کیوں نہ دی؟

جواب: یہ اس بات کے جواب میں کہا گیا کہ یزید نے ابن زیاد اور دیگر قاتلان حسینؓ کو سزا کیوں نہ دی؟ حالانکہ یہ تقابلی فضول ہے کیونکہ قاتلان حسینؓ یزید کی دسترس میں تھے اور اس نے بجائے سزا دینے کے ان میں عہدے بانٹے، جب کہ قاتلان عثمانؓ حضرت علیؓ کے کنٹرول اور گرفت سے باہر تھے۔ اور ان کو فوری سزا نہ دینے میں حضرت علیؓ مجبور تھے۔ یزید کے دفاع میں خلافت راشدہ کے چوتھے تاجدار سیدنا حضرت علیؓ پر اعتراض کرنا صرف ہٹ دھرمی ہے۔

✦ دسواں اعتراض: حضرت حسینؓ صحابی نہیں تھے۔

جواب: یہ یزیدی ترکش کا آخری تیر ہے۔ جب منصب صحابیت کے حوالہ سے بات ہوتی ہے کہ ایک غیر صحابی کا صحابی سے ٹکرانا اور ان کی عزت و جان کو پامال کرنا بہت بڑی جرأت اور دیدہ دلیری ہے تو حامیان یزید نے معاملے کو برابر کرنے کے لیے کہا کہ حضرت حسینؓ بھی تو صحابی نہیں تھے، ابھی وہ کم سن ہی تو تھے جب حضور اکرم ﷺ رحلت فرما

گئے، لہذا یزید و حسین دونوں صحابی زادہ ہیں اور تابعین میں سے ہیں۔
 حالانکہ محدثین کرام اور ماہرین اسماء الرجال کی متفقہ تحقیق ہے کہ حضرات حسن و
 حسینؑ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں اور ان سے براہ راست روایات ثابت ہیں،
 دراصل یزید کے خلاف حضرت حسینؑ جیسی عظیم المرتبت صحابی کی ذات گرامی کے
 خروج کا جب ذکر آتا ہے اور یزیدی سفاکیت سامنے آتی ہے تو ہر مسلمان کے دل میں
 محبت صحابہؓ ہونے کی بناء پر طبعاً اور فطرتاً یزید کے خلاف نفرت کے جذبات ابھرتے ہیں،
 اس تاثر کو رفع کرنے کے لیے یہ حیلہ ایجاد کیا گیا ہے کہ حضرات حسینؑ کی صحابیت
 مشکوک اور مختلف فیہ ہے، حالانکہ یہ سفید نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے۔

قارئین کرام! یہ تمام تراعات محمدا احمد عباسی، عزیز احمد صدیقی، نذیر احمد
 شاکر، عظیم الدین صدیقی، محمد سلطان نظامی، حکیم فیض عالم صدیقی، سید حسن سہروردی
 حکیم باغ علی، اور ابو عتیق محمد امین خادم (کاموکی) وغیرہم کی کتب میں موجود ہیں اور
 یزیدی حلقوں میں جو سینہ بہ سینہ یہ باتیں گردش کر رہی ہوتی ہیں، وہ انہی حضرت کی
 زنبیل جہل کا اندوختہ ہیں۔ اس لیے ان اعتراضات کے مختصر جوابات پیش کر دیئے
 گئے ہیں۔

قارئین کرام! ہمارا موقف یہ ہے کہ اہل السنّت کے تمام علماء دین یزید کی
 تفسیق پر متفق ہیں اور آج تک کسی ذمہ دار مفسر، محدث، فقیہ یا صوفی نے یزید کی
 حمایت نہیں کی کیونکہ حمایت یزید کا لازمی نتیجہ مخالفت حسینؑ ہے۔ اور حضرت حسینؑ
 جلیل القدر صحابی ہیں ایک غیر صحابی کے دفاع میں صحابی رسول کی ایمانی تابشوں سے
 ہاتھ دھو بیٹھنا بہت بڑی حماقت ہے۔ ہم نے اس مقالہ میں حامیان یزید کے جدید
 چہروں کو بے نقاب کیا ہے اور بعض پرانے شکاریوں کے بچھائے گئے جال سے بھی
 سنی نوجوانوں کو خبردار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس دوران کچھ تجربات ہوئے ہیں،
 اول تو یہ کہ اندرون و بیرون ملک جہاں جہاں یہ آواز پہنچی، قارئین نے بے حد پسند

کی اور ہر بار ایک ہی مطالبہ سامنے آتا کہ یہ مضامین کتابی شکل میں آنے چاہئیں ہم یہ کہہ کر جان بخشی کر واتے کہ جب یہ سلسلہ مکمل ہوگا تو کتاب ترتیب دے دی جائے گی (سواب ان کی خواہش کی تکمیل کی جا رہی ہے) (عثمان حسن)

اس دوران ہمیں کوئی دو درجن کے لگ بھگ خطوط بھی موصول ہوئے جن میں بعض سنجیدہ سوالات درج ہوتے اور بعض میں فقط مغفلات! ہم سنجیدہ باتوں کا جواب تو ساتھ ساتھ ہی درج کرتے جاتے اور مغفلات کو نظر انداز کرتے رہے۔ رابطہ کرنے والوں میں مندرجہ ذیل قسم کے لوگ شامل تھے۔

① بلا تفریق مسلک دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث حضرات، جنہوں نے اس مقالے کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھا۔

② حامیان یزید، جن کا تعلق عموماً کسی نہ کسی مذہبی جماعت سے ہوتا اور وہ جلی کٹی سناتے رہے۔

③ شیعہ نوجوان، جو یزید کی سرکوبی دیکھ کر خوش ہوتے مگر حضرت معاویہؓ کی منقبت ہمارے قلم سے پڑھتے تو ان کے ارمانوں پر اوس پڑ جاتی اور جب انہیں بتایا جاتا کہ آپ کے ساتھ ہمارا اختلاف مسئلہ یزید پر نہیں ہے، اصولی اختلاف ہے تو پھر وہ رابطہ کرنے سے گریز کرتے۔

④ سنی نما مخالفین حضرت معاویہؓ، ان کی خواہش تھی کہ فسق یزید کو تو بیان کیا جائے مگر حضرت معاویہؓ کی منقبت بیان نہ کی جائے۔ شیعیت زدہ یہ مختصر طبقہ اس دوران متواتر ماتم کرتا رہا اور گالیوں پر مشتمل خطوط ارسال کرتا رہا۔ مگر ان کی آرزو تشنہ رہی اور الحمد للہ کسی ایک لمحے کے لیے بھی ہمارا قلم حضرت معاویہؓ کی ذات والا بارکات کی مدحت سے غافل نہ رہا۔

خلاصہ کلام یہ کہ مقالہ سے شیعیت اور یزیدیت کو ضرب کاری لگی ہے اور ان کی آہیں وقتاً فوقتاً سنائی دیتی رہیں۔ جبکہ ہماری نیت چھیڑ چھاڑ کی نہیں تھی اور نہ کسی کی دل

آزاری کی گئی۔ ہمارا جذبہ صرف یہ تھا کہ مسلک اہل سنت ایک بار پھر تازہ اور نکھر کر سامنے آجائے۔ اور اسی سلسلہ میں جہنم لینے والے شکوک کا ازالہ ہو جائے۔ محض سخن سازی یا دشنام طرازی سے ہم حتی المقدور اجتناب کرتے رہے تاہم بتقاضائے بشریت قارئین میں سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو ہم معافی کے خواستگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید کر بلا حضرت حسینؑ کے دفاع میں لکھی جانے والی ان بے ترتیب سطروں کو باعث ہدایت اور راقم کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین ثم آمین!

عبدالجبار سلفی

ادارہ مظہر التحقیق

ملتان روڈ، لاہور

ادارہ مظہر التحقیق کی نشریات کا مختصر خاکہ 0321-4145543

نام مصنف	نام کتاب
مولانا قاضی محمد کرم الدین دہیر	تازیانہ عبرت:
مولانا قاضی محمد کرم الدین دہیر	السیف السلول لاعداء خلفاء الرسول (غیر مجلد)
مولانا قاضی محمد کرم الدین دہیر	تازیانہ شہادت و دروغ و بدعت
مولانا قاضی محمد کرم الدین دہیر	فیض ہادی روغنیر داری
مولانا قاضی مظہر حسین	خارجی فتنہ (2 جلدیں)
مولانا قاضی مظہر حسین	بشارت الدارین باصغر علی شہادت حسین
مولانا قاضی مظہر حسین	علمی محاسبہ
مولانا قاضی مظہر حسین	مشاجرات صحابہؓ اور راہ امتدال (2 جلدیں)
مولانا قاضی مظہر حسین	خلافت راشدہ و امامت
مولانا قاضی مظہر حسین	مودودی مذہب
مولانا قاضی مظہر حسین	کئی مذہب حق ہے؟
مولانا قاضی مظہر حسین	دفاع حضرت امیر معاویہؓ
مولانا قاضی مظہر حسین	ایک اجمالی نظر
مولانا قاضی مظہر حسین	جوالی مکتوب
مولانا قاضی مظہر حسین	ہم ماتم کیوں نہیں کرتے
مولانا قاضی مظہر حسین	کعبہ خارجیت (زیر طبع)
مولانا قاضی مظہر حسین	کئی موقوف
حافظ عبد الجبار سلی	احوال دہیر (جدید)
حافظ عبد الجبار سلی	القول المعبر فی حیات عبیر البشر (مجموعہ پارک)
حافظ عبد الجبار سلی	تجوید ہدایت (جدید)
حافظ عبد الجبار سلی	عبد اللہ چکر الوی اور فتنہ انکار حدیث
حافظ عبد الجبار سلی	علامہ عنایت اللہ خان اشرفی (احوال و انکار)
حافظ عبد الجبار سلی	مولانا قاضی محمد کرم الدین دہیر کا مسلک
حافظ عبد الجبار سلی	دفاع حضرت حسین رضی اللہ عنہ
مولانا نور اشرف صاحب	ہدایت المرزائیہ
مولانا نور اشرف صاحب	توحیح مسئلہ عقیدہ
مولانا نور اشرف صاحب	میزان عدل
مولانا نور اشرف صاحب	دیوبندی بریلوی اختلاف کا جائزہ
مولانا نور اشرف صاحب	اسلامی فتنہ
مولانا نور اشرف صاحب	علماء دیوبندی پر چند اعتراضات کی حقیقت
مولانا نور اشرف صاحب	توحیح مسئلہ طبع بدین و قرآنہ خلف الامام

ریشن المناظرین حضرت محمد امین رضی اللہ عنہما کی تصانیف



حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رضی اللہ عنہ کی تصانیف



حضرت مولانا حافظ عبدالحق علی نقی رضی اللہ عنہ کی تصانیف



ادارہ مظہر التحقیق لاہور

ملتان روڈ، لاہور۔ فون 0321-4145543